انتہائی قابلِ قدر علمی شاہکار حقائق و لطائف کا گنج گراں مایہ

حضرت امام مہدی

اہلِ اسلام اور اہلِ تشیع کے متضاد نظریات کا حقیقی تجزیہ

شہیدِ ملتِ اسلامیہ علامہ ضیاء الرحمن فاروقی ؒ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب :	حضرت امام مہدی
مصنف	علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہید
طبع اول	نومبر 1997ء
تعداد	1100
صفحات	258
ھدیہ	100 روپے

ملنے کا پتہ

اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد' فون:640024

شیرازہ عنوان: حضرت مہدیؒ کے بارے میں شیعہ اور مسلمانوں کے عقائد و نظریات

عنوانات	صفحہ
عرض احوال	11
پیش لفظ	13
پہلا باب	
کیا حضرت امام مہدیؒ کے بارے میں شیعہ اور مسلمانوں کا نقطہ نظر یکساں ہے	
امام مہدی کا تعارف	15
ظہور امام مہدی کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا فرمان	16
کیا شیعہ اور اہلسنت کا تصور مہدی یکساں ہے؟	
دونوں نقطہ ہائے نظر کا واضح تفاوت	18
مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ مہدویت	18
مہدی آخر الزمان کے ظہور کے بارے میں شیعہ نے کئی ٹھوکریں کھائی ہیں	20
شیعہ کو دعوت فکر	21
حاصل کلام	23
دوسرا باب	
حضرت محمد المہدی علیہ الرضوان کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ (25)	
حضرت مہدی کے ظہور کے بارے میں آنحضرت کی احادیث	26
مہدی کا نام محمد ہوگا	26
قیامت سے پہلے مہدی کا ظہور لازمی ہے	26
حضرت مہدی کے مخالف زمین دھنسا دیئے جائیں گے	27
حضرت مہدی وسعت و فراخی لیکر آئیں گے	28
ظہور مہدی کا تاکیدی اعلان	29
حضرت مہدی خاتمہ ظلم کی علامت ہونگے	30
مہدی میری نسل اور فاطمہ کی اولاد سے ہوگا	31
مہدی نورانی چہرے والا ہوگا	31
حضرت مہدی حضرت حسنؓ کی اولاد سے ہونگے	32
حضرت مہدی کی کامیابی کی بشارت	33
خانہ کعبہ میں پناہ لینے کی خبر	34
حضرت مہدی کی چند علامات	35
آنحضرت ﷺ کی طرف سے بیعت مہدی کا حکم	37
سفیانی لشکر سے مقابلہ کی خبر	38
ظہور مہدی کے وقت مسلمانوں کی تعداد اصحاب طالوت کے برابر ہوگی	39
ظہور مہدی کی خبر	41
مہدی میری نسل سے ہوگا	42
حضرت مہدی اولاد فاطمہ سے ہونگے	42
حضرت مہدی خلافت کے بعد سات سال زندہ رہیں گے	43
مہدی کے ظہور کے بعد دنیا بھر میں	

شیرازہ عنوان: حضرت مہدیؒ کے بارے میں شیعہ اور مسلمانوں کے عقائد و نظریات

عنوانات	صفحہ
انصاف ہو گا	43
حضرت مہدی بنی ہاشم سے ہو گا	45
حضرت مہدی کی کم از کم مدت خلافت سات سال ہو گی	47
حضرت مہدی کے دور میں غلبہ اسلام ہو گا	48
حضرت مہدی کا دور خوشحالی کا ہو گا	48
ایک ہی رات میں مہدی صالح کا مرتبہ پائے گا	49
مہدی میرے اور میرے والد کے ہم نام ہو گا	50
حضرت مہدی عدل کو عام کرے گا	50
حضرت مہدی نفس زکیہ کے قتل کے بعد ظاہر ہونگے	51
حضرت مہدی مقام ابراہیم اور رکن یمانی کے درمیان بیعت کریں گے	52
تیسرا باب	
حضرت امام مہدی کے بارے میں شیعہ کا نقطہ نظر	
والد کا نام حسن عسکری ہو گا	53
والدہ کا نام نرگس ہو گا	54
امام مہدی کے انقلابی کام	54
منصف مزاج شیعہ کے لئے لمحہ فکریہ	55
اسلام سے کھلا انحراف	56
کیا امام مہدی کے ہاتھ پر حضرت محمدؐ کی بیعت کا عقیدہ اسلام ہے؟	57
کیا حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کو قبروں سے زندہ کرکے سزا دینے کا عقیدہ اسلام ہے؟	58
چوتھا باب	
عقیدہ امامت کے بارے میں شیعہ کے باہمی تضادات	
شیعہ کا عقیدہ امامت	60
حضرت علیؓ کے ارشادات	6
پہلا ارشاد	62
دوسرا ارشاد	63
تیسرا ارشاد	63
حضرت حسنؓ کی بیعت	65
من گھڑت نظریات سے کھلے عام براءت کی جائے	65
عقیدہ امامت تضادات کا مجموعہ ہے	66
شیعہ سنی اختلاف اور صراط مستقیم سے اقتباس	66
عقیدہ امامت اور باہمی منازعت	67
مختار ثقفی کی ستم کاری	68
حضرت جعفر صادق کی طرف سے مختار ثقفی پر تنقید	69
شیعہ مذہب کی کہانی ۔ اپنی کتب کی زبانی	72
حضرت زین العابدینؓ کی امامت پر اختلاف	74
شیعہ مذہب کے بانی چار آدمی تھے	75

شیرازہ عنوان: حضرت مہدیؒ کے بارے میں شیعہ اور مسلمانوں کے عقائد و نظریات

عنوانات	صفحہ
امام مہدی کے بارے میں شیعہ کے تضادات	76
مختلف اقوال	76
حضرت موسیٰ کاظم کے سلسلے میں اختلاف	79
حضرت علی رضاؒ پر اختلاف	81
حضرت محمد جوادؒ پر اختلاف	81
حضرت حسن عسکریؒ کی اولاد ہی نہ تھی	84
شیعہ کے عقیدہ امام مہدی پر غور کی دعوت	85
تضادات کا آئینہ	86
امام غائب اور امام حجت کے بارے میں دیگر معلومات	88
ظہور امام کے بارے میں خدا کو بھول ہوگئی	90
چند تصریحات	91
بداء کے بارے میں اصول کافی کی روایت	94
چند شاہپارے	98
مولانا منظور احمد نعمانی کی تصریح	99
منکرین امامت کے بارے میں شیعوں کا فتوی	104
امام مہدی کے ظہور اور وجود کے تضادات پر چند مزید شواہد	104
کھلا تضاد	104
فسوں کاری اور کرشمہ سازی کا آئینہ	108
شیعہ مذہب کی اساسی کتاب کی چند اصل عبارات	109
حضرت حسن عسکریؒ کے لڑکے کا نہ حمل ثابت ہوا نہ ولادت	113
شیعہ کے بارہویں امام مہدی کی غیبت صغریٰ اور ان کے وکلاء کا تذکرہ	115
"غیبت صغریٰ" کے زمانہ میں شیعہ کے بارہویں امام مہدی اپنے شیعوں سے تحائف بھی قبول کرتے رہے	118
شیعہ کا خدا پر الزام	119
ظہور امام کے بارے میں شیعہ کا حضرت علیؓ پر الزام	120
شیعہ کتب کی عبارات پر عقائد جعفریہ کے مولف کا تبصرہ	122
امام مہدی کے غائب ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟	125
امام مہدی کو اپنے قتل ہونے کا شبہ تھا	125
امام مہدی کو نام سے پکارنے والا کافر ہوگا	126
موت کا وقت جاننے والا خائف نہیں ہوتا	127
تحفہ جعفریہ کی عبارت	128
امام مہدی کی غیبت کا دوسرا دور	130
مختلف علاقوں میں امام مہدی کی حکومت کا عقیدہ	130
امام مہدی کی حکومت کا پہلا واقعہ	131
مغربی جزیروں میں آج بھی بارہویں	

شیرازہ عنوان: حضرت مہدیؒ کے بارے میں شیعہ اور مسلمانوں کے عقائد و نظریات

عنوانات	صفحہ
امام کی حکومت ہے	136
بارہواں امام آج بھی مغربی جزیرے الخضراء میں موجود ہیں	137
بارہویں امام کے چھ بیٹے آج بھی چھ جزیروں پر حکمران ہیں	139
بارہویں امام کا ظہور 313 مومنوں کے جمع ہونے کے بعد ہوگا	141
تحفہ جعفریہ کے مولف کا تبصرہ	142
گزشتہ روایات کا خلاصہ	143

پانچواں باب

چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ کے چند جھوٹے مدعیان مہدی کا تذکرہ

عنوانات	صفحہ
مدعیان امام مہدی نے اسلام کو کیا کیا نقصان پہنچایا	146
ہر دور میں جھوٹے مہدی پیدا ہوئے	148
مہدویت خدا کی دہلیز پر	148
شیعہ دعوئ مہدویت پر از سرنو غور کریں	150
جھوٹے مدعیان مہدی اور من گھڑت بارہویں امام	150
پہلا مہدی۔ صالح بن طریف برغوانی	0151
مختصر تعارف	151
دوسرا مہدی	152
تیسرا مہدی	152
چوتھا مہدی	153
پانچواں مہدی	153
چھٹا مہدی	154
ساتواں مہدی	156
آٹھواں امام مہدی احمد بن کیال بلخی	158
نواں مہدی حمدان بن اشعث قرمط	159
مہدی منتظر کی نئی شرکعت کے چند اصول	159
جھوٹے مہدی حمدان نے خانہ کعبہ کی بجائے بیت المقدس کو قبلہ قرار دیا	160
جھوٹا امام مہدی قتل سے بچ نکلا تو کئی افسانوں نے جنم لیا	160
جو مخالف ہو اسے قتل کرنا واجب ہے	160
دسواں امام مہدی عبیداللہ مہدی	161
عبیداللہ کا تعلق شیعہ کے باطنی فرقہ سے تھا	162
گیارہواں مہدی۔ حسین بن زکرویہ	162
دعوئ مہدویت کیلئے قرآن میں تحریف	164
جھوٹے مہدی کو سولی پر لٹکایا گیا	164
بارہواں مہدی ابو سعید حسن بن مہرام	165
امام مہدی کے نام پر خمس وصول کرنے لگا	165
مساجد کا انہدام اور احتراق قرآن	166
زکرویہ بن ماہرو قرملی	166
یحیٰ بن زکرویہ قرملی	168
تیرہواں مہدی ابو طاہر قرملی	168
امام مہدی کی طرف سے مسلمانوں کا قتل عام	168
امام مہدی کے حملے سے حج موقوف	

شیرازہ عنوان: حضرت مہدیؒ کے بارے میں شیعہ اور مسلمانوں کے عقائد و نظریات

عنوانات	صفحہ
ہو گیا	169
خانہ کعبہ میں شراب نوشی	169
مہدی کا خدائی کا دعویٰ	170
حجر اسود کعبہ سے نکال لیا گیا	171
جھوٹے مہدی کا عبرتناک انجام	171
چودھواں مہدی۔ محمد بن عبداللہ تومرت	172
مختصر تعارف	172
دعویٰ مہدویت	174
پندرھویں مدعی مہدی محمود واحد گیلانی	175
حضرت علیؓ اور حسینؓ کی محبت کا دعویٰ	176
ایرانی بادشاہ نے بھی امام مہدی تسلیم کر لیا تھا	176
سولھواں مہدی۔ احمد بن عبداللہ	177
مہدویت اور معراج کا دعویٰ	177
سترھواں مدعی مہدی عبدالعزیز طرابلسی	178
محمد، علی اور مہدی منتظر کا دعویٰ	178
لا الہ الا علی کا نعرہ	178
حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ پر تبرا اس کا معمول تھا	178
اٹھارواں مدعی مہدی، سید محمد جونپوری	179
باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ	
سید جونپوری کے عقائد	181
انیسواں مدعی مہدی سید محمد نور بخش	182
صحابہ کرامؓ پر تبرا	182
بیسواں مدعی مہدی۔ جلال الدین اکبر	184
ابتدائی کارگزاری	184
چھوٹی عمر میں تخت نشینی	184
متعہ کے جواز سے عورتوں کو جمع کیا	185
توہین رسالت پر خاموشی	185
دعویٰ مہدویت	186
حضرت علیؓ کے نام کی آڑ میں مہدی تعلیمات	186
اکبر کے مہدوی دین الٰہی کے چند نکات	187
اکیسواں مدعی مہدی احمد بن عبداللہ سلجماسی	189
دعویٰ مہدویت	189
مہدی کے لشکر کی کامیابی	190
مراکش پر مہدی کی حکومت	190
جھوٹے مہدی کا عبرتناک انجام	190
امام کے غائب ہونے کا عقیدہ	
بائیسواں مدعی مہدی احمد بن علی صمیرثی	
دعویٰ مہدویت	191
تیئسواں مدعی مہدی۔ محمد مہدی ازکی	192
چوبیسواں مدعی مہدی محمد بن عبداللہ کرد	193
مہدی منظر کا دعویٰ	193
پچیسواں مدعی مہدی مرزا علی محمد باب	194

شیرازہ عنوان: حضرت مہدیؒ کے بارے میں شیعہ اور مسلمانوں کے عقائد و نظریات

عنوانات	صفحہ
امام مہدی کا واسطہ بننے کا دعوی	194
امام زمان کا دروازہ متعارف کروایا گیا	195
امام مہدی کا دعوی	195
شیعہ مجتہد یحیی درابی کی معیت	195
پورا ایران مرزا علی محمد باب کی مہدویت پر ایمان لے آیا	197
میں مہدی منتظر ہوں	197
مناظرہ میں شکست	197
حاکم ایران کی طرف سے درے لگانے کا حکم	198
باب کا عبرتناک انجام	199

چھٹا باب

مسلمانوں کے حضرت مہدی اور شیعہ کے بارہویں امام کا موازنہ (تقابل)

عنوانات	صفحہ
امام مہدی کا نام	201
امام محمد مہدی کے والد کا نام عبداللہ ہوگا	
امام محمد مہدی حسنی پیدا ہونگے	
امام مہدی کی جائے پیدائش موضع کریم مدینہ منورہ ہے	
امام مہدی کی والدہ کا نام آمنہ ہوگا	
امام مہدی کی پیدائش ہی آخری زمانہ میں ہوگی	
امام مہدی مدینہ منورہ سے مکہ آئیں گے اور بیعت تمام خانہ کعبہ میں ہوگی	
امام مہدی کا ظہور خانہ کعبہ میں ہوگا	
امام مہدی کا ظہور حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ہوگا	
ظہور کے وقت امام مہدی کی عمر چالیس سال ہوگی	
امام مہدی کے ظہور کی کیفیت	
بیعت اور سفیانی لشکر سے مقابلہ کے بعد شام سے ہوکر بیت المقدس میں سکونت ہوگی	
ظہور امام مہدی کے بعد سب سے پہلے مکہ کے علماء انکی بیعت کریں گے	
ظہور امام مہدی کے وقت کتنے مومن ہونگے	
امام مہدی کی آمد کے وقت مسلمانوں کی عمر	
ظہور امام مہدی کے وقت کسی قسم کے چشمے کے اجراء کا کوئی ذکر نہیں	
ظہور امام مہدی کے بعد آپکا پہلا کام سفیانی لشکر سے معرکہ آرائی ہوگا	
امام مہدی آنحضرت کے پیروکار اور تابع ہونگے	
امام مہدی اور حضرت عیسی ملت محمدیہ پر ہونگے	
حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کا مقام و مرتبہ آنحضرت ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں	
آنحضرت ﷺ کیطرف سے حضرت عائشہؓ کے مناقب اور ان پر مکمل اعتماد کا اظہار	

عرض احوال

حضرت امام مہدیؒ کی سیرت و کردار اور حقیقی افکار کے موضوع پر شہید ملت اسلامیہ قائد سپاہ صحابہ علامہ ضیاء الرحمان فاروقی شہید کی زیر نظر کتاب ان کے ایام اسارت کی یادگار ہے اس کتاب کی غرض تحریر سے خود شہید مصنف نے اپنے تحریر کردہ "پیش لفظ" میں قارئین کو اجمالاً آگاہ فرمادیا ہے۔ بلاشبہ یہ رب ذوالجلال کا احسان عظیم ہے کہ اس نے شہید مصنف کے قلم سے اس موضوع پر یہ ضخیم اور عظیم شاہکار معرض وجود میں لاکران تمام احباب و اغیار پر حجت تمام کردی ہے۔ جنہوں نے ۱۹۹۴ء میں جرنیل سپاہ صحابہ' آیت من آیات اللہ مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ کی اس موضوع پر کفر شکن تقاریر کو سنے اور سمجھے بغیر جرنیل موصوف پر بالخصوص اور سپاہ صحابہ پر بالعموم چاند ماری شروع کردی تھی۔ ان کا کہنا تھا کہ مولانا موصوف وجود امام مہدی کے منکر اور معاذ اللہ گستاخ ہیں۔ یہ حضرات اگر حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تقاریر کی وہ کیسٹیں ہی سن لیتے تو یقیناً انہیں ذہنی خلجان اور روحانی صدمے سے دوچار نہ ہونا پڑتا اور حقیقت الم نشرح ہوکر ان کے سامنے آجاتی۔ جرنیل سپاہ صحابہ کی اس موضوع پر تقاریر تقریباً پورے پنجاب میں ہوئی تھیں۔ ان ہی تقاریر کے ردعمل کے طور پر شیعوں کے ایک متشدد اور متعصب ترین گروہ کے قائد نے اپنے چند نوجوانوں کی معیت میں برقع میں ملبوس ہوکر ۲۲۔ اگست ۱۹۹۴ء کو شاہ پور ضلع سرگودھا میں راکٹ لانچروں اور بموں سے مولانا محمد اعظم طارق پر حملہ کیا جس کے نتیجہ میں جرنیل موصوف کے دو محافظ جام شہادت نوش کرگئے اور موصوف کو رب ذوالجلال نے محفوظ رکھا۔

بعد ازاں جیسا کہ شہید مصنف نے تحریر فرمایا ہے' شیعوں کے ایک ایم این اے نے قومی اسمبلی میں مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ پر نکتہ اعتراض اٹھاتے ہوئے یہ واویلا کیا کہ انہوں نے ہمارے امام مہدی کی توہین کی ہے۔ جس پر مولانا موصوف نے اسمبلی کے فلور پر ہی وضاحتی بیان دیتے ہوئے ہاؤس کو آگاہ کیا کہ امام مہدی کی شخصیت تمام اہل اسلام کے نزدیک قابل احترام ہے۔ بلاشبہ وہ قرب قیامت میں تشریف لائیں گے اور خدا کی زمین پر خدا کا نظام عملی طور پر نافذ کرکے دنیا کو امن و سکون کا گہوارہ بنادیں گے ان کا اسم گرامی "محمد" ان کے والد ماجد کا اسم گرامی "عبداللہ" اور والدہ کا اسم مبارک "آمنہ" ہوگا۔ ابھی وہ پیدا نہیں ہوئے۔ میں اس امام مہدی کا احترام اپنا جزو ایمان سمجھتا ہوں میرے خلاف امام مہدی نام کے جس شخص کی توہین کا پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے۔ وہ صدیوں پہلے پیدا ہوا چھ سال کی عمر میں (بہ اعتقاد تشیع) اصلی قرآن مجید صحف فاطمہؓ اور دیگر اہم اشیاء اٹھاکر عراق کی ایک غار "سر من رائی" میں بھاگ گیا۔ وہ جب ظاہر ہوگا تو تمام اہل سنت کو قتل کرڈالے گا۔ پوری دنیا میں اہل تشیع کی حکومت قائم کرے گا۔ حرمین شریفین پر قبضہ کرکے

روضہ رسول ﷺ کو کھولے گا' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو زندہ کرکے درختوں پر سولی چڑھائے گا اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بے حرمتی کرے گا۔ وغیر ذالک من الخرافات"

مولانا محمد اعظم طارق مدظلہ نے پورے ہاؤس کو متوجہ کرتے ہوئے ببانگ دہل فرمایا کہ میں اس بدبخت اور فرضی مہدی کو تسلیم نہیں کرتا۔ نیز یہ کہ اگر یہ مہدی بالفرض میری زندگی میں آبھی گیا تو میں اسے عبرتناک انجام سے دوچار کروں گا۔

جس وقت مولانا محمد اعظم طارق یہ گفتگو کر رہے تھے پورے ایوان میں سناٹا چھایا ہوا تھا چنانچہ معترض رکن اسمبلی کو پھر سر اٹھانے کی جرات نہ ہوئی۔

نومبر ۱۹۹۵ء میں قائد سپاہ صحابہ علامہ ضیاء الرحمان فاروقی اور جرنیل سپاہ صحابہ مولانا محمد اعظم طارق دامت برکاتہم کو بے نظیر حکومت نے گرفتار کیا اور جھوٹے مقدمات کی آڑ میں بہاولپور' ملتان' لاہور اور راولپنڈی کی جیلوں میں قید کئے رکھا۔ علامہ ضیاء الرحمان فاروقی کا شاہکار قلم جو ۱۹۹۰ء میں آپ کے سپاہ صحابہ کی قیادت سنبھالنے کے بعد تقریباً" مہربلب تھا مذکورہ اسارت کے آغاز میں ہی حرکت میں آیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں صفحات مختلف دینی حقائق کی روشنائی سے روشن ہو گئے اور چھبیس علم و ادبی شہ پارے وجود میں آگئے۔ زیر نظر کتاب بھی اسی اسارت کا حاصل ہے۔ شہید مصنف کو ۱۸ جنوری ۱۹۹۷ء بمطابق ۸ رمضان المبارک بروز ہفتہ سیشن کورٹ لاہور میں ایرانی طاغوت کی طرف سے ریموٹ کنٹرول بم کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون○

آپ کی شہادت کے سانحہ فاجعہ کے بعد جرنیل سپاہ صحابہ مولانا محمد اعظم طارق دامت برکاتہم کے فرمان پر قائم کردہ فاروقی شہید اکیڈمی کے خادم کی حیثیت سے اس کتاب کی تصحیح وطباعت کی سعادت بندہ ناچیز کو حاصل ہو رہی ہے اس کام میں بندہ کو جرنیل سپاہ صحابہ کی سرپرستی اور خصوصی دعاؤں کے علاوہ جناب انجینئر طاہر محمود صاحب (چیف ایڈیٹر ماہنامہ "خلافت راشدہ") برادرم جناب قاری عبدالغفار سلیم صاحب و برادرم قاری شبیر احمد صدیقی صاحب کا خصوصی تعاون حاصل ہے یہ حضرات بندہ کی طرف سے یقیناً" شکریہ کے مستحق ہیں۔ پروردگار انہیں اجر عظیم سے نوازے۔

بندہ قارئین کے مفید مشوروں کا منتظر رہے گا۔

راقم: ثناء اللہ فاروقی شجاع آبادی

ناظم فاروقی شہید اکیڈمی' سمندری

9-10-1997

پیش لفظ

جون 1994ء میں سپاہ صحابہ کے نائب سرپرست اعلیٰ اور قومی اسمبلی کے رکن مولانا محمد اعظم طارق نے ایوان پارلیمنٹ میں لاہور سے شائع ہونے والی شیعہ اثنا عشری کے نامور مجتہد ملاباقر مجلسی کی ایک کتاب "حق الیقین" کے اردو ایڈیشن کی اشاعت پر سخت احتجاج کیا۔ مولانا اعظم طارق نے قومی اسمبلی میں خطاب کرتے ہوئے کہا۔ اس کتاب میں درج کیا گیا ہے کہ شیعہ کے بارہویں امام مہدی جسے ان کی زبانمیں " قائم آل محمد " اور صاحب الزمان کا مقام حاصل ہے جب ظاہر ہونگے تو سب سے پہلے آنحضرت ﷺ ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے اور اسکے بعد وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اقدس توڑ کر حضرات شیخین کو نکال کر انہیں مدینہ منورہ کے ایک درخت پر لٹکائیں گے اور ان کے جسم پر کوڑے برسائیں گے۔ یہ سلسلہ کئی سال تک جاری رہے گا حتیٰ کہ قیامت آجائے گی۔

مولانا اعظم طارق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کی گستاخی پر سخت احتجاج کرتے ہوئے یہ بھی کہا:

"اگر ایسا شخص ہمارے زمانے میں آیا تو ہم اس کو سخت سزا دیں گے۔ اس کا مقابلہ کریں گے۔ ایسے امام مہدی کا اسلام میں کوئی تصور نہیں یہ جعلی اور من گھڑت مہدی ہوگا وغیرہ۔"

سپاہ صحابہ کے رکن اسمبلی کے اس شدید احتجاج پر ہنگامہ کھڑا ہوگیا۔ ارکان اسمبلی کی اکثریت نے اس کتاب کے مندرجات پر احتجاج کیا اور ایسے تصور امام پر سخت حیرت اور تعجب کا اظہار کیا۔ ادھر شیعہ ارکان اسمبلی اشتعال میں آگئے۔

مولانا اعظم طارق نے اسی عنوان پر پنجاب بھر میں کئی جگہ تقریریں کر کے شیعہ کے اس تصور امام مہدی اور اس کتاب کی اشاعت پر سخت احتجاج کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر سلمان رشدی کی کتاب پر پابندی لگ سکتی ہے تو یہ کتاب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کی گستاخی پر مشتمل ہے اس لئے اسے فی الفور خلاف قانون قرار دیا جائے۔

شیعہ نے مولانا اعظم طارق کی تقاریر کے خلاف آسمان سر پر اٹھالیا۔ ان پر 22۔ اگست 1994ء راکٹ لانچروں سے حملہ کیا۔ ان کے دو گن مین شہید ہوگئے۔ خدا نے ان کو محفوظ رکھا۔ دلائل سے تقریر کا جواب دینے کی بجائے اشتعال کا مظاہرہ وہی کرتا ہے جو دلائل سے محروم ہو۔ مولانا اعظم طارق نے شیعہ کے تصور امام مہدی پر بعض مقامات پر سخت لہجہ اختیار کیا تو کئی اہلسنت کرم فرماؤں نے بھی تقریر کے اصل عنوان پر غور کرنے کی بجائے ان کے ریمارکس کو اسلام کے اصل امام مہدی کی آمد اور ظہور کے خلاف قرار دیتے ہوئے تنقیدی نشتر چلائے۔ راقم الحروف نے

CamScanner

کئی علماء اور اہلسنت اکابرین کے سامنے وضاحت کی کہ امام مہدی کے ظہور کے بارے میں سپاہ صحابہ کا عقیدہ اہلسنت (احناف) کے عقائد کے عین مطابق ہے۔ دنیا کے تمام مسلمان حضرت امام مہدی کے جس تصور کے قائل ہیں۔ سپاہ صحابہ انہی عقائد پر ایمان رکھتی ہے۔ بعض نافہم حضرات کو چونکہ شیعہ کے تصور امام مہدی سے سرے سے واقفیت ہی نہ تھی انہوں نے مولانا اعظم طارق کی تقریر پر غور کئے بغیر اسے اسلام کے تصور امام مہدی پر نکتہ چینی قرار دیا۔ ہم نے اس سلسلہ میں ماہنامہ "خلافت راشدہ" میں بھی تفصیلی مضامین شائع کئے۔ اسلام اور شیعہ کے تصور امام مہدی کا علیحدہ علیحدہ نقشہ سامنے رکھا..... اس موضوع پر غور کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ عنوان عام مسلمانوں کے ہاں بھی مکمل وضاحت کا متقاضی ہے۔

چنانچہ بے نظیر حکومت کی طرف سے نومبر 1995ء میں جیل یاترا کے بعد اسلام کے تصور امام مہدی اور شیعہ کے تصور امام زمانہ کا جائزہ لیا تو دونوں میں زمین و آسمان کا فرق پایا۔ ہر جگہ یہ حقیقت عیاں ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس امام مہدی کی خبر دی تھی۔ شیعہ کے تصور امام مہدی سے اس کا دور کا بھی کوئی تعلق نہیں۔

اندریں صورت کیا مسلمانوں اور شیعہ کا تصور امام مہدی یکساں ہے؟ کتب کو کھنگالا' بحمد اللہ ایک جامع اور مستند گنجینہ مرتب ہو گیا۔

زیر نظر کتاب کی تالیف میں شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی استاذ مکرم حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم اور نامور بریلوی عالم حضرت مولانا محمد علی بلالی گنج لاہور کی کتابوں سے کافی مدد ملی۔

اس طرح قدیم اور جدید مفکرین اور اساطین اسلام کے کئی ذخائر کا نچوڑ آپ کے سامنے ہے۔ ہمیں امید ہے اس تحریر سے جہاں مسلمانوں کو تصور امام مہدی کے بارے میں نئی معلومات حاصل ہونگی وہاں شیعہ کو بھی انکے تصور امام مہدی کے بارے میں دعوت فکر دیکر ہم از سر نو اس تصور پر غور و فکر کرنے کی دعوت دیں گے۔

خدا سے امید ہے کہ یہ کتاب حقیقت کی تفہیم میں مدد دے گی۔

ابو ریحان ضیاء الرحمان فاروقی
سنٹرل جیل کوٹ لکھپت' لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب

کیا حضرت امام مھدیؒ کے بارے میں شیعہ اور مسلمانوں کا نقطہ نظر یکساں ہے؟

امام مھدیؒ کا تعارف

حضرت امام مھدی علیہ الرضوان کے ظہور اور دنیا میں ان کی آمد کے بارے میں مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ قرب قیامت میں ان کی پیدائش ہوگی۔ وہ اپنے اور والدین کے نام میں آنحضرت ﷺ کے مشابہ ہوں گے۔ ان کا ظہور خانہ کعبہ میں حجر اسود اور مقام ابراہیمؑ کے درمیان ہوگا۔ حضرت امام مھدی علیہ الرضوان کے ظہور کی ساٹھ سے زائد علامات احادیث میں موجود ہیں۔ ان کے ظہور کے سات سال بعد عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ مسلمانوں کا یہ عقیدہ بھی متفقہ اور اجماعی ہے۔

ظہور امام مہدیؒ کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا حکم

علامات قیامت کے باب میں ایک ہی جگہ دس نشانیوں کے ذکر سے پہلے آنحضرت ﷺ نے قیامت کی ایک بڑی علامت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا:

ای من العلامات العظمی وھی اولھا ان یظھر الامام المقتدی الخاتم للائمہ.... محمد المھدی۔

(از لوائح الانوار البھیہ، ص ۶۷، ج ۲، شیخ محمد بن احمد السفارینیؒ)

"قیامت کی بڑی یعنی قریب تر اور اولین نشانیوں میں خاتم الائمہ محمد المھدی کا ظہور ہے"۔

احادیث میں حضرت امام مہدی علیہ الرضوانؒ کا نام، حلیہ، مولد اور دنیا میں حکومت و سلطنت کی مدت اور حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ معاونت و مساعدت کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ ان جملہ احادیث کی روشنی میں امام موصوف کی علامات کو نہایت تفصیل کے ساتھ اسی کتاب کے ایک دوسرے باب میں نقل کیا جارہا ہے۔

مسلمانوں کے ۱۴۰۰ سو سالہ دور کے علماء، مفکر اور اساطین امت کے متفقہ عقیدہ کے مطابق حضرت امام مہدیؒ کا ظہور ناقابل انکار حقیقت ہے۔ آئمہ اربعہ اور جملہ محدثین نے آنحضرت ﷺ کے واضح ارشادات کی روشنی میں حضرت امام محمد مہدیؒ کے ظہور کے متعلق کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان میں حافظ ابن قیمؒ کی کتاب "المنار المنیف" شیخ سفارینیؒ کی "لوائح الانوار" علامہ مرعیؒ کی "فوائد الفکر" ، ابن حجرؒ کی "علامات مہدی" ، امام قرطبیؒ کی "احکام القرآن" میں اس عنوان پر تفصیلی مباحث موجود ہیں۔

کیا شیعہ اور اہل سنت کا تصور مہدیؒ یکساں ہے؟

ہم اس مجموعہ کے پہلے باب میں اس سوال پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں‘ جس میں کہا گیا ہے کہ کیا حضرۃ امام محمد مہدی علیہ الرضوان کے بارے میں شیعہ اور ملت اسلامیہ کا موقف یکساں ہے؟ آنحضرت ﷺ کی ساٹھ سے زائد احادیث میں "مہدی" کی خبر دی گئی ہے۔ کیا شیعہ کے بارھویں امام (جنہیں وہ اپنے عقیدے کے مطابق "امام مہدی آخر الزمان امام قائم آل محمد" کے نام سے یاد کرتے ہیں) اور وہ ایک ہی شخصیت ہیں یا دونوں علیحدہ علیحدہ افراد ہیں۔

حضرۃ محمد المہدی علیہ الرضوان کے ظہور اور آمد کے بارے میں دنیا کے کسی مسلمان کا اختلاف نہیں۔ اہل سنت کے چاروں امام اور عہد حاضر میں مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر حضرت محمد امام مہدی کے ظہور اور آمد پر متفق ہیں----- البتہ مسلمانوں اور شیعہ کے عقائد کے بموجب دونوں کے عقائد کے مطابق امام مہدی کا ایک ہونا کسی بھی چھوٹی سے چھوٹی روایت اور آنحضرت ﷺ کی بیان کردہ کسی بھی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا-----

آنحضرت ﷺ نے قرب قیامت میں حضرۃ مہدیؓ کے ظہور کی خبر ضرور دی تھی۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے ساٹھ سے زائد احادیث میں ان کی علامات اور نشانیوں پر بھی روشنی ڈالی تھی۔ لیکن بسیار تتبع کے باوجود شیعہ کے امام مہدی میں ان علامات میں سے ایک بھی علامت نظر نہیں آتی۔ حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ کے بیان کردہ "محمد المہدی" اور شیعہ کے مہدی آخر الزماں کے والدین کے ناموں‘ مولد اور ظہور کے مقام میں بھی زمین و آسمان کا فرق نظر آ رہا ہے۔

شیعہ کی طرف سے یہ کہنا کہ امام مہدی کے بارے میں مسلمان اور شیعہ کا نقطہ نظر یکساں ہے‘ سراسر جھوٹ اور کذب بیانی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی طرف سے آخری زمانے کے جس حضرۃ مہدیؓ کی خبر دی گئی ہے‘

ان کی ترجیحات، کارنامے، خصوصیات، جسمانی، صوری، معنوی، علامات ہی جدا ہیں۔

دونوں نقطہ ہائے نظر کا واضح تفاوت

ہم نہیں جان سکے کہ شیعہ نے ظہور مہدی کے بارے میں جو عقیدہ اپنایا ہے، اس کا ماخذ کیا ہے۔ صرف آنحضرت ﷺ ہی نہیں بلکہ شیعہ کے مذکورہ عقیدے کی تائید میں حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کی طرف سے بھی کوئی سند نہیں ملتی..... نہج البلاغہ سے لے کر حضرات حسنینؓ کریمین کے اقوال و ارشادات تک کسی بھی مجموعے میں ہمیں یہ نظر نہیں آتا کہ امام مہدی آخر الزمان اپنے والد "حضرت حسن عسکری" کی وفات سے دس روز قبل ۲۵۸ کو ۴ سال کی عمر میں بغداد کی ایک غار "سر من رای" میں پر اسرار طور پر غائب ہو گئے تھے۔ وہیں سے قرب قیامت میں ان کا ظہور ہوگا۔ جبکہ آنحضرت ﷺ کے بیان کردہ حضرت محمد المہدی کی تو پیدائش ہی آخری زمانے میں ہوگی۔ ان کے والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہوگا لیکن شیعہ کے عقیدہ کے مطابق امام مہدی کے والد کا نام "حسن عسکری" اور والدہ کا نام "نرگس خاتون" ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ مہدویت

امام مہدی کے عنوان پر مغالطہ دینے کا سلسلہ بھی جھوٹے مدعی مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ مسیحیت کی طرح جھوٹ اور کھلا فریب ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۹۲ء میں اپنے کو "مہدی موعود" کہا۔ آنحضرت ﷺ کی امام مہدی کے بارے میں پیشین گوئیوں کو اپنے اوپر منطبق کرنے کے لیے اس نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ مرزا صاحب کا دعویٰ مہدویت ملاحظہ

ہو:

"وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے سے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا، جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریمؐ نے دی تھی، وہ میں ہوں"

("تذکرہ الشہادتین" ص ۲)

یہاں بھی آنحضرت ﷺ کی بیان کردہ علامات مہدی آڑے آئیں اور یہ دعویٰ بھی تار عنکبوت کی طرح بکھر کر رہ گیا۔ اس سے پہلے اس نے خود کو "مسیح موعود" بھی قرار دیا تھا۔ علماء اسلام میں حضرت مولانا مرتضیٰ احسن چاند پوریؒ، حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ اور قاضی ثناء اللہ امرتسری نے اس من گھڑت دعوے کی دھجیاں بکھیر دی تھیں۔ اسلام کے عقیدے کے مطابق قرب قیامت میں نازل ہونے والے "مسیح موعود" کی ۸۰ علامات جو آنحضرت ﷺ کے مقدس فرامین پر مشتمل ہیں، جب لوگوں کے سامنے پیش کی گئیں تو یہ دعویٰ بھی ٹائیں ٹائیں فش ہو گیا۔

بعد ازاں مرزا غلام احمد قادیانی نے مہدی موعود اور مسیح موعود کے دعووں سے آگے بڑھ کر خود کو آنحضرت ﷺ کے بعد "نبوت" کا حامل کہا۔ رفتہ رفتہ مرزا صاحب کے تمام دعووں کی قلعی کھلتی گئی۔ تاآنکہ پاکستان اور تمام عرب ممالک کی پارلیمنٹوں اور عدالتوں سے مرزا صاحب اور ان کے پیروکاروں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ دعویٰ مہدویت کے باب میں تاریخ اسلام کے مختلف ادوار میں کئی افراد نے پنجہ آزمائی کی۔ جس کا مختصر خاکہ اسی کتاب کے ایک باب میں درج کیا گیا ہے۔

مہدی آخر الزمان کے ظہور کے بارے میں شیعہ نے کئی ٹھوکریں کھائی ہیں

"مہدی آخر الزمان" کے عقیدہ میں شیعہ علماء نے بھی بڑی بڑی ٹھوکریں کھائی ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی بیان کردہ احادیث کے مطابق "بعثت مہدی" کا عقیدہ تو تیار ہوگیا لیکن وہ آنحضرت ﷺ کی بیان کردہ ۶۰ سے زائد علامات مہدی کو اپنے مزعومہ "امام مہدی" پر منطبق نہ کرسکے۔ انہیں یہ مشکل ہر دور میں پیش آئی۔ وہ بڑی بڑی تاریخی کتب میں تحریف اور ابتدائی عقائد میں مختلف قسم کی تبدیلی کرنے میں تو کامیاب ہوگئے' جس کا ذکر عراق کے مفکر ڈاکٹر موسیٰ موسوی کی کتاب "اصلاح الشیعہ" میں موجود ہے---- لیکن وہ "امام محمد المھدی" آخر الزمان کے بارے میں اپنے عقائد اور نظریات نہ تو قرآن کی کسی آیت سے ثابت کرسکے' نہ ہی آنحضرت ﷺ کی بیان کردہ امام مہدی کی علامات سے اپنے امام مذکور کی شناخت کراسکے۔ حتیٰ کہ خود حضرت علیؓ' حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ کے کسی بھی قول' خطبے اور ان کے دعوے سے اپنے مزعومہ "امام" کی علامات اور اس کا اصلی تعارف پیش کرسکے۔ شیعہ صاحبان کی یہ مشکل کبھی حل ہوتی نظر نہیں آتی۔ وہ جس دھوم دھڑکے اور زور شور سے اپنے مزعومہ امام کی آمد کا ذکر کرتے ہیں' پھر اپنے پورے مذہب کی بنیاد جس امام کے ظہور اور بعثت کو قرار دے رہے ہیں' اس کی ساری کہانی اب طلسماتی اور کرشماتی تصور سے آگے نہیں بڑھ سکی-----

حقائق و براھین کی دنیا میں شیعہ کے تمام مجتہدین اور عصر حاضر میں شیعہ کے تمام زعماء کو یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ اسلام اٹکل پچو اور قیاس آرائی کا مذہب نہیں ہے۔ آپ دعویٰ تو اسلام کا کرتے ہو اور

ایران کی حکومت بھی آج کل آپ کی مذھبی اقدار کی سب سے بڑی علمبردار بنی ہوئی ہے۔ اگر حضرت امام محمد المھدی کے بارے میں آپ کے نظریات۔۔۔۔ اسلام کے آئینہ دار ہیں تو خدارا ان کو آنحضرت ﷺ کی بیان کردہ ساٹھ علامات میں سے کسی کے ساتھ تو منطبق کیجئے۔ حضرت علیؓ کے مقدس ارشادات کے ساتھ تو اسے ملا کر دیکھئے۔ آپ نے امام آخر الزمان کا جو تصور پیش کیا ہے' اس کے مطابق تو امام عراق کی ایک غار "سر من رای" میں پوشیدہ ہے۔ اصول کافی کے مطابق اصلی قرآن بھی ان کے پاس ہے۔ حتی کہ انجیل' زبور' تورات' مصحف فاطمہ اور مصاحف جعفر وغیرہ کے اصلی نسخے بھی وہی اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ ۴ سال کی عمر میں ان کی غیبوبت کا عقیدہ رکھنے والوں کو یہ پریشانی بھی لاحق ہے کہ امام موصوف کے والد حضرت حسن عسکری کے اھل خانہ کے مطابق ان کی کوئی نرینہ اولاد ہی نہیں تھی۔ ان کی جائیداد کے لیے صرف ان کی بیوی اور ایک لڑکی کو چنا گیا۔

شیعہ کو دعوت فکر

شیعہ صاحبان کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے کہ انہوں نے ۱۲ ویں امام کے جس تصور کو فروغ دیا ہے' اس کے مطابق وہ اپنے ظہور کے بعد اصول کافی' حق الیقین اور عین الحیوۃ کے مطابق اھل سنت کے قتل عام' روضہ رسول اکرم کے انہدام' حضراۃ ابوبکرؓ اور عمرؓ کے اجساد کو روضہ رسول سے نکالنے اور ان کے جسموں پر کوڑے برسانے اور حضرت عائشہؓ کی قبر پر حد جاری کرنے کے جن کارناموں کو سرانجام دے گا۔۔۔۔ کیا آنحضرت ﷺ کی بیان کردہ ظہور امام مھدی کی ۶۰ علامات میں ان کا بھی ذکر ہے۔ خود حضرت علیؓ کے خطبات "نہج البلاغہ" میں بھی ان کا اشارہ تک موجود ہے؟

حضرت عباسؓ حضرت حسینؓ حضرت حسنؓ' حضرت فاطمہؓ کے کسی

قول سے بقول آپ کے اس اہم ترین وظیفے کی ادائیگی کا اشارہ بھی کیا گیا ہے-----؟

جملہ مسلمانوں کے عقائد کے مطابق حضرت امام مہدیؒ کے ظہور کے بارے میں جن صحابہ کرامؓ سے آنحضرت ﷺ کے ارشاد منقول ہیں، ان میں خلیفہ راشد حضرت عثمانؓ، خلیفہ راشد حضرت علی مرتضیٰؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ جیسے جلیل القدر فقہاء اور علماء صحابہ کرامؓ شامل ہیں۔

کیا ان احادیث کی روایت کے موقع پر حضرت علیؓ اور ان کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو شیعہ کے مزعومہ امام کی کسی بھی نشانی کی خبر نہ تھی جب کہ شیعہ عقیدہ کے مطابق حضرت علیؓ امام معصوم اور عالم الغیب کی صفات بھی رکھتے تھے۔ حضرت علیؓ نے چلو امام مہدی کے ظہور کی روایات نقل کرتے وقت ہی ان الفاظ کی تشریح کی ہوتی۔ مخصوص شیعی نظریہ کے ادنیٰ الفاظ کی تائید ہی ان کے کلام کے کسی حصے میں ہو جاتی تو ہم سمجھتے کہ یہ تصور کسی نہ کسی درجے میں شریعت اسلامیہ کا ایک حصہ ہے۔ صرف جلیل القدر صحابہ کرام ہی نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہراتؓ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ، حضرت ام المومنین ام حبیبہؓ بھی ان روایات کی ناقل ہیں۔ ان کے دوسرے راویوں میں حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت انس بن مالکؓ، حضرت خذیفہ الیمانؓ، حضرت عمار بن یاسرؓ، حضرت ثوبانؓ، مولی رسول اللہ ﷺ عمران بن حصینؓ اور عوف بن مالکؓ کا نام شامل ہے۔

تاریخ اور اسلامی افکار کے گہرے مطالعے کے بعد بھی ہمیں امام مہدی کے شیعی تصور کی کوئی تائیدی عبارت حضرت امام زین العابدینؒ، حضرت امام

باقرؒ، حضرت امام جعفرؒ، حضرت موسیٰ کاظمؒ، حضرت تقی علیؒ، حضرت نقی علیؒ اور حضرت حسن عسکریؒ کے کسی مستند قول، ان کے کسی واقعہ، ان کی کسی تصریح سے نظر نہیں آتی۔ شیعہ مذہب کے عقائد کی تدوین یعنی ۱۰۳ھ میں جب سے بقول ڈاکٹر موسیٰ موسوی شیعہ مذہب کا عہد انحراف شروع ہوا، اس سے پہلے ۱۲ویں امام کا وہ شیعی تصور جو اصول کافی اور بعد کے شیعہ مجتہدین کی کتب میں اگلی نسلوں تک پہنچا، اس کا دور دور تک کوئی ذکر نہیں ملتا۔

حاصل کلام

جملہ تصریحات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ظہور امام مہدیؒ کے بارے میں ملت اسلامیہ کا اتفاق ہے۔ لیکن حضرت امام المہدیؒ اور ان کے والدین کے نام سے لے کر ان کی آمد کے بعد کے کارناموں تک کسی بھی جزیئے میں وہ ایک شخصیت نظر نہیں آتے۔

مسلمانوں کے نزدیک حضرت امام مہدی کی آمد اور ان کی علامات دیکھ کر ہر شخص اس حقیقت سے واقف ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں اور شیعہ کا نقطہ نظر یکسر مختلف اور جدا ہے۔ اسلام کے نظریہ ظہور امام مہدی کی آڑ میں شیعہ نے بالکل علیحدہ اور منفرد تصور دنیا کے سامنے پیش کیا ہے، جس کی آئمہ اربعہ اور چودہ سالہ علماء اور عصر حاضر کے بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث علماء میں کوئی تائید نہیں کر سکتا۔

میں نہایت وثوق کے ساتھ یہ بات کہوں گا کہ شیعہ کی بنیادی اور اساسی کتب سے آئندہ صفحات میں ان کے جس آخر الزمان امام مہدی کا تصور پیش کیا گیا ہے، وہ اسلام کے نقطہ نظر سے کوئی مطابق نہیں رکھتا۔ ہم آئندہ اوراق میں مسلمانوں اور شیعہ کے علیحدہ نظریے پیش کر کے آخر میں ان کی علامات کا موازنہ بھی ناظرین کے سامنے پیش کریں گے۔۔۔۔ جس سے شیعہ کے

اس دعویٰ کی عمارت زمین بوس ہو جائے گی کہ امام مہدی کے ظہور کے بارے میں ان کا نقطہ نظر مسلمانوں کے ساتھ یکساں مطابقت رکھتا ہے۔ اس دعویٰ کی حقیقت ایک فریب اور مغالطہ آرائی کے سوا کچھ نہیں۔

دوسرا باب

حضرت محمد المہدی علیہ الرضوان کے

بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ

جیسا کہ گزشتہ سطور میں بیان کیا جاچکا ہے کہ حضرت امام محمد المہدی علیہ الرضوان کے بارے میں آنحضرت ﷺ کی طرف سے ۶۰ سے زائد متواتر احادیث کے باعث ان کے ظہور کا عقیدہ مسلمہ ہے۔ احادیث میں جس امام مہدی کی خبر دی گئی ہے، اس کی آمد کے بارے میں کسی بھی مسلمان کو کوئی شبہ نہیں۔ ان کی عظمت و رفعت اور اعلیٰ مرتبت کے بارے میں قرون اولیٰ، وسطیٰ اور عصر حاضر کے جملہ اسلامی فرقے دو رائے نہیں رکھتے۔

انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی طرف سے بیان کردہ احادیث کے بالکل برعکس شیعہ نے امام مہدی کا ایک متوازی تصور پیش کر کے ملت اسلامیہ کے متفقہ عقیدے سے دیگر کئی مسائل کی طرح واضح اختلاف کیا ہے۔ ذیل میں حضرت امام محمد المہدی علیہ الرضوان کے بارے میں آنحضرت ﷺ کے جملہ ارشادات نقل کیے جاتے ہیں۔ احادیث رسول کی یہ ترتیب شیخ الاسلام امام راشد حضرت سید حسین احمد مدنیؒ کے ایک رسالہ سے منقول ہے، جسے حال ہی میں مرکز المعارف ھوجائی آسام بنگلہ دیش سے شائع کیا گیا ہے۔

مذکورہ رسالہ میں دارالعلوم دیوبند کے ایک استاد حدیث حضرت مولانا

حبیب الرحمٰن قاسمی کی ترتیب و تعلیق اور حاشیہ بھی شامل ہے۔

حضرت مھدی کے ظہور کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث

۱۔ مھدی کا نام محمد ہو گا

عنْ عبدالله بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لاتذهب الدنيا حتى يملك العرب رجل من اهل بيتى يواطى اسمه اسمى-اھ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی' یہاں تک کہ میرے اہل بیت (آل اولاد) میں سے ایک شخص عرب کا بادشاہ ہو جائے' جس کا نام میرے نام کے مطابق (یعنی محمد ہو گا)

(ترمذی' ج۲' ص ۴۷)

۲۔ قیامت سے پہلے مھدی کا ظہور لازمی ہے

عن عبدالله عن النبى صلی اللہ علیہ وسلم قال يلى رجل من اهل بيتى يواطى اسمه اسمى قال عاصم و حدثنا ابو صالح عن ابى هريره رضى الله

تعالی عنه لولم يبق من الدنيا الا يوما لطول الله ذلك اليوم حتى يلى اه هذا حسن صحيح

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے اہل بیت سے ایک شخص خلیفہ ہو گا، جس کا نام میرے نام کے موافق ہو گا۔ حضرت ابو ھریرہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ اگر دنیا کا ایک ہی دن باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسی دن کو دراز کر دیں گے۔ یہاں تک کہ وہ شخص (یعنی مہدی) خلیفہ ہو جائے"۔

(ترمذی، ج ۲، ص ۴۷

۳۔ حضرت مہدی کے مخالف زمین میں دھنسا دیے جائیں گے

عن عائشه رضى الله تعالى عنها قالت عبث رسول الله ﷺ فى منامه فقلنا يارسول الله صنعت شيئا فى منامك لم تفعله فقال العجب ان ناسا من امتى يومون برجل من قريش قد لجا بالبيت حتى اذا كانوا بالبيداء خسف بهم فقلنا يارسول الله ان الطريق قد يجمع الناس قال نعم فيهم المستبصر والمجبور وابن السبيل يهلكون مهلكا واحدا ويصدرون مصادر شتى يبعثهم الله على نياتهم۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت میں یوں

مروی ہے کہ ایک مرتبہ نیند کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک میں (خلاف معمول) حرکت ہوئی تو ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! آج نیند میں آپ سے ایسا کام ہوا جسے آپ نے اس سے پہلے کبھی نہیں کیا؟ (اس سوال کے جواب میں) آپ ﷺ نے عجیب بات کہی کہ کعبۃ اللہ میں پناہ گزیں ایک قریشی (یعنی مہدی) سے جنگ کے ارادے سے میری امت کے کچھ لوگ آئیں گے اور جب مقام بیدا (یعنی مکہ و مدینہ کے درمیان واقع چٹیل بیابان) میں پہنچیں گے تو زمین میں دھنسا دیے جائیں گے۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! ان میں بہت سے راہ گیر بھی ہوسکتے ہیں (جو اتفاقاً راستہ میں ان کے ساتھ ہو گئے ہوں گے تو انہیں کس جرم میں دھنسایا جائے گا) آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ان میں کچھ بارادۂ جنگ آنے والے ہوں گے، کچھ مجبور ہوں گے۔ یعنی زبردستی انہیں ساتھ لے لیا جائے گا) اور کچھ راہ گیر ہوں گے۔ یہ سب کے سب اکٹھا دھنسا دیے جائیں گے۔ البتہ قیامت میں ان کا حشر ان کی نیتوں کے لحاظ سے ہوگا۔

مطلب یہ ہے کہ نزول عذاب کے وقت مجرمین کے ساتھ رہنے والے بھی عذاب سے محفوظ نہیں ہوں گے بلکہ عذاب کی ہمہ گیری میں وہ بھی شامل ہوں گے۔ البتہ قیامت کے دن سب کے ساتھ معاملہ ان کی نیت و عمل کے مطابق ہوگا"۔

(صحیح مسلم، ج۲، ص۳۸۸)

۴۔ حضرت مہدیؓ وسعت و فراخی لے کر آئیں گے

عن ابی نضر قال کنا عند جابر بن عبد اللہ

رضی اللہ عنہ فقال یوشک اہل الشام ان لا
یجی الیہم دینار ولا مدی قلنا من این ذلک
قال من قبل الروم ثم سکت ہنیۃ ثم قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی
آخر امتی خلیفہ یحثی المال حثیا ولا یعدہ
عدا قال قلت لابی نضرہ وابی العلا اتریان انہ
عمر بن عبد العزیز فقالا لا الخ

"ابو نضرہ تابعی بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ کی خدمت میں تھے کہ انہوں نے فرمایا قریب ہے وہ وقت جب اہل شام کے پاس نہ دینار لائے جاسکیں گے اور نہ ہی غلہ، ہم نے پوچھا یہ بندش کن لوگوں کی جانب سے ہوگی؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رومیوں کی طرف سے۔ پھر تھوڑی دیر خاموش رہ کر فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے میری امت میں آخری دنوں میں ایک خلیفہ ہوگا (یعنی خلیفہ مہدی) جو مال لپ بھر بھر دے گا اور اسے شمار نہیں کرے گا۔

اس حدیث کے راوی الجریری کہتے ہیں کہ میں نے (اپنے شیخ) ابو نضر اور ابو العلاء سے دریافت کیا، کیا آپ حضرات کی رائے میں حدیث پاک میں مذکورہ خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ہیں؟ تو ان دونوں حضرات نے فرمایا نہیں یہ خلیفہ حضرت خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ کے علاوہ ہوں گے"۔

(مسلم، ج ۲، ص ۳۹۵)

۵۔ ظہور مہدی کا تاکیدی اعلان

CamScanner

عن عبدالله رضی الله تعالی عنه عن النبی ﷺ قال لولم یبق من الدنیا الا یوم قال زائده لطول الله ذلك الیوم حتی یبعث رجلا منی اومن اهل بیتی یواطی اسمه اسمی واسم ابیه باسم ابی زاد فی حدیث فطر یملا الارض۔

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی بچے گا تو اللہ تعالیٰ اسی دن کو دراز فرما دیں گے تاکہ میرے اہل بیت سے ایک شخص کو پیدا فرمائیں جس کا نام اور ولدیت میرے نام اور ولدیت کے مطابق ہوگی۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا (یعنی پوری دنیا میں عدل و انصاف ہی کی حکمرانی ہوگی) جس طرح وہ اس سے پہلے ظلم و زیادتی سے بھری ہوگی"۔

(ابو داود، ج ۲، ص ۵۸۸)

۶۔ حضرت مہدی خاتمہ ظلم کی علامت ہوں گے

عن علی رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال لولم یبق من الدهر الا یوم لبعث الله رجلا من اهل بیتی یملاها عدلا کما ملئت جورا (الخ)(۲)

ترجمہ: "حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں اگر زمانہ سے ایک ہی دن باقی رہ جائے گا (جب بھی) اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو بھیجے گا جو زمین کو عدل و

انصاف سے معمور کردے گا جس طرح وہ (اس سے قبل) ظلم سے بھری ہوگی"۔

(ابوداؤد شریف)

۷۔ مہدی میری نسل اور فاطمہ کی اولاد سے ہوگا (فرمان رسول)

عن ام سلمه رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول المهدی من عترتی من ولد فاطمه۔

ترجمہ: "حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مہدی میری نسل اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوگا"۔

(ابوداؤد ج ۲ ص ۵۸۸)

۸۔ مہدی نورانی چہرے والا ہوگا

عن ابی سعيد الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ "المهدی منی اجلی الجبهه اقنی الانف يملا الارض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجورا ويملك سبع سنين الخ

ترجمہ: "حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہدی مجھ سے ہوگا (یعنی میری نسل

سے ہو گا) اس کا چہرہ خوب نورانی، چمکدار، ناک ستواں و بلند ہوگی۔ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جس طرح پہلے وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ (مطلب یہ ہے کہ مہدی کی خلافت سے پہلے دنیا میں ظلم و زیادتی کی حکمرانی ہوگی اور عدل و انصاف کا نام و نشان نہ ہو گا اور وہ سات سال حکومت کرے گا"۔

(ایضاً)

۹۔ حضرت مہدیؒ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں گے

عن ابی اسحاق قال قال علی رضی اللہ عنہ ونظر الی قیس ابنہ الحسن فقال ان ابنی ھذا سید کما سماہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسیخرج من صلبہ رجل یسمی اسم نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم یشبھہ فی الخلق وحسنا ولا یشبھہ فی الخلق ثم ذکر قصہ یملا الارض عدلا

ترجمہ : "ابو اسحاق السیعی روایت کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے برخوردار حسنؓ کو دیکھتے ہوئے کہا میرا یہ بیٹا سید ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سید سے نامزد کیا۔ اس کی اولاد میں ایک شخص پیدا ہو گا۔ اس کا نام وہی ہو گا جو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ہے (یعنی اس کا نام محمد ہو گا) سیرت و اخلاق میں (میرے بیٹے) حسنؓ کے مشابہ ہو گا اور شکل و صورت میں اس کے مشابہ نہ ہو گا۔ اس کے بعد پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا کہ یہ شخص زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا"۔

(ابوداود، ج ۲، ص ۵۸۹)

۱۰۔ حضرت مہدیؒ کی کامیابی کی بشارت

عن ابی هريره رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم قال "المحروم من حرم غنيمه كلب ولو عقالا والذی نفسی بيده لتبا عن نساء هم علی درج دمشق حتی ترد المراه من كسر يوجد لساقها" قال ابو عبدالله هذا حديث صحيح الاستارولم يخرجاه(۱)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محروم وہ شخص ہے جو کلب کی غنیمت سے محروم رہا۔ اگرچہ ایک عقال ہی کیوں نہ ہو۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ بلاشہ کلب کی عورتیں (بحیثیت لونڈی کے) دمشق کے راستے پر فروخت کی جائیں گی۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک عورت پنڈلی ٹوٹی ہونے کی بنا پر واپس کر دی جائے گی"۔

(مستدرک، ج ۴، ص ۴۳۱-۴۳۲)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص خلیفہ مہدیؒ کے زیر قیادت سفیانی لشکر سے جس میں غالب اکثریت قبیلہ کلب کے سپاہیوں کی ہوگی، جنگ نہیں کرے گا اور ان کے مال کو بطور غنیمت حاصل نہیں کر سکے گا۔ خواہ وہ مال مثل عقال کے معمولی قیمت ہی کا کیوں نہ ہو۔ وہ دین و دنیا دونوں ہی کے اندر خسارہ میں رہے گا کہ جہاد کے ثواب سے محروم رہا اور مال غنیمت بھی حاصل نہ کر سکا۔ بعد ازاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ مہدیؒ کی کامیابی کی بشارت سنائی کہ ان کا لشکر سفیانی کی فوج پر غالب ہوگا اور ان کی عورتوں کو جو غنیمت میں حاصل

ہوں گی، فروخت کرے گا۔

۱۱۔ خانہ کعبہ میں پناہ لینے کی خبر

وباسناده ابی عبیدالله بن القبطیه قال دخل الحارث بن ابی ربیعه و عبدالله بن صفوان و انه معهما علی ام سلمه رضی اللہ عنہا فسالاها علی الجیش الذی یخسف و کان ذلک فی ایام ابن الزبیر فقالت سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول یعوذ عائذ بالحرم فیبعث الیه بجیش فاذا کانو ببیداء من الارض خسف بهم فقلت یارسول کیف یمن یخرج کادها قال یخسف بهم معهم ولکنه یبعث علی نیته یوم القیامه ثم قالت قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یغوذ عائذ بالبیت قال ابوعبدالله رحمه الله تعالی صحیح علی شرطهما ووافقه الذهبی رحمه الله تعالی۔

ترجمہ: "عبیداللہ بن القطیہ بیان کرتے ہیں کہ حارث بن ربیعہ اور عبداللہ بن صفوان حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے۔ میں بھی ان دونوں حضرات کے ساتھ تھا۔ ان دونوں نے حضرت ام المومنینؓ سے اس لشکر کے بارے میں پوچھا جو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب عبدالملک بن مروان بن الحکم نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر چڑھائی کی تھی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کے جواب میں فرمایا تھا

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ایک پناہ لینے والا حرم کعبہ میں پناہ گزیں ہو گا۔ تو اس پر ایک لشکر حملہ کے لیے چلے گا اور جب مقام بیداء میں پہنچے گا تو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا بعض وہ لوگ جو مجبوراً ان کے ہمراہ ہو گئے ہوں گے (آخر وہ کس جرم میں) دھنسائے جائیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ بھی ان کے ساتھ ہی دھنسا دیے جائیں گے۔ البتہ قیامت کے دن ان کی نیت و ارادہ کے مطابق ان کا حشر ہو گا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے بطور تاکید کے دوبارہ فرمایا پناہ لینے والا پناہ لے گا"۔

(مستدرک، ج ۴، ص ۴۳۹)

۱۲۔ حضرت مہدیؒ کی چند علامات

عن جابر بن عبدالله رضی الله عنه قال یوشک اهل العراق لا یجئی الیهم درهم و لا قفیز قالوا لم ذلک یا ابا عبدالله قال من قبل العجم یمنعون ذلک ثم سکت هنیئه ثم قال یوشک اهل الشام لایجئی الیهم دینارو لا مدی قالوا لم ذلک قال من قبل الروم یمنعون ذلک ثم قال قال رسول الله ﷺ یکون فی امتی خلیفه یحشی المال حشیالا یعده عداثم قال والذی نفسی بیده لیعودن الامر کمابداالیعودن کل ایمان لی المدینه کمابدابهاحتی یکون کل ایمان بالمدینه

ثم قال قال رسول الله ﷺ لا يخرج رجل من المدينه رغبه عنها الا ابدلها خيرا منه و ليسعن ناس برخص اسعاد و ديف فيتبعونه والمدينه خيرلهم لو كانوا يطمون" قال ابوعبدالله هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه بهذه السياقه۔

ترجمہ: "حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا وہ وقت قریب ہے جب عراق والوں کے پاس روپے اور غلے آنے پر پابندی لگا دی جائے گی۔ حضرت جابرؓ سے پوچھا گیا یہ پابندی کن لوگوں کی جانب سے ہوگی؟ تو انہوں نے فرمایا عجمیوں کی جانب سے؟ پھر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا وہ وقت قریب ہے جب کہ اہل شام پر بھی یہ پابندی عائد کر دی جائے گی۔ پوچھا گیا یہ رکاوٹ کس کی جانب سے ہوگی؟ فرمایا اہل روم کی جانب سے۔ پھر فرمایا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت میں ایک خلیفہ ہوگا (یعنی خلیفہ مہدی) جو لوگوں کو (اموال) لپ بھر دے گا اور شمار نہیں کرے گا۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات پاک کی قسم جس کی قدرت میں میری جان ہے یقیناً (اسلام) اپنی پہلی حالت کی طرف لوٹے گا یقیناً سارا ایمان مدینے کی طرف لوٹے گا۔ جس طرح کہ ابتدا مدینہ سے ہوئی تھی۔ حتیٰ کہ ایمان صرف مدینہ میں ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مدینہ سے جب بھی کوئی اس سے بے رغبتی کی بنا پر نکل جائے گا' اللہ تعالیٰ اس سے بہتر کو وہاں آباد کر دے گا۔ کچھ لوگ سنیں گے کہ (فلاں جگہ) ارزانی اور باغ و زراعت کی فراوانی ہے تو (مدینہ) کو چھوڑ وہاں چلے جائیں گے۔

حالانکہ ان کے واسطے مدینہ ہی بہتر تھا۔ کاش کہ وہ لوگ اس بات کو جانتے"۔

(مستدرک، ج ۴، ص ۴۵۶)

۱۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بیعت مہدی کا حکم

عن ثوبان رضی اللہ عنہ یقتتل عند کنزکم ثلاثه کلهم ابن خلیفه ثم لا یصیر الی واحد منهم ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرقی فیقاتلونکم قتالا لم یقاتله قوم ثم ذکر شینا فقال ازارا یتموه فبایعوه ولو حبوا علی البلغ فانه خلیفه الله المهدی۔

ترجمہ: "حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارے خزانہ کے تین شخص جنگ کریں گے۔ یہ تینوں خلیفہ کے لڑکے ہوں گے۔ پھر بھی یہ خزانہ ان میں سے کسی کی طرف منتقل نہیں ہو گا۔ اس کے بعد مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے نمودار ہوں گے اور وہ تم سے اس شدت کے ساتھ جنگ کریں گے کہ اس سے پہلے کسی قوم نے اس قدر شدید جنگ نہ کی ہو گی۔ (راوی حدیث یعنی حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی بات بیان فرمائی، جس کو یہ نہ سمجھ سکے) ابن ماجہ کی روایت میں اس جملے کی تصریح بایں الفاظ ہے:

ثم یجی خلیفه الله المهدی یعنی پھر اللہ کے خلیفہ مہدی کا ظہور ہو گا۔ پھر فرمایا کہ جب تم لوگ انہیں دیکھنا تو ان سے بیعت کر لینا۔ اگرچہ اس بیعت کے لیے برف پر گھسٹ کر آنا

پڑے۔ بلاشبہ وہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہوں گے"۔

(مستدرک، ج ۴، ص ۴۶۳)

۱۴۔ سفیانی لشکر کے مقابلہ کی خبر

عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرجک رجل یقال لہ السفیانی فی عمق دمشق و عامہ من یتبعہ من کلب فیقتل حتی یبقربطون النساء و یقتل الصبیان فیجمع لھم قبس فیقتلھا حتی لا یمنح ذنب تلعہ و یخرج رجل من اھل بیتی فی الحرہ فیبلغ السفیانی فیبعث الیہ جند من جندہ یھزمھم فیسیر الیہ السفیانی یمن معہ حتی اذا صار ببیداء من الارض خسف بھم فلا ینجو منھم الا اتمخبر عنھم"

قال ابو عبداللہ ھذا حدیث صحیح الاسناد علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ و واقفہ الذھبی رحمھما اللہ تعالی

ترجمہ : "حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دمشق کے اطراف سے سفیانی نامی ایک شخص خروج کرے گا جس کے عام پیروکار قبیلہ کلب کے لوگ ہوں گے۔ یہ جنگ کرے گا یہاں تک کہ عورتوں کے پیٹ چاک کرے گا اور بچوں تک کو قتل کرے گا۔ اس کے مقابلہ کے لیے قبیلہ قیس

کے لوگ مجتمع ہوں گے۔ سفیانی ان سے بھی جنگ کرے گا اور اس کثرت سے لوگوں کو قتل کرے گا کہ مقتولین سے کوئی وادی خالی نہ بچے گی (اسی دوران) میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کا ظہور حرم میں ہو گا (مراد خلیفہ مہدی ہیں) سفیانی کو اس کی اطلاع پہنچے گی تو اپنا ایک لشکر ان سے جنگ کے لیے بھیجے گا۔ اس کا لشکر شکست کھا جائے گا تو خود سفیانی اپنے ہمراہیوں کو لے کر چلے گا۔ یہاں تک کہ جب مقام بیدا (یعنی مکہ و مدینہ کے درمیان چٹیل میدان) میں پہنچے گا تو ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور بجز ایک کے کوئی نہ بچے گا"۔

(مستدرک، ج ۴، ص ۵۲۰)

۱۵- ظہور مہدی کے وقت مسلمانوں کی تعداد اصحاب طالوت کے برابر ہو گی اور آپ کا ظہور کعبہ میں ہو گا

عن ابی الطفیل عن محمد بن الحنفیہ قال کنا عند علی رضی اللہ عنہ فسالہ رجل عن المہدی فقال علی رضی اللہ عنہ عنہ هیهات تم عند بیده سبعا فقال ذلک یخرج فی آخر الزمان اذا قال الرجل الله الله قتل فیجمع الله تعالی له قوما قذع کقذع السحاب یولف الله قلوبهم لا یستوحشون الی احد ولا یفرحون باحد یدخل فیهم علی عده اصحاب بدرهم یسبقهم الاولون و لا یدرکهم الآخرون و علی عند اصحاب

طالوت الذين جاو فرامعه النهد" قال ابن الحنفيه اتريده قلت نعم قال انه يخرج من بين هذين الخشبتين قلت لاجرم والله لاادیمهماحتی اموت فمات بهایعنی بمکه حرسها الله تعالى" قال ابوعبدالله الحاكم هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ووافقه الذهبی رحمه الله تعالى (۳)

ترجمہ: "حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ محمد بن الحنفیہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ محمد بن الحنفیہؒ نے کہا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے ان سے مہدی کے بارے میں پوچھا تو حضرت نے بربنائے لطف فرمایا دور ہو، پھر ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مہدی کا ظہور آخر زمانہ میں ہو گا (اور بے دینی کا اس قدر غلبہ ہو گا) اللہ کے نام لینے والے کو قتل کر دیا جائے گا (ظہور مہدی کے وقت) اللہ تعالیٰ ایک جماعت کو ان کے پاس اکٹھا کر دے گا جس طرح بادل کے متفرق ٹکڑوں کو مجتمع کر دیتا ہے اور ان میں یگانگت و الفت پیدا کر دے گا۔ یہ نہ تو کسی سے متوحش ہوں گے اور نہ کسی کو دیکھ کر خوش ہوں گے (مطلب یہ ہے کہ ان کا باہمی ربط و ضبط سب کے ساتھ یکساں ہو گا) خلیفہ مہدی کے پاس یہ اکٹھا ہونے والوں کی تعداد اصحاب بدر (غزوہ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کرامؓ) کی تعداد کے مطابق یعنی (۳۱۳) ہو گی۔ اس جماعت کو ایسی (خاص جزوی) فضیلت حاصل ہو گی جو ان سے پہلے والوں کو حاصل ہوئی ہے نہ بعد والوں کو حاصل ہو گی۔ نیز اس

جماعت کی تعداد اصحاب طالوت کی تعداد کے برابر ہوگی، جنہوں نے طالوت کے ہمراہ نہر (اردن) کو عبور کیا گیا۔

حضرت ابو الطفیل کہتے ہیں کہ محمد بن الحنفیہؒ نے مجمع سے پوچھا کیا تم اس جماعت میں شریک ہونے کا ارادہ اور خواہش رکھتے ہو، میں نے کہا ہاں تو انہوں نے (کعبہ شریف) کے دو ستونوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا خلیفہ مہدی کا ظہور انہیں کے درمیان ہوگا اس پر حضرت ابو الطفیل نے فرمایا بخدا میں ان سے تاحیات جدا نہ ہوں گا (راوی حدیث کہتے ہیں) چنانچہ حضرت ابو الطفیل کی وفات مکہ معظمہ ہی میں ہوئی"۔

(مستدرک، ج ۴، ص ۵۵۴)

۱۶۔ ظہور مہدیؒ کی خبر

عن ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ عنہ مرفوعا لا تقوم الساعه حتى تملا الارض ظلما وجورا و عدوانا ثم يخرج من اهل بيتى من يملاها قسطا و عدلا قال ابوعبدالله رحمه الله تعالى هذا حديث صحيح على شرطهما و واقفه الذهبى رحمه الله تعالى (۴)

ترجمہ: "حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ مروی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ زمین ظلم و جور اور سرکشی سے بھر جائے گی۔ بعد ازاں میرے اہل بیت سے ایک شخص (مہدی) پیدا ہوگا جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا (مطلب یہ ہے کہ خلیفہ مہدی) کے ظہور سے پہلے قیامت

نہیں آئے گی)

(مستدرک، ج ۴، ص ۵۵۷)

۱۷۔ مہدی میری نسل سے ہو گا۔۔۔سات سال زندہ رہے گا

عن ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ مرفوعا المهدی منا اهل البیت اشم الف اقنی اجلی یملا الارض قسطا و عدلا کما ملئت جورا و ظلما یعیش هکذا و بسط یساره و اصبعین من یمینه المسبحه والابهام وعقد ثلا ثه۔

ترجمہ: "حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہدی میری نسل سے ہو گا۔ اس کی ناک ستوان و بلند اور پیشانی روشن اور نورانی ہو گی۔ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح (اس سے پہلے وہ) ظلم و زیادتی سے بھر گئی ہو گی اور انگلیوں پر شمار کر کے بتایا کہ (وہ خلافت کے بعد) سات سال تک زندہ رہے گا"۔

(مستدرک، ج ۴، ص ۵۵۷)

۱۸۔ حضرت مہدی اولاد فاطمہ سے ہوں گے

عن ام سلمه رضی الله عنها قالت ذکر رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم المهدی فقال "وهو من ولد فاطمه"۔

ترجمہ: "حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں

کہ رسول اللہ ﷺ نے مہدی کا تذکرہ فرمایا (اور اس میں فرمایا) وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہو گا"۔

(ایضا)

۱۹۔ حضرت مہدیؒ خلافت کے بعد سات سال زندہ رہیں گے

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ مرفوعا یخرج فی آخر امتی المهدی یسقیه الله الغیث و یخرج الارض نباتها و یعطی المال صحاحا و تکثر الماشیه تعظم الامه یعیش سبعا او ثمانیا یعنی حججا"۔

ترجمہ: "حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے آخری دور میں مہدی پیدا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر خوب بارش برسائے گا اور زمین اپنی پیداوار باہر نکال دے گی اور وہ مال لوگوں کو یکساں طور پر دے گا۔ اس کے زمانہ (خلافت) میں مویشیوں کی کثرت اور امت میں عظمت ہو گی (وہ خلافت کے بعد) سات سال یا آٹھ سال زندہ رہے گا"۔

(مستدرک، ج ۴، ص ۵۵۸)

۲۰۔ حضرت مہدیؒ کے ظہور کے بعد دنیا بھر میں انصاف قائم ہو گا

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنه قال قال رسول الله ﷺ ابشرکم بالمهدی یبعث فی امتی علی اختلاف من الناس و زلزال فیملا الارض قسطا و عدلا کما ملئت جورا و

ظلما یرضی عنه ساکن السماء و ساکن الارض یقسم المال صحاحا: قال له رجل ما صحاحا؟ قال بالسویه بین الناس ویملا الله قلوب امه محمد ﷺ غنی و یسعهم عدله حتی یامر منادیا فینادی' فیقول: من له فی المال حاجه؟ فیما یقوم من الناس الارجل واحد فیقول انا فیقول له: انت السادن یعنی الخازن فقل له ان المهدی یامرک ان تعطینی مالا فیقول له احث فیحتثی حتی اذا جعله فی حجره وابرزه ندم فیقول: کنت اجشع امه محمد ﷺ نفسا اوعجزعنی ما وسعهم؟ قال فیرده فلا یقبل منه فیقال له انا لاناخذ شینا اعطینا فیکون کذلک سبع سنین اوثمان سنین اوتسع سنین ثم لا خیر فی العیش بعده او قال ثم لاخیر فی الحیاه بعده۔

ترجمہ: "حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں مہدی کی بشارت دیتا ہوں جو میری امت میں اختلافات و اضطراب کے زمانہ میں بھیجا جائے گا تو وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جس طرح وہ اس سے پہلے ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ زمین اور آسمان والے اس سے خوش ہوں گے۔ وہ لوگوں کو مال یکساں طور پر دے گا (یعنی اپنے داد و دہش میں وہ کسی کا امتیاز نہیں برتے گا اللہ تعالیٰ اس کے دور

خلافت میں) میری امت کے دلوں کو استغناء و بے نیازی سے بھر دے گا (اور بغیر امتیاز ترجیح کے) اس کا انصاف سب کو عام ہو گا۔ وہ اپنے منادی کو حکم دے گا کہ عام اعلان کر دے کہ جسے مال کی حاجت ہو (وہ مہدی کے پاس آجائے اس اعلان پر) مسلمانوں کی جماعت میں سے بجز ایک شخص کے کوئی بھی نہیں کھڑا ہو گا۔ مہدی اس سے کہے گا کہ خازن کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ مہدی نے مجھے مال دینے کا تمہیں حکم دیا ہے (جو شخص خازن کے پاس پہنچے گا) تو خازن اس سے کہے گا اپنے دامن میں بھر لے۔ چنانچہ وہ (حسب خواہش) دامن میں بھر لے گا اور خزانہ سے باہر لائے گا تو اسے (اپنے اس عمل پر) ندامت ہو گی اور (اپنے دل میں کہے گا کیا) امت محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں سب سے بڑھ کر لالچی اور حریص میں ہی ہوں یا یوں کہے گا' میرے لیے ہی وہ چیز ناکافی ہے جو دوسروں کے واسطے کافی و وافی ہے (اس ندامت پر) وہ مال واپس کرنا چاہے گا مگر اس سے یہ مال قبول نہیں کیا جائے گا اور کہہ دیا جائے گا کہ ہم دے دینے کے بعد واپس نہیں لیتے۔ مہدی عدل و انصاف اور داد و دہش کے ساتھ آٹھ یا نو سال زندہ رہے گا۔ اس کی وفات کے بعد زندگی میں کوئی خوبی نہ ہو گی"۔

(مجمع الزوائد' ج ۷' ص ۳۱۲)

۲۱۔ حضرت مہدیؒ بنی ہاشم سے ہو گا اور اس کا ظہور مکہ میں ہو گا

عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول "یکون اختلاف عند موت خلیفہ فیخرج رجل من بنی ہاشم فیاتی مکہ

فیستخرجه الناس من بیته و هو کاده فیبا
یعوه بین الرکن والمقام فیتخرجه الیه
جیش من الشام حتی اذا کانوا بالبیداء
خسف بهم فیاتیه عصائب العراق وابدال
الشام وینشور جل بالشام واخواله من کلب
فیجهز الیه جیش فیهز مهم الله فتکون
الدائره علیهم فذلک یوم کلب الخائب
من خاب من غنیمه کلب فیفتح الکنوزو
یقسم الاموال و یلقی الاسلام بجرانه الی
الارض فیعیشون بذلک سبع سنین او قال
تسع رواه الطبرانی فی الاوسط ورجاله رجال
صحیس (۲)

ترجمہ : "حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ خلیفہ کی وفات پر اختلاف ہو گا (یعنی اس کی جگہ دوسرے خلیفہ کے انتخاب پر یہ صورت حال دیکھ کر) خاندان بنی ہاشم کا ایک شخص (اس خیال سے کہیں لوگ میرے اوپر بار خلافت نہ ڈال دیں) مدینہ سے مکہ چلا جائے گا (کچھ لوگ اسے پہچان کر کہ یہی مہدی ہیں) انہیں گھر سے نکال کر باہر لائیں گے اور حجر اسود و مقام ابراهیمؑ کے درمیان زبردستی اس کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لیں گے (اس کی بیعت خلافت کی خبر سن کر ایک لشکر مقابلہ کے لیے) شام سے اس کی سمت روانہ ہو گا۔ یہاں تک کہ جب مقام بیداء (مکہ و مدینہ کے درمیانی میدان) میں پہنچے گا تو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس

کے پاس عراق کے اولیا اور شام کے ابدال حاضر ہوں گے اور ایک شخص شام سے (سفیانی) نکلے گا جس کی ننہال قبیلہ کلب میں ہوگی اور اپنا لشکر خلیفہ مہدی کے مقابلہ کے لیے روانہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ سفیانی کے لشکر کو شکست دے دے گا۔ یہی کلب کی جنگ ہے۔ وہ شخص خسارہ میں رہے گا جو کلب کی غنیمت سے محروم رہا۔ پھر خلیفہ مہدی" خزانوں کو کھول دیں گے اور خوب داد و دہش کریں گے اور اسلام پورے طور پر دنیا میں تمام ہو جائے گا۔ لوگ اسی (عیش و راحت کے ساتھ) سات یا نو سال رہیں گے (یعنی جب تک مہدی حیات رہیں گے۔ لوگوں میں فارغ البالی اور چین و سکون رہے گا"۔

(مجمع الزوائد، ج ۷، ص ۳۱۵)

۲۲۔ حضرت مہدی کی کم از کم مدت خلافت ۷ سال ہوگی

عن ابی هریره رضی الله عنه قال ذکر رسول الله صلی الله علیه وسلم المهدی قال ان قصر فسبع والاثمان و فتسع وليملان الارض قسطا كما ملئت ظلما وجورا رواه البزار۔

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اگر ان کی مدت خلافت کم ہوئی تو سات سال ہوگی ورنہ آٹھ یا نو سال ہوگی۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح اس سے پہلے ظلم و جور سے بھری ہوگی"۔

(مجمع الزوائد، ج ۷، ص ۳۱۷)

۲۳۔ حضرت مہدیؒ کے دور میں غلبہ اسلام ہو گا

عن جابر رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ یکون فی امتی خلیفه یحشی المال فی الناس حثیا لا یعده عدا ثم قال والذی نفسی بیده لیعودن رواه البزار و رجاله رجال الصحیح (۲)

ترجمہ: "حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایک خلیفہ ہو گا جو لوگوں کو مال لپ بھر بھر تقسیم کرے گا شمار نہیں کرے گا (یعنی سخاوت اور دریا دلی کی بنا پر بغیر گنے کثرت سے لوگوں میں عطایا تقسیم کرے گا) اور قسم ہے اس ذات پاک کی جس کی قدرت میں میری جان ہے البتہ ضرور لوٹے گا (یعنی امر اسلام مضمحل ہو جانے کے بعد ان کے زمانہ میں پھر سے فروغ حاصل کرے گا"۔

(مجمع الزوائد، ج ۷، ص ۳۱۷)

۲۴۔ حضرت مہدیؒ کا دور خوشحالی کا ہو گا

عن ابی هریره رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال یکون فی امتی المهدی ان قصر فسبع والاثمان والافتسع تنعم امتی فیها نعمه لم ینعموا مثلها یرسل السماء علیهم مدرارا و لا یخد الارض شینا من النسات والما کدوس یقوم الرجل یقول یا مهدی اعطنی فیقول

خذہ رواہ الطبرانی فی الاوسط۔

ترجمہ : "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ایک مہدی ہوگا (اس کی مدت خلافت) اگر کم ہوئی تو سات یا آٹھ یا نو سال ہوگی۔ میری امت اس کے زمانہ میں اس قدر خوشحال ہوگی کہ اتنی خوشحالی اسے کبھی نہ ملی ہوگی۔ آسمان سے (حسب ضرورت) موسلا دھار بارش ہوگی اور زمین اپنی تمام پیداوار کو اگا دے گی۔ ایک شخص کھڑا ہو کر مال کا سوال کرے گا تو مہدی کہیں گے (اپنی حسب خواہش خزانہ میں جا کر) خود لے لو"۔

(مجمع الزوائد، ج ۷، ص ۳۱۷)

۲۵۔ ایک ہی رات میں مہدی صالح کا مرتبہ پائے گا

عن ابیه علی رضی الله تعالی عنه عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم "المهدی منا اهل البیت یصلحه الله تعالی فی لیلة

ترجمہ : "حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً و موقوفاً مروی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہدی میرے اہل بیت سے ہوگا اللہ تعالیٰ اسے ایک ہی رات میں صالح بنا دے گا۔ یعنی اپنی توفیق و ہدایت سے ایک ہی شب میں ولایت کے اس بلند مقام پر پہنچا دے گا جہاں وہ پہلے نہیں تھے"۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱۵، ص ۱۹۷)

۲۶۔ مھدی میرے اور میرے والد کے ہم نام ہو گا

عن عبداللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تذھب الدنیا حتی یبعث اللہ رجلا من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی (الخ)(۱)

ترجمہ : "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مروی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص (مراد مہدی ہیں) بھیجے گا جس کا نام میرے نام اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے مطابق ہو گا"۔

(مصنف ابن ابی شیبہ' ج ۱۵' ص ۱۹۷)

یہاں سے یہ بات واضح ہو گئی کہ شیعہ جس امام مھدی کے منتظر ہیں' ان کے والد کا نام حسن عسکری ہے۔ اس طرح ولایت کا اختلاف واضح ہوا۔

۲۷۔ حضرت مھدیؓ عدل عام کرے گا

عن علی رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لولم یبق من الدھر الا یوم لبعث اللہ رجلا من اھل بیتی یملوھا عدلا کما ملئت جورا(۱)

ترجمہ : "حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے گا (تو اللہ تعالیٰ اسی کو طویل اور دراز کر دے گا اور) میرے اہل بیت میں سے ایک شخص (مہدی کو) پیدا کرے گا جو دنیا کو عدل و

انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ (اس سے پہلے) ظلم سے بھری ہوگی"۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۱۵، ص ۱۹۸)

۲۸۔ حضرت مہدی "نفس زکیہ کے قتل کے بعد ظاہر ہوں گے

عبد الله بن نصير ثنا موسى الجهني ثني عمر بن قيس الماصر ثني مجاهد ثني فلان رجل من النبي ﷺ ان المهدي لا يخرج حتى يقتل النفس الزكيه فاذا قتلت النفس الزكيه عقب عليهم من في السماء ومن في الارض فاتي الناس المهدي فزفوه كما تزف العروس الى زوجها ليله عروسها و هو يملا الارض قسطا و عدلا و يخرج الارض نباتها و تمطر السماء مطرها و تنعم امتي في ولايته نعمه لم تنعمها قط

ترجمہ۔ "امام مجاہد (مشہور تابعی) ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا نفس زکیہ کے قتل کے بعد ایک خلیفہ مہدی کا ظہور ہوگا۔ جس وقت نفس زکیہ قتل کر دیے جائیں گے تو زمین و آسمان والے ان قاتلین پر غضب ناک ہوں گے۔ بعد ازاں لوگ مہدی کے پاس آئیں گے اور انہیں دلہن کی طرح آراستہ و پیراستہ کریں گے اور میری زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے (ان کے زمانہ خلافت میں) زمین اپنی پیداوار کو اگا دے گی

اور آسمان خوب برسے گا اور ان کے دور خلافت میں امت اس قدر خوشحال ہوگی کہ ایسی خوشحالی اسے کبھی نہ ملی ہوگی"۔

(مصنف ابن ابی شیبہ' ج ۱۵' ص ۱۹۸)

۲۹۔ حضرت مہدی مقام ابراھیم اور رکن یمانی کے درمیان بیعت کرے گا

عن سعید بن سمعان قال اسمعت اباھریرہ یخدایا قتادہ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال یبایع للرجل بین الرکن والمقام و لن یستحل البیت الا اھلہ فازا استحلوہ فلا تسال عن ھلکہ العرب تم تاتی الحبشہ فیخربون خرابا لا یعمر بعدہ ابدا۔

ترجمہ : "حضرت ابوھریرہ نے فرمایا اے قتادہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں جو آدمی (مہدی) آئے گا وہ رکن یمانی اور مقام ابراھیم کے درمیان بیعت کرے گا اور بیت اللہ کی حرمت جس وقت تک برقرار رہے گی' عرب ہلاکت سے محفوظ رہیں گے اور جب اس حرمت کو حلال کر دیا گیا تو عرب کی ہلاکت کے بارہ میں پھر کوئی سوال نہ کرنا۔ پھر ایک حبشی آئے گا اور وہ لوگ بیت اللہ کی عمارت کو تباہ و برباد کر دیں گے۔ اس کے بعد بیت اللہ تعمیر نہیں ہو گا حتیٰ کہ قیامت آجائے گی"۔

تیسرا باب

امام مہدیؒ کے بارے میں شیعہ کا نقطہ نظر

ویسے تو امام مہدیؒ کے بارے میں شیعی نقطہ نظر تقابلی مطالعہ میں آ رہا ہے تاہم مختصر انداز میں اس عقیدے کا سرسری خاکہ یہاں بھی نقل کیا جا رہا ہے۔

شیعہ عقیدہ کے مطابق---امام مہدی کا ظہور

والد کا نام حسن عسکری ہو گا

شیعی امام مہدی کا تصور شیعہ عقائد کے مطابق ان کے مذہب کی ضروریات میں شامل ہے۔ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ امام مہدی بارہ سو سال قبل پیدا ہو چکے ہیں۔ ان کے والد کا نام امام حسن عسکری اور والدہ کا نام نرگس ہے۔ ان کا مرتبہ پہلے تمام انبیاء سے بلند ہو گا۔ امام مہدی کا ظہور عراق کی ایک غار "سر من رای" سے ہو گا' جہاں وہ ۲۵۸ھ میں چار سال کی عمر میں غائب ہو گئے تھے۔ جب وہ ظاہر ہوں گے تو ان کے پاس نہ صرف یہ کہ اصلی قرآن ہو گا (جس کی آیات سترہ ہزار ہوں گی) بلکہ وہ توریت' انجیل' زبور' مصحف فاطمہ اور مصاحف جعفر صادق بھی لے کر آئیں گے۔

ظہور امام کے بعد ان کا سب سے پہلے کام اھل سنت کے علماء کا قتل

عام ہو گا۔ (حق الیقین ص ۵۲۷) ان کے ہاتھ پر سب سے پہلے حضرت محمد ﷺ بیعت کریں گے (حق الیقین، ص ۳۴۰) امام مھدی ظہور کے فوراً بعد دعویٰ نبوت کریں گے (از بحار الانوار، ص ۵۵۰، ج ۱۳) ملا باقر مجلسی کی شہرہ آفاق کتاب "حق الیقین" کے ص ۲۳۱ کے مطابق امام مھدی جب ظاہر ہو گا تو برہنہ ہو گا۔ ظہور کے بعد دعویٰ نبوت کے ساتھ نئی شریعت کا اعلان کریں گے۔

ظہور امام کے وقت سورج مشرق کی بجائے مغرب سے نکلے گا۔ ان کے ظہور کے وقت دنیا میں صرف چالیس کامل مومن ہوں گے۔

"انوار النعمانیہ) کے مطابق ظہور امام کے وقت ہر شیعہ کی عمر ایک ہزار سال ہوگی۔ اس وقت پوری دنیا مھدی کے نور سے روشن ہو جائے گی۔ ہر شیعہ کے گھر ہر سال بعد ایک لڑکا پیدا ہو گا۔ جامع مسجد کوفہ سے ایک گھی اور ایک دودھ کا چشمہ جاری ہو گا۔ (انوار النعمانیہ، ص ۱۶۰)

امام مھدی کے انقلابی کام

(از کتاب انوار النعمانیہ"، جلد اول)

۱۔ ظہور امام کے بعد ان کے اہم کاموں میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ کعبہ کو ڈھادے گا۔

۲۔ مسلمانوں کی بنائی ہوئی تمام مساجد گرادے گا۔

۳۔ مسجد نبوی کو بھی منہدم کردے گا۔

۴۔ حضرت علیؓ والا اصلی قرآن نکالے گا پھر دنیا کو اس کی تعلیم دے گا۔

۵۔ رجال کشی ص ۹۳ کے مطابق عربوں کو سخت سزا دے گا۔ ان کی توبہ بھی قبول نہیں ہوگی۔

حضرت عائشہؓ کی قبر پر کوڑے برسائے گا۔

حق الیقین جلد دوم کے مطابق حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کو آنحضرت ﷺ کے روضہ اقدس سے نکال کر مدینہ کے چوک میں دو درختوں پر لٹکائے گا۔ دونوں بزرگوں کے کفن اتار کر ان پر کوڑے برسائے گا۔ (معاذ اللہ)

منصف مزاج شیعہ کے لیے لمحہ فکریہ

شیعہ کے ظہور امام کے عقیدہ کی مذکورہ بالا تصریحات کے بعد بھی کوئی منصف مزاج آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ اس عنوان پر شیعہ اور مسلمانوں کا عقیدہ ایک ہے۔ امام مہدی کے بارے میں دنیا کا کوئی مسلمان ایسا بے بنیاد اور من گھڑت عقیدہ نہیں اپنا سکتا۔

مسلمانوں کے نزدیک امام مہدی عالم کفر سے نبرد آزما ہو گا۔ دجال کے معاملے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معاونت کرے گا۔ لیکن یہاں حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عائشہؓ کی قبروں کو اکھاڑنے، خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کو گرانے کا عقیدہ ایک ایسا افسانہ ہے جس کی تائید کوئی منصف مزاج انسان کر ہی نہیں سکتا۔ خود شیعہ کو امام مہدی کے ان "کارناموں" پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے کہ جن خلفاء راشدینؓ، حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کی شان میں قرآن و حدیث کی سینکڑوں تصریحات موجود ہوں اور ۱۴۰۰ سو سال سے جو آنحضرت ﷺ کے جوار میں استراحت فرما ہوں، کیا ان کو روضہ اقدس سے نکال کر کوڑوں کی سزا دینا عقل و انصاف کا ماتم نہیں، حقائق اور اصلیت سے کھلا انحراف نہیں؟ اسلام کی ساری تعلیمات کا مزاق نہیں۔ دین محمدی کی اس سے بڑی توہین کیا ہو سکتی ہے؟ اسلام کے سارے تصور اور شریعت کی پوری کہانی ان سے بے جان ہو کر رہ جاتی ہے۔

حضرت عائشہؓ کی صفائی میں ۱۸ قرآنی آیات اترنے کے بعد ان کی قبر پر

کس جرم میں امام مہدی کوڑے برسائیں گے۔ ان کی عصمت' پاکبازی کی قرآنی شہادت کے مقابلے میں "امام مہدی" کا یہ کارنامہ کس عنوان سے ہو گا----

جس محمدی دین اور شریعت اسلامیہ کا تصور آج پوری دنیا میں موجود ہے' ناظرین بتائیں کہ کیا اس میں ایسے "امام" کے ظہور کا بھی کوئی تصور ملتا ہے؟

آنحضرت ﷺ کی طرف سے حضرت مہدیؒ کے ظہور کے بارے میں کتابوں میں آنے والی ساٹھ سے زائد احادیث میں کسی جگہ بھی حضرت مہدیؒ کا ایسا کوئی کارنامہ نظر آتا ہے------ اسلام نے جس مہدی کا تصور پیش کیا ہے' اس کی پرچھائیں بھی شیعہ کے "تصور امام مہدی" میں تلاش نہیں کی جا سکتی۔

اسلام سے کھلا انحراف

شیعہ کے امام غائب اور ظہور امام مہدی کا سارا تصور اسلام سے کھلا انحراف اور محمدی شریعت پر عدم اعتماد کی واضح علامت ہے۔ ہم نے امام مہدی کے شیعی تصورات میں جن تضادات کا ذکر کیا ہے' شیعہ کو انصاف پسندی کے ساتھ اس بات کا جائزہ لینا چاہیے کہ کیا ایسے ہی متضاد عقائد' عجیب و غریب نقطہ نظر کو مذہب کی بنیاد بنایا جا سکتا ہے------

شیعہ کے ہاں "قائم آل محمد" "امام غائب" یا صاحب الزمان اور کئی کے الفاظ سے جس امام کی آمد کے وہ لوگ منتظر ہیں---- اگر اس کے کارنامے بھی یہی ہوں گے جو شیعہ کی بنیادی کتب سے ہم نے نقل کیے ہیں تو معاف کیجئے---- ایسے "امام" کا ایسا تصور ۱۴۰۰ سو سال کی اسلامی تاریخ میں کسی بھی مسلمان کی طرف سے پیش نہیں کیا گیا۔

اس تصور کا عقیدہ رکھنے والوں کا بھی اسلام سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں ہو سکتا۔

میں یہ بات دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ آج کے گئے گزرے دور میں بھی لادین سے لادین' سیاست دان اور لیڈر' دین سے بہرہ ور اخبار نویس اور صحافی۔۔۔۔ کوئی مصلحت بین اور حکمت کار لیڈر' اس تصور کو اسلامی تعلیم کا حامل قرار نہیں دے سکتا۔ سپاہ صحابہ "امام مہدی" کے ایسے ہی شیعی تصور کو کفریہ عقیدہ تصور کرتی ہے۔

کیاامام مہدی کے ہاتھ پر حضرت محمد ﷺ کی بیعت عقیدہ اسلام ہے

شیعہ عقیدہ کے مطابق (جس کا تفصیلی ذکر تقابلی جائزہ کے عنوان میں آ رہا ہے) "امام مہدی" کے ہاتھ پر آنحضرت ﷺ بیعت کریں۔ حضرات شیخینؓ کی لاشوں کو برہنہ کر کے ان پر کوڑے برسائے جائیں' دنیا بھر کی مسلم مساجد کو گرا دیا جائے' کعبہ اور مسجد نبوی کو منہدم کر دیا جائے۔ اہل سنت' علماء کو قتل کر دیا جائے' حضرت عائشہؓ کی قبر پر کوڑے برسائے جائیں۔ ہم اسے کفرو زندقہ سے تعبیر کریں گے۔ ان عقائد کے حاملین کو کافر' مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج کہیں گے۔ اگر ہمارے دور میں امام مہدی کے نام سے کوئی ایسا شخص ظاہر ہوا اور اس نے ان کارناموں کا آغاز کیا تو دنیا بھر کا مسلمان اس کی شدید مزاحمت کرے گا۔

کوئی کمزور سے کمزور مسلمان "امام مہدی" کے اس تصور کو اسلام کے حضرت محمد المہدیؒ کے تصور کے ہم مثل قرار نہیں دے سکتا۔۔۔۔ میں منصف مزاج شیعہ سے کہوں گا وہ اپنی بنیادی کتابوں میں شامل حضرت مہدی کے تصور

اور ان کے کارناموں کی اس فہرست کی وضاحت کریں۔ "اصول کافی"، "حق الیقین"، "رجال کشی"، "عین الحیوۃ"، "بحار الانوار"، "منتہی الامال" کسی عام شیعہ اور غیر ثقہ اثنا عشری کی کتب نہیں ہیں---- ان کے مصنفین کو تمہارے ہاں مجتہد اور امام کا درجہ حاصل ہے۔

کیا حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو قبروں سے زندہ کر کے سزا دینے کا عقیدہ بھی اسلام ہے

ان میں "حق الیقین" کے مصنف ملا باقر مجلسی کے متعلق تو ایرانی پیشوا "جناب خمینیؒ" اپنی کتاب "الاسرار صاحب" یہاں تک لکھ گئے ہیں:

"مومن کو چاہیے کہ اپنی عمر ضائع کرنے کی بجائے اپنے پیشوا جناب ملا باقر مجلسی مرحوم کی کتابوں سے اپنے ایمان کو منور کرے"۔

جو شخص تمہارے عقائد کی اساس اور بنیاد قائم کرتا ہے، جس کی جملہ کتابوں کو شیعہ مذہب کا نصاب اور ان کے نظریات کا محور قرار دیا گیا ہے، وہ "امام مہدی" کے ایسے تصور کی موجودگی میں دنیا بھر کے مسلمانوں کے نزدیک کیونکر مسلمان ہو سکتا ہے۔ اس کے ماننے والے کس دلیل سے اپنے آپ کو مسلمانوں کے ساتھ نتھی کر سکتے ہیں---- "حضرت مہدی" کے بارے میں اپنے جملہ عقائد کی وضاحت کے بغیر دنیا بھر کا کوئی بھی فقیہ، مفتی، عالم اور اسلامی سکالر تمہیں مسلمان قرار نہیں دے سکتا۔

اگر ہماری بات پر شبہ ہو تو "حضرت مہدی" کا اپنی کتابوں سے منقول "تصور اور نظریہ" تحریر کر کے بطور استفتاء بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث علماء اور عرب ممالک میں شافعی، حنفی، مالکی اور حنبلی علماء سے جواب

منگوائیں۔۔۔۔ آپ کو خود ہی اپنا اصلی چہرہ اور حقیقی آئینہ نظر آجائے گا۔ اگر سپاہ صحابہ آپ ہی کے عقائد کو آپ کی کتابوں سے نقل کر کے آپ کے سامنے پیش کرتی ہے تو اس پر "دہشت گردی" "فرقہ واریت" کا لیبل تھوپنے کی بجائے ان کفریہ نظریات پر بھی غور کریں۔ اپنے ہی آئینے میں اپنی اصلی تصویر کو بھی ملاحظہ کریں۔۔۔۔ چند سکوں کے عوض' چند مراعات کے طمع سے نواز کر اکا دکا نام نہاد سنی مولویوں کو تو حقیقت سے محروم رکھا جا سکتا ہے یا عارضی غوغا آرائی سے اصلیت پر وقتی طور پر پردہ ڈالا جا سکتا ہے۔ لیکن کفرو نفاق کی سڑاند اور معصیت و گناہ کے جس تعفن سے پورا ماحول آلودہ ہو چکا ہے۔ اس کی بدبو کو کسی پردے میں چھپایا نہیں جا سکتا۔

آپ دیکھ رہے ہیں کہ مولانا حق نواز جھنگوی" کی شہادت کے بعد سے آج تک بے شک ہمارے کارکنوں کی بڑی تعداد جام شہادت نوش کر گئی لیکن اس تشدد اور دہشت گردی سے کفریہ عقائد اور باطل نظریات تقیہ کے باوجود آشکار ہو گئے۔ آپ ہی بتائیں کیا تقیہ کی سیاھی رفتہ رفتہ اتر نہیں رہی۔۔۔۔ ہر گھر' ہر محلّہ اور ہر شہر میں اس حقیقت سے پردہ نہیں اٹھ رہا کہ تکفیر صحابہ' تحریف قرآن اور امام مھدی کے بارے مین غیر اسلامی تصور کبھی اسلام نہیں بن سکتے۔ غلط عقائد کسی تاویل سے بھی دین محمدی نہیں کہلا سکتے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چوتھا باب

عقیدہ امامت کے بارے میں شیعہ کے باہمی تضادات

شیعہ کا عقیدہ امامت

شیعہ کا عقیدہ امامت حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کے جملہ آئمہ اور بزرگوں کی تعلیمات کے بالکل برعکس ہے۔ ہمیں شیعہ اور اسلامی تاریخ کے سارے دیوان اور کتب خانے چھاننے کے بعد بھی حضرت علیؓ کی طرف سے دعویٰ امامت اور مزعومہ بارہ اماموں کے بارے میں حضرت علیؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے ایسے کسی ارشاد یا تصریح کا سراغ نہیں ملا جو شیعہ مذہب کے تصور امامت اور ۱۲ ویں امام مہدی کے ظہور کے بارے میں شیعی نظریات کی تائید کرتے ہوں۔ عالم اسلام کے عظیم مفکر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی تازہ معرکتہ الارا تالیف "شیعہ سنی اختلافات اور صراط مستقیم" میں ایک شیعی مجتہد محس الاجتہادی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے شیعہ کے عقیدۂ امامت پر یوں تبصرہ کیا ہے:

"شیعہ مذہب کا نظریہ امامت فطری طور پر غلط تھا۔ یہی وجہ ہے کہ شیعہ مذہب بھی اس کا بوجھ زیادہ دیر تک برداشت نہ کر سکا بلکہ

اس نے اماموں کا سلسلہ بارھویں امام پر ختم کر کے اسے ۲۶۰ھ میں کسی (عراق کی) کسی نامعلوم غار "سر من رائی" میں ہمیشہ کے لیے غائب کر دیا۔ آج ان کو ساڑھے گیارہ صدیاں گزر چکی ہیں مگر کسی کو کچھ پتہ نہیں کہ بارھویں امام کہاں ہیں اور کس حالت میں ہیں"۔

(بحوالہ "شیعہ سنی اختلاف اور صراط مستقیم" ص ۲۲۲)

حضرت علیؓ کی طرف سے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کی ۲۴ سالہ اقتداء، وزارت و نیابت، ہر جنگی اور قومی معاملے میں مشاورت ایک ایسا طرز عمل ہے جس کو دیکھ کر شیعہ کی طرف سے حضرات خلفاء ثلثہ پر فتویٰ کفر اور ان کی خلافت پر غاصبانہ قبضہ کا سارا اویلا فریب اور جھوٹ کی دنیا میں عجوبہ معلوم ہونے لگتا ہے۔

حضرت علیؓ، آپ کی اولاد کے گیارہ بزرگ جن کو شیعہ ۱۲ اماموں کا نام دے کر نئے مذہب کی عمارت کھڑی کر چکے ہیں۔ ان کی تعلیمات اور افکار کا شیعہ مذہب سے موازانہ کریں تو راقم کی کتاب "شیعہ اور آئمہ ھدایت" میں موجود ہے۔ ہم یہاں ۱۲ویں مقام پر آنے والے حضرت حسن عسکری کے صاحبزادے "محمد المھدی" کے احوال اور خود شیعہ کے ہاں ان کی پیدائش اور ظہور کے بارے میں تضادات کا ذکر کریں گے۔ تاکہ عام مسلمان اور شیعہ کا منصف مزاج طبقہ بھی اس حقیقت پر غور کرے کہ اسلام کی طرف سے جس مقدس ہستی کو "حضرت محمد المھدی" کہا گیا ہے، وہ شیعی کی تصور سے یکسر جدا ہے۔ شیعہ نے امام مھدی کے ظہور کے بارے میں جو عقیدہ اپنایا ہے، اسلام میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ ولادت سے وفات اور درمیانی مدت کے جملہ کارناموں میں ایک جز میں دونوں آئمہ کا ارتباط اور تعلق ثابت نہیں ہوتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارشادات

حضرت علیؓ اور ان کے صاجزادے، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے دور میں کسی بارھویں امام کے ظہور کی کوئی خبر نہیں دی گئی۔

شیعہ مذھب کے نزدیک "امام مھدی" کا ظہور مذھب شیعہ کی حقیقی اساس ہے۔ اس کے بغیر دنیا کا نظام ہی نہیں چل سکتا جب کہ حضرت علیؓ کی پوری زندگی کے کسی واقعہ سے اس نظریہ کی تائید نہیں ملتی۔ حضرت علیؓ جن کی اولاد کے گیارہ افراد کو شیعہ نے اثنا عشری مذھب کی اساس قرار دیا ہے' حضرت علیؓ نے تو شیعہ عقیدہ کے مطابق عالم الغیب ہونے کے باوجود "امامت" کے اس تصور کی کوئی خبر دی' نہ اس کے بارے میں کسی کے نام ھدایات جاری کیں اور نہ مزعومہ تصور امامت اور آنے والے بارھویں امام کی پیشگی اطلاع بہم پہنچائی----- "البدایہ والنھایہ" کی ایک روایت کے مطابق حملہ کے بعد شھادت سے تھوڑی دیر قبل حضرت جندب بن عبداللہ نے عرض کیا:

پہلا ارشاد:

یا امیر المومنین ان مت نبایع الحسن فقال لاامرکم وانھاکم انتم ابصر

ترجمہ: امیر المومنین آپ کا انتقال ہو جائے تو کیا ہم آپ کے صاجزادے حضرت حسنؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلیں۔ فرمایا نہ میں تمہیں حکم دیتا ہوں' نہ منع کرتا ہوں۔ تم لوگ بہتر جانتے ہو"۔

دوسرا ارشاد

النہج البلاغہ کے مطابق حضرت علیؓ تو حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد بھی خلافت پر آمادہ نہیں تھے۔ آپ سے اس کی درخواست کی گئی تو آپ نے جو کچھ فرمایا، وہ نہج البلاغہ ہی سے من و عن نقل کیا جاتا ہے:

دعونی والتمسو غیری.... وان ترکتمونی فانا کاحد کم، ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموہ امرکم وانالکم وزیرا خیرلکم منی امیرا۔

"مجھے چھوڑو خلافت کے لیے کسی اور کو تلاش کرلو اور اگر تم مجھے چھوڑو تو میں تمہارے جیسا ہی ایک آدمی ہوں اور ہو سکتا ہے کہ جس کو تم امیر بنالو میں تم سے بڑھ کر اس کی اطاعت کروں گا اور میرا وزیر بن کر تمہارے لیے کام کرنا اس سے بہتر ہے کہ میں تمہارا حاکم بنوں"۔

(نہج البلاغہ، ص۱۳۶، حضرت علیؓ کے خطبات)

تیسرا ارشاد

نہج البلاغہ کے ص ۳۲۲ پر حضرت علیؓ نے خلافت و امامت کے بارے میں کس قدر صراحت سے فرمایا ہے:

واللہ ما کانت لی فی الخلافتہ رغبتہ ولا فی الولایہ اربتہ ولکنکم دعوتمونی الیھا و حملتمونی علیھا۔

"اللہ کی قسم! مجھے خلافت کی کوئی رغبت نہ تھی نہ حکومت کی

کوئی خواہش تھی لیکن تم لوگوں نے مجھے اس کی دعوت دی اور خود مجھے اس پر آمادہ کیا"۔

حضرت علیؓ کے ان تینوں ارشادات کا بغور جائزہ لینے والا ہر شخص کھلے طور پر یہی نتیجہ اخذ کرے گا کہ حضرت علیؓ کی شہادت کے روز تک آپ کو اور آپ کے رفقاء کو شیعہ کے بعد میں وضع کیے جانے والے "عقیدہ امامت" کی کچھ خبر بھی نہ تھی۔ جس بارھویں امام اور حضرت حسن عسکری کے جس صاحبزادے کے بارے میں ان کے امام مہدی ہونے کا عقیدہ اپنایا گیا ہے' کم از کم حضرت علیؓ اس کی کچھ خبر کسی کو دے دیتے۔ اس کی علامات بتا دیتے۔ اس عقیدہ کی کچھ تو بنیاد بتائی ہوتی۔

ایک آدمی کو یہاں آکر بہت حیرانی ہوتی ہے کہ دھوروزمن کی زبوں کاری نے اسلام کے ایک بہت ہی جلیل القدر انسان اور تاریخ عالم کی قابل قدر ہستی حضرت علیؓ کے نام اور آپ کی اولاد کے چند اساطین کی آڑ میں کیسے کیسے شگوفے تیار کیے۔

"عقیدہ امامت" کی بنیاد پر خاندان نبوت کی جن بارہ ہستیوں کو چنا گیا' ان میں کسی ایک نے بھی شیعہ کے مزعومہ عقیدہ کی نہ تائید کی ہے' نہ ہی ان سے کسی جگہ اس عقیدہ کا اثبات ملا ہے۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ اصحاب رسولؐ اور خلفاء راشدینؓ کی خلافت اور تحریف قرآن کے بارے میں جو باتیں اصول کافی وغیرہ میں ان کی طرف منسوب کی گئی ہیں' وہ تمام بزرگ اس سے مکمل طور بری ہیں۔ یہ سب کچھ شیعہ کے عہد انحراف ۳۰۱ھ کے بعد کی فسوں کاری ہے' جس کی خامہ فرسائی نے اسلام کے سینہ کو اھل بیتؓ کی محبت کی چھتری کے نیچے بیٹھ کر چھید ڈالا گیا ہے۔

حضرت حسنؓ کی بیعت

شیعہ کے عقیدہ امامت کی عمارت ایک مرتبہ پھر اس وقت زمین بوس ہو گئی، جب حضرت حسنؓ نے منصب خلافت پانے کے چھ ماہ بعد ہی یہ بار بھی اپنے کاندھوں سے اتار کر حضرت معاویہؓ کے کاندھے پر رکھ دیا۔ یوں نہ صرف یہ کہ "عقیدہ امامت" کا سارا ڈھانچہ ہی تحلیل ہوا، بلکہ اقتدار اور امامت کے لیے بھی خاندان نبوت کو مکمل طور پر معزول کر دیا گیا۔ شیعہ کے عقیدہ امامت کے یہ ابتدائی تضادات ہیں، جن کے سامنے شیعہ کے عقائد کا سارا محل پیوند خاک ہو جاتا ہے......

اماموں کے بارے میں ایک مشکل کشا، حاجت روا، عالم الغیب اور ہر چیز پر قادر ہونے کا عقیدہ پھر انہیں منصب خلافت سنبھالنے کے بارے میں ایسا عاجز و درماندہ قرار دیتا کہ وہ چھ ماہ بعد ہی ایسے مجبور ہو گئے کہ انہیں بار امارت بھی حضرت معاویہؓ کے سپرد کرنا پڑا۔

من گھڑت نظریات سے کھلے عام برات کی جائے

شیعہ نے خلافت کے بارے میں حضرت علیؓ کی طرف سے حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی اقتداء اور بیعت کو بھی تقیہ کی آڑ میں چھپانا چاہا۔ جب انہیں مشکل کشا، حاجت روا کہا جاتا ہے اور ہر چیز پر ان کی قدرت کا عقیدہ سامنے آتا ہے تو یہ بنیاد بھی مسمار ہو جاتی ہے۔

سوال ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے اگر تقیتاً خلفاء ثلثہ کی بیعت کر لی تھی تو تقیہ کی چادر نواسہ رسول حضرت حسینؓ نے کیوں نہ اوڑھ لی۔ وہ تقیہ کو مسترد کر کے کیونکر یزید سے نبرد آزما ہوئے۔ وہ بھی تقیہ کی چادر اوڑھ کر خود سمیت اپنے بچوں کو شہید ہونے سے بچا سکتے تھے....

حقیقت تو یہ ہے کہ جھوٹ' فریب' من گھڑت افسانوی نظریوں کو نہ تقیہ کے لبادے میں چھپایا جاسکتا ہے' نہ انہیں اھل بیتؓ کے تقدس کی آڑ میں کسی صاحب عقل و رائے سے منوایا جاسکتا ہے....

دنیا کی جدید ترقی اور فہم و ادراک کے نئے نئے راستوں کی دریافت کے بعد اب تو شیعہ کو اپنے عقیدہ امامت کے بارے میں ہونے والی اونچ نیچ' زمانوں کی بوقلمونی' خود ساختہ نظریات کی غیر موزونیت' بعض افسانہ طرازوں اور کذاب راویوں کی چالبازیوں کا کھلے عام اسی طرح اعتراف کرلینا چاہیے' جس طرح عراق کے ممتاز عالم اور جامع نجف اشرف کے امام و خطیب کے صاحبزادے ڈاکٹر موسیٰ موسوی نے اپنی معرکتہ الارا کتاب "اصلاح الشیعہ" میں کیا ہے۔

ڈاکٹر موسیٰ نے غیر معقول اور ناقابل فہم مذکورہ عقائد کو شیعہ مذھب کی بنیادی اساس کے خلاف ایک سازش قرار دے کر عقیدہ امامت اور بارھویں امام کی آمد کی ۳۰۰ سو سال بعد مرتب کی جانے والی جملہ روایات کو خود ساختہ قرار دیا ہے۔

عقیدہ امامت تضادات کا مجموعہ ہے

شیعہ کے "عقیدہ امامت" کے بارے میں خود شیعہ لٹریچر ایسے ایسے تضادات اور منفی حقائق سے بھرا پڑا ہے' جس کے مطابق ایک عام آدمی پر بھی اس عقیدہ کے غیر اسلامی اور حضرت علیؓ' حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کی تعلیمات کے بالکل برعکس ہونے کی حقیقت آشکار ہو جاتی ہے۔ اس سلسلے میں تفصیل کے ساتھ اگر گفتگو کی جائے تو پورا دفتر بھی کم رہے گا۔

ہم "عقیدہ امامت" کی تضادات کو شیعہ ہی کی کتابوں سے آشکار کرنے کے لیے نہایت جامع اور اختصار کے ساتھ پیش کی جانے والی اس بحث

کو نقل کرتے ہیں جو استاذ محترم مفکر اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے اپنی معرکتہ الارا کتاب "شیعہ سنی اختلافات اور صراط مستقیم" میں نقل کی ہے۔ استاذ مکرم کی طرف سے پیش کیے جانے والا یہ مضمون ایک ہزار سے زائد صفحات کا متقاضی تھا لیکن انہوں نے جس عرق ریزی کے ساتھ اس سمندر کو کوزے میں بند کیا ہے' اس پر کسی اور تبصرہ کی بجائے ہم اسے جوں کا توں نقل کر کے ناظرین کے سامنے شیعہ مذہب کا سارا ڈھانچہ پیش کر رہے ہیں۔

یہ باب اگرچہ "امام مہدی" کے بارے میں شیعہ نظریات کے حوالے سے شروع کیا گیا ہے لیکن "امام مہدی" کا شیعی نظریہ پہلے گیارہ مزعومہ آئمہ کے تعارف کے بغیر مکمل طور پر سامنے نہیں آسکتا۔ اس لیے ضروری سمجھا گیا ہے کہ استاذ مکرم کی کتاب سے عقیدہ امامت کی پوری بحث کو یہاں نقل کر دیا جائے۔

عقیدہ امامت اور باہمی مناقشت

حضرت حسین ؓ شہید کربلا کے بعد شیعوں میں ہولناک اختلافات برپا ہوئے اور ہر امام کی وفات کے بعد ایک نئے اختلاف کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ:

پہلا اختلاف

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد رونما ہوا اور جو لوگ خفیہ طور پر عقیدۂ امامت کی تبلیغ کرتے تھے' ان کے چند فرقے ہو گئے۔ ایک گروہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما دونوں کی امامت کا منکر ہو گیا۔ ان کا کہنا تھا کہ

اگر حضرت حسنؓ کی مصالحت حضرت معاویہؓ کے ساتھ جائز تھی تو یزید بن معاویہ کے مقابلہ میں حضرت حسینؓ کا خروج ناجائز تھا اور اگر حضرت حسینؓ کا خروج جائز تھا تو حضرت حسنؓ کی مصالحت حضرت معاویہؓ کے ساتھ ناجائز تھی۔ نوبختی اپنے رسالہ "فرق الشیعہ" میں لکھتے ہیں:

"پس در کار آن دو در گمان شدند و از امامت آناں باز کشتند و در گفتار باتودئہ مردم ہم داستان گردیدند" (فرق الشیعہ"' ص ۴۷)

ترجمہ: "یہ لوگ ان دونوں بزرگوں کے متضاد طرز عمل سے بدگمان ہوگئے اور ان دونوں کی امامت سے پھر گئے اور عقیدہ میں عام لوگوں کے ساتھ ہم داستان ہوگئے"۔

مختار ثقفی کی ستم کاری

دوسرا گروہ ان لوگوں کا تھا جو حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے بعد حضرت علیؓ کے تیسرے صاحب زادہ حضرت محمد بن حنفیہؒ کی امامت کے قائل ہوئے۔ چنانچہ مختاریہ اور کیسانیہ نے محمد بن علیؓ (ابن حنیفہ) کی امامت کا علم بلند کیا اور قاتلین حسینؓ سے انتقام لینا شروع کیا۔ اس فرقہ کا عظیم ترین قائد مختار بن ابی عبید کذاب تھا۔ "رجال کشی" میں ہے:

والمختار هو لذى دعا الناس الى محمد بن على بن ابى طالب ابن الحنفيه' وسمتو الكيسانيه و هم المختاريه و كان لقبه كيسان' و كان لايلـه عن رجل من اعداء الحسنين انه فى دراوفى موضع الا قصده

فهدم الدار باسرها و قتل كل من فيها من ذی و كل دار بالكوفه خراب فهی مما هدهما ' ("رجال کشی" ' ص ۱۲۷)

ترجمہ : "اور مختار وہ شخص ہے جس نے لوگوں کو محمد بن علی بن ابی طالب ابن الحنفیہ کی امامت کی دعوت دی۔ اس کی پارٹی کو "کیسانیہ" اور "مختاریہ" کہا جاتا ہے۔ کیسان خود اسی کا لقب تھا... اور حضرت حسینؓ کے دشمنوں میں سے کسی شخص کے بارے میں جب اس کو یہ خبر پہنچتی کہ وہ فلاں مکان میں یا فلاں جگہ میں ہے یہ فوراً وہاں پہنچ جاتا۔ پورے مکان کو منہدم کر دیتا اور اس میں جتنی ذی روح چیزیں موجود ہوتیں ' سب کو قتل کر دیتا۔ کوفہ میں جتنے مکان ویران ہیں ' یہ سب اسی کے ڈھائے ہوئے ہیں"۔

امام جعفر صادقؒ کی طرف مختار ثقفی پر تنقید

مختار کذاب تھا۔ حضرت محمد بن حنفیہؒ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتا تھا۔ چنانچہ "رجال کشی" میں ہے کہ:

۱۹۸--- محمد بن الحسن و عثمان بن حامد ' قالا حدثنا محمد بن يزداد الرازی ' عن محمد بن الحسين بن ابی الخطاب ' عن عبدالله المزخرف ' عن حبيب الخثعمی ' عن ابی عبدالله قال كان المختار يكذب علی علی بن الحسين (عليهما السلام) ("رجال کشی" ' ص ۱۲۵)

ترجمہ : "امام صادقؒ فرماتے ہیں کہ مختار ' حضرت امام زین

العابدین" کے نام پر جھوٹ بکتا تھا"۔
اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ لیکن عجائبات میں سے ہے کہ امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما اس کذاب کے حق میں "جزاه الله خيرا" فرماتے تھے۔ کیونکہ اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا انتقام لیا تھا۔

("رجال کشی"، ص ۱۲۷)

اور ان کے صاحبزادے امام محمد باقر اس بدبخت کے لیے دعائے لعنت فرماتے تھے۔

(ایضاً ص ۴۶)

نور اللہ شوستری "مجالس المومنین" میں لکھتے ہیں:

مختار بن ابی عبیدا ثقفی رحمه الله تعالیٰ' علامه حلی اورا الرحمه مقبولان شمرده۔

(مجالس المومنین، مطبوعہ تہران، ص ۱۵، بحوالہ نصیحت الشیعہ، ص ۱۳۲)

ترجمہ: "مختار بن ابی عبید ثقفی رحمہ اللہ تعالیٰ علامہ حلی نے اس کو مقبولان بارگاہ الٰہی میں شمار کیا ہے"۔

یہیں سے حضرات امامیہ کی انصاف پسندی و دانش مندی اور اہل بیت اطہار سے اس کی محبت کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس شخصیت سے صلح کرتے ہیں اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما جس کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں، یعنی حضرت امیر معاویہ" وہ تو ان کے نزدیک "لعنۃ اللہ علیہ" ہے اور جھوٹا مدعی نبوت مختار ثقفی کذاب ان کے نزدیک مقبولان الٰہی میں شمار کیا جاتا ہے۔ حسنینؓ کی بیعت کا واقعہ "رجال کشی" میں امام صادقؒ سے اس طرح نقل کیا ہے:

حدثنا محمد بن عبدالحمید العطار الکوفی، عن یونس عن فضیل غلام محمد بن راشد، قال سمعت ابا عبداللہ یقول ان معاویہ کتب الی الحسن بن علی (صلوات اللہ علیھما) ان اقدم انت والحسین و اصحاب علی! فخرج معھم عیس بن سعد بن عبادہ الانصاری وقدمر العام اخازن لھم معاویہ واعدلھم الخطباء، فقال یاحسن قم فبایع فقام فبایع ثم قال للحسین قم فبایع فقام فبایع۔

("رجال کشی" ص ۱۱۰)

ترجمہ: "حضرت معاویہؓ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو لکھا آپ اور آپ کے ساتھ حضرت حسینؓ اور اصحاب علیؓ تشریف لائیں۔ چنانچہ دونوں کے ساتھ قیس بن سعد بن عبادہ انصاری شام گئے۔ حضرت معاویہؓ نے ان کو اجازت دی اور ان کے لیے خطباء تیار کیے۔ پھر کہا اے حسن! اٹھ کر بیعت کیجئے۔ آپ اٹھے اور بیعت کی۔ پھر کہا اے حسین! اٹھ کر بیعت کیجئے۔ چنانچہ وہ بھی اٹھے اور بیعت کی"۔

الغرض حضرات امامین ہمامین الحسنؓ والحسینؓ نے جس شخصیت کے ہاتھ پر بیعت کی، شیعہ صاحبان اس کو تو "لعنت اللہ علیہ" سے یاد کرتے ہیں اور جس ملعون نے نبوت کا دعویٰ کیا اور وہ آئمہ پر جھوٹ طوفان باندھتا تھا، یعنی مختار کذاب، وہ ان کے نزدیک "رحمتہ اللہ علیہ" ہے اور اسے مقبولان بارگاہ الٰہی میں شمار کرتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شیعہ مذہب کی کہانی----اپنی کتب کی زبانی

تیسرا گروہ

ان لوگوں کا تھا جو امام زین العابدینؒ کی امامت کے قائل تھے اور یہ چند اشخاص تھے۔ "رجال کشی" میں امام صادقؒ سے نقل کیا ہے:

۱۹۳----محمد بن نصیر' قال حدثنی محمد بن عیسی' عن جعفر بن عیسی' عن صفوان' عمن سمعه' عن ابی عبدالله(ع) قال ارتد الناس بعد قتل الحسین(ع) الاثلاثه ابو خالد الکابلی ویحیی بن ام الطویل وجبیر بن مطعم' ثم ان الناس لحقوا و کثروا۔

("رجال کشی"' ص ۱۲۳' ترجمہ یحیٰی بن ام الطویل)

ترجمہ: "قتل حسینؒ کے بعد سب لوگ مرتد ہو گئے تھے سوائے تین آدمیوں کے یعنی ابو خالد کابلی' یحیی بن ام الطویل اور جبیر بن مطعم۔ بعد میں لوگ آملے اور زیادہ ہو گئے"۔

الغرض ان دنوں محمد بن حنفیہؒ کی امامت کا غلغلہ تھا اور امام زین العابدینؒ کی امامت کا کوئی نام بھی نہ لیتا تھا۔ خود امام زین العابدینؒ دعویٰ امامت سے کوسوں دور تھے۔ کربلا کے مناظران کے چشم دید تھے۔ شیعہ راویوں نے تو ان سے یہاں تک منسوب کیا ہے کہ وہ یزید کی غلامی کا اقرار کرتے تھے۔ "روضہ کافی" میں ان کے صاحب زادہ امام باقرؒ سے نقل کیا ہے کہ یزید بن معاویہ حج کو جاتے ہوئے مدینہ آیا۔ اس نے ایک قریشی کو بلایا اور کہا کیا تم

اقرار کرتے ہو کہ تم میرے غلام ہو؟ اس نے انکار کیا تو اسے قتل کر دیا:

ثم ارسل الى علي بن الحسين ؓ فقال له: مثل مقالته للقرشي فقال له علي بن الحسين ؓ ارايت ان لم اقر لك اليس تقتلني كما قتلت الرجل بالامس فقال له يزيد لعنه الله: بلى فقال له علي بن الحسين ؓ قد اقررت لك بماسالة انا عبد مكره فان شئت فامسك وان شئت فبع۔

("روضہ کافی" ص ۲۳۵، جلد ۸)

ترجمہ: "پھر اس نے حضرت علی بن حسین علیہما السلام کو بلا بھیجا۔ ان سے بھی وہی بات کہی جو قریشی سے کہی تھی۔ حضرت علی بن حسین علیہما السلام نے فرمایا کہ اگر میں تیری غلامی کا اقرار نہ کروں تو کیا تو مجھے اسی طرح قتل نہ کر دے گا جیسے کل قریشی کو قتل کیا تھا؟ یزید نے کہا، یقیناً۔ حضرت علی بن حسین علیہما السلام نے فرمایا تو نے جو پوچھا ہے میں اس کا اقرار کرتا ہوں۔ میں بے بس غلام ہوں تو چاہے تو اپنے پاس رکھ اور چاہے تو مجھے فروخت کر دے"۔

چوتھا گروہ:

وہ تھا جو اس کے قائل تھے کہ حسین ؓ کے بعد امامت ختم ہو گئی۔ امام بس یہی تین تھے۔ حضرت علی ؓ حضرت حسن ؓ اور حضرت حسین ؓ۔ یہ لوگ حضرت حسین ؓ کے بعد کسی کی امامت کے قائل نہیں تھے"۔

("فرق الشیعہ" ص ۸۴)

CS CamScanner

پانچواں گروہ:

ان لوگوں کا تھا جو یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ امامت صرف اولاد حسینؓ کا حق نہیں بلکہ حسنؓ و حسینؓ دونوں کی اولاد میں جو بھی امامت کے لیے کھڑا ہو جائے اور لوگوں کو اپنی طرف اعلانیہ دعوت دے' وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح امام واجب الاطاعت ہے۔ جو شخص اس سے سرتابی کرے' یا اس کے مقابلہ میں لوگوں کو اپنی امامت کی دعوت دے' وہ کافر ہے۔ اسی طرح حسنؓ اور حسینؓ کی اولاد میں جو شخص امامت کا دعویٰ کرے مگر دروازہ بند کر کے گھر میں بیٹھ رہے وہ اور اس کے تمام پیروکار مشرک و کافر ہیں"۔

(ایضاً' ص ۸۵)

امام زین العابدینؒ کی امامت پر اختلاف

دوسرا اختلاف:

حضرت علی بن حسینؓ زین العابدین کا انتقال محرم ۹۴ھ میں ہوا۔ ان کے بعد پھر امامت کے مسئلہ پر طوفان کھڑا ہوا۔ ان کے صاحب زادے حضرت زید بن علی (جو زید شہیدؒ کے لقب سے معروف ہیں) امامت کے مدعی ہوئے۔ انہوں نے چالیس ہزار کے لشکر کے ساتھ والی عراق کے خلاف خروج کیا۔ شیعہ منیعہ میں سے تیس ہزار افراد نے عین موقع پر ان سے بے وفائی کی اور حضرت حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ کی سنت پھر تازہ ہوئی۔ حضرت زیدؒ نے جام شہادت نوش کیا۔ اُن کی امامت کے قائلین زیدیہ کہلائے اور ان میں سے بہت سے ان کے مہدی ہونے کے بھی قائل ہیں۔

کچھ لوگ حسن مثنیٰ بن حسنؒ مجتبیٰ کی امامت کے قائل ہوئے۔ ان کے بعد ان کے صاحب زادے عبداللہ محض کی اور ان کے بعد صاحب زادے محمد نفس زکیہ کی امامت کے قائل ہوئے۔ یہ لوگ ان کو امام مہدی سمجھتے ہیں۔

کچھ لوگ حضرت علی بن حسینؒ کے دوسرے صاحب زادہ حضرت محمد باقر بن علی بن حسینؒ کے قائل ہوئے۔ ان میں چار افراد نامور تھے۔ "رجال کشی" میں امام صادقؒ کا قول نقل کیا ہے:

شیعہ مذہب کے بانی چار آدمی تھے.... "اصول کافی" کا اقرار

۲۱۹--- حدثنی حمدویه : قال حدثنی یعقوب بن یزید' عن ابن ابی عمیر عن هشام بن سالم' عن سلیمان بن خالد الاقطع' قال سمعت ابا عبدالله یقول ما احد احیی ذکرنا و احادیث ابی (ع) الا زراره و ابو بصیر لیث المرادی و محمد بن مسلم و برید بن معاویه العجلی و لولا هولاء ما کان احد یستنبط هذا' هولا حفاظ الدین و امناه ابی(ع) علی حلال الله و حرامه و هم السابقون الینا فی الدنیا و السابقون الینا فی الاخره

("رجال کشی"' ص۱۳۶)

ترجمہ: "نہیں ہے کوئی جس نے زندہ کیا ہو ہمارے ذکر کو' اور میرے والد (امام باقرؒ) کی احادیث کو سوائے چار شخصوں کے زرارہ' ابو بصیر لیث مرادی' محمد بن مسلم' برید بن معاویہ عجلی۔ اگر

یہ لوگ نہ ہوتے تو کسی کے لیے ممکن نہ تھا کہ اس (عقیدہ امامت) کا استنباط کر سکتا۔ یہ چار آدمی دین کے محافظ اور اللہ کے حلال و حرام پر میرے باپ کے امین ہیں۔ یہی لوگ سبقت کرنے والے ہیں ہماری طرف دنیا میں اور یہی سبقت کرنے والے ہیں ہماری طرف آخرت میں"۔

امام صادقؒ نے واقعی سچ فرمایا۔ یہی چار آدمی (دوسرے چار کے ساتھ مل کر) شیعہ مذہب کے مصنف ہیں۔ یہ لوگ نہایت بدعقیدہ تھے۔ محض اپنی مطلب براری کے لیے آئمہ کا نام لیتے تھے ورنہ درحقیقت وہ آئمہ کے قائل ہی نہیں تھے۔ وہ آئمہ پر نکتہ چینیاں کرتے تھے۔ آئمہ ان پر سو سو لعنتیں بھیجتے تھے اور ان کو جھوٹا بتاتے تھے۔ جب ان چالاک اور مکار لوگوں کو بتایا جاتا کہ امام تو تمہیں جھوٹا کہتے ہیں تو یہ لوگ جواب دیتے' امام ایسا تقیتاً کہتے ہیں۔ "رجال کشی" اور دیگر شیعہ کتابوں میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔ مذکورہ راویوں کے بارے میں آئمہ کی تفصیلی آراء جاننے کے لیے راقم کی کتاب "تعلیمات آل رسول" رہنما ثابت ہو سکتی ہے۔

امام مھدی کے بارے میں شیعہ کے تضادات

تیسرا اختلاف

امام محمد باقرؒ کا انتقال ربیع الثانی ۱۱۴ھ میں ہوا۔ ان کے وصال کے بعد پھر امامت کے مسئلہ میں اختلاف کھڑا ہوا جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

مختلف اقوال

۱۔ ایک گروہ ان کو حی لایموت سمجھتا تھا یعنی وہ زندہ ہیں مرے نہیں۔ وہی امام مہدی ہیں۔ ان کے بعد کوئی امام نہیں۔

۲۔ ایک گروہ ان کے صاحب زادے زکریا کو آخری امام' امام مہدی مانتا تھا۔

۳۔ ایک گروہ امام محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کو (جو "نفس زکیہ" کے لقب سے ملقب ہیں) کی امامت کا قائل تھا۔ یہ لوگ ان کو "مہدی آخر الزماں" جانتے تھے۔ تاریخ میں منصور عباسی کے خلاف ان کا خروج معروف و مشہور ہے۔

۴۔ ایک گروہ امام جعفرؒ کی امامت کا قائل ہوا۔ اس گروہ کے کرتا دھرتا وہی لوگ تھے جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔

چوتھا اختلاف

امام جعفر (متوفی ۱۴۸ھ) کے بعد پھر اختلاف رونما ہوا اور شیعوں کی بہت سی جماعتیں وجود میں آئیں۔

۱۔ ایک گروہ کا عقیدہ تھا کہ وہ امام مہدی ہیں۔ ان کے بعد کوئی امام نہیں ان کا انتقال نہیں ہوا بلکہ وہ روپوش ہوگئے ہیں۔ دوبارہ ظاہر ہوں گے' یہ فرقہ نادوسیہ کہلاتا تھا۔

۲۔ بعض لوگ ان کے بعد ان کے صاحب زادے موسیٰ بن جعفر کی امامت کے قائل ہوئے۔

۳۔ ایک گروہ امام جعفر کے صاحب زادے اسماعیل بن جعفر کی امامت کا قائل ہوا۔ یہ لوگ ان کو "امام مہدی" جانتے تھے۔ یہ اسماعیلی فرقہ کہلاتا ہے۔

۴- ایک گروہ جعفر کے پوتے محمد بن اسماعیل بن جعفر کی امامت کا قائل ہوا۔ یہ فرقہ مبارکیہ ہے جو اسماعیلیوں کی ایک شاخ ہے۔ اس کے بعد اسماعیلیوں کے بہت سے فرقے ہوئے، جن کی ایک طویل تاریخ ہے۔

۵- ایک گروہ امام جعفرؒ کے تیسرے صاحب زادے امام محمد بن جعفر کی امامت کا قائل ہوا۔ "رجال کشی" میں ہے:

والذین قالوا بامامته عامه مشائخ العصابه، وفقهاوها مالوا الی هذه المقاله فدخلت علیهم الشبهه لما روی عنهم (علیهم السلام) انهم قالوا الامامه فی الاکبر من ولد امام اذا مضی۔

("رجال کشی"، ص ۲۵۴)

ترجمہ: "جو لوگ ان کی امامت کے قائل ہوئے، وہ شیعہ گروہ کے عام مشائخ تھے اور ان کے فقہاء بھی اسی عقیدہ کی طرف مائل ہوئے۔ ان کو شبہ اس بنا پر ہوا تھا کہ آئمہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ امام کے انتقال کے بعد امامت، امام کے بڑے صاحبزادے کو پہنچتی ہے (چونکہ اسماعیل کے بعد سب سے بڑے صاحب زادے عبداللہ الافطح ہیں، لہٰذا وہی امام ہیں)"

نوبختی لکھتے ہیں:

"چونکہ عبداللہ اپنے والد (امام جعفر) کے انتقال کے وقت ان کے تمام فرزندوں کے سردار تھے اور اپنے والد کی جگہ بیٹھتے تھے، اس لیے انہوں نے اپنے والد کے بعد امامت و جانشینی کا دعویٰ کر دیا۔ ان کے پیرو امام جعفرؒ کی یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ امامت فرزندان امام میں سے سب سے بڑے کی ہے۔

اس بنا پر بہت سے لوگ جو امام جعفر کو امام مانتے تھے ان کے بعد ان کے بیٹے عبداللہ کی امامت کے معتقد ہوئے۔ سوائے چند گنے چنے آدمیوں کے، جنہوں نے سچے امام کو پہچانا۔ باوجودیکہ عبداللہ حلال وحرام کے مسائل کا صحیح جواب نہ دے سکتے تھے لیکن اس کے باوجود زیادہ تر بزرگان شیعہ اور ان کے فقہاء اس عقیدہ کے معتقد رہے اور عبداللہ کی امامت سے بدگمان نہ ہوئے"۔

("فرق الشیعہ" ص ۱۱۳)

امام موسیٰ کاظمؒ کے سلسلے میں اختلاف

پہلا اختلاف

امام موسیٰ کاظم بن جعفر صادق کا انتقال ۱۸۳ھ میں ہوا اور ان کے بعد کے شیعوں کے چند گروہ ہو گئے۔

۱۔ ایک گروہ ان کے صاحب زادے علی رضا کی امامت کا قائل ہوا۔

۲۔ دوسرے گروہ نے کہا کہ امام موسیٰ بن جعفرؒ مرے نہیں، زندہ ہیں۔ وہی مہدی قائم آل محمد ہیں۔

۳۔ ایک گروہ نے کہا کہ وہ امام مہدی ہیں مر گئے مگر مرنے کے فوراً بعد زندہ ہو کر کہیں روپوش ہو گئے۔ ان کے خاص لوگ ان کی زیارت بھی کرتے ہیں اور وہ ان کو امر و نہی، بھی فرماتے ہیں۔ بہرحال وہ دوبارہ ظاہر ہوں گے اور زمین کو عدل وانصاف سے پر کریں گے۔

۴۔ ایک گروہ نے کہا کہ وہ مر گئے ہیں لیکن آخری زمانہ میں دوبارہ زندہ ہوں گے اور وہی مہدی آخر الزماں ہوں گے۔

۵۔ ایک گروہ نے کہا کہ ان کا انتقال ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر بلا لیا ہے۔ آخری زمانے میں دوبارہ ان کو بھیجیں گے۔

نوبختی لکھتے ہیں:

"ہمگی آناں واقفہ نامیدہ شوند' زیرا کہ بر موسیٰ بن جعفر درنگ کردہ گفتند و امام قائم است۔ و پس از وے چشم براہ امامی نبودہ و باامام دیگرے نگرویدند"۔

("فرق الشیعہ" ص۱۱۹)

ترجمہ: "یہ تمام فرقے (جن کا ذکر نمبر ۲ سے نمبر ۵ تک ہوا ہے) کہلاتے ہیں کیونکہ یہ لوگ سلسلہ امامت موسیٰ بن جعفر پر ختم کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہی "امام مہدی" ہیں ان کے بعد کسی اور امام کا انتظار نہیں اور وہ ان کے بعد کسی امام کے قائل نہیں"۔

۶۔ ایک فرقہ اس کا قائل تھا کہ معلوم نہیں کہ موسیٰ بن جعفر زندہ ہیں یا فوت ہو گئے ہیں۔ بہت سی روایات میں آیا ہے کہ وہ مہدی قائم ہیں۔ ان خبروں کو جھوٹ بھی نہیں کہہ سکتے۔ چونکہ موت برحق ہے۔ اس لیے ان کی زندگی اور موت کا فیصلہ کیے بغیر ہم ان کی امامت پر قائم ہیں۔

۷۔ ایک گروہ نے محمد بن بشیر نامی ایک شخص کو ان کا جانشین مانا۔ ان کا دعویٰ تھا کہ موسیٰ بن جعفرؒ زندہ ہیں۔ وہی مہدی قائم ہیں' فی الحال روپوش ہیں اور محمد بن بشیر کو آپ نے اپنا جانشین بنا رکھا ہے۔

("فرق الشیعہ" ص۱۲۱)

امام علی رضاؒ پر اختلاف

امام علی رضاؒ بن موسیٰ کاظمؒ بن جعفر صادقؒ کا انتقال ۲۰۳ھ میں ہوا۔ اس وقت ان کے صاحب زادہ محمد بن علی (المعروف بہ "امام جواد") کی عمر سات سال کی تھی۔ (ان کی پیدائش ۱۹۵ھ میں ہوئی) اس لیے امام علی رضا کے بعد پھر اختلاف ہوا:

۱۔ ایک گروہ نے کہا کہ محمد بن علی نابالغ ہی سہی' آخر امام زادہ ہے۔ اسی کو امام بناؤ۔

۲۔ ایک گروہ نے کہا امام علی رضاؒ کے بعد ان کے بھائی احمدؒ بن موسیٰؒ بن جعفر امام ہیں۔ کیونکہ امام رضا نے اپنے بعد ان کے حق میں وصیت فرمائی تھی۔

۳۔ ایک گروہ جو امام علی رضاؒ کی امامت کا قائل تھا' وہ ان کے بعد ان کی امامت سے منحرف ہو گیا اور کہا امامت ان کے والد موسیٰؒ کاظم پر ختم ہو گئی تھی۔ اگر امامت کا سلسلہ آگے چلنا ہوتا تو امام علی رضا نابالغ بیٹا چھوڑ کر کیوں مرتے۔

۴۔ کچھ لوگوں نے امام علی رضاؒ کی وفات کے بعد عقیدۂ امامت ہی کو خیر باد کہہ دیا اور انہوں نے مرجیٔ مذہب اختیار کر لیا۔

۵۔ کچھ لوگوں نے موسوی سلسلہ سے منحرف ہو کر زیدیہ کا مذہب اختیار کر لیا۔

نوبختی لکھتے ہیں کہ:

"دو گروہوں کے احمد بن موسیٰ کی امامت کے قائل ہونے اور باقی گروہوں کے امامت سے منحرف ہو جانے کی وجہ یہ تھی کہ امام علی رضاؒ کے وصال کے وقت ان کے صاحبزادے سات سال کے

تھے۔ ان لوگوں نے کہا کہ امام بالغ ہونا چاہیے۔ نابالغ کی امامت کیسے صحیح ہو سکتی ہے؟ اگر نابالغ کو امام مانا جائے تو لازم آئے گا کہ نابالغ بچہ مکلف ہو۔ حالانکہ نابالغ بچہ نہ مکلف ہو سکتا ہے نہ لوگوں کے درمیان فیصلے کر سکتا ہے' نہ شریعت کو پورا سمجھ سکتا ہے' نہ اس کی تعلیم دے سکتا ہے"۔

("فرق الشیعہ"' ص ۱۲۸)

امام محمد جواد بن علی رضا بن موسیٰ کاظمؒ کا وصول ۲۲۰ھ میں ہوا۔ نوبختی لکھتے ہیں کہ ان کے بعد امامت کا کوئی جھگڑا کھڑا نہیں ہوا۔ بلکہ جو لوگ ان کی امامت کے قائل تھے' ان کے بعد ان کے صاحب زادے علیؒ ہادی بن محمدؒ جواد بن علی رضا کے حلقہ بگوش ہو گئے (حضرت کی ولادت ۲۱۴ھ میں ہوئی تھی اور وہ والد بزرگوار کی وفات کے وقت شش سالہ تھے) البتہ چند لوگ ان کے بھائی موسیٰ بن محمد کی امامت کے قائل ہوئے۔ تاہم کچھ عرصہ کے بعد (غالباً جب حضرت علی بن محمد سن بلوغ کو پہنچے ہوں گے) موسیٰ بن محمد کی امامت سے منحرف ہو کر ان کی امامت کے گرویدہ ہو گئے۔ یہ دوسرا موقع تھا کہ شیعہ (بامر مجبوری) چھ سال کے نابالغ بچے کی امامت کے قائل ہوئے۔

آٹھواں اختلاف

امام علی ہادی کا وصال ۲۵۴ھ میں ہوا۔ ان کے بعد پھر امامت میں اختلاف ہوا۔

۱۔ ان کے مریدوں کا ایک گروہ محمد بن بشیر نمیری نامی ایک شخص کی نبوت پر ایمان لے آیا۔ یہ ایک ملحد شخص تھا اور اس نے محارم کے ساتھ نکاح اور مردوں کے ساتھ ہم جنس پرستی کو حلال قرار دے دیا تھا۔

۲۔ ایک گروہ امام علی ہادی کے صاحب زادہ محمد بن علی کی امامت کا

قائل ہوا۔ جن کا انتقال والد بزرگوار کی زندگی میں ہو گیا تھا۔ ان لوگوں کا کہنا تھا کہ محمد بن علی مرے نہیں کیونکہ ان کے والد بزرگوار نے ان کو امامت کے لیے نامزد کیا تھا اور اپنے مریدوں کو بتایا تھا کہ ان کے بعد امام محمد بن علی ہوں گے۔ امام جھوٹ تو نہیں بولتے۔ لہٰذا یہی کہا جاسکتا ہے کہ ان کے والد بزرگوار نے دشمنوں کے اندیشے کی بنا پر ان کو غائب کر دیا اور وہی امام مہدی ہیں۔

("فرق الشیعہ" ص ۱۳۷)

۳۔ ایک گروہ نے امام علی بن محمد کے بعد ان کے صاحب زادے امام حسن عسکریؒ کو امام قرار دیا۔

۴۔ اور کچھ لوگ امام حسن کے بھائی جعفر بن علی کی امامت کے قائل ہوئے۔ ان کا کہنا تھا کہ امام علی نے اپنے صاحب زادہ محمد کی وفات کے بعد اپنے دوسرے صاحب زادہ جعفر کو امامت کے لیے نامزد کیا تھا۔

("فرق الشیعہ" ص ۱۳۸)

امام حسن عسکری پر اختلاف

سب سے زیادہ ہولناک اختلاف امام حسن بن علیؒ عسکری کی وفات پر رونما ہوا۔ امام موصوف کی ولادت ۲۳۲ھ میں ہوئی تھی اور وفات شب جمعہ ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ کو ۲۸ سال کی عمر میں ہوئی۔ نوبختی لکھتے ہیں:

"بمرد وازوے نشانے باز نہ ماند، چوں در ظاہر فرزندے از ونیافتند میراث او درمیان برادرش جعفر ومادرش تقسیم کردند"۔

("فرق الشیعہ" ۱۳۹)

امام حسن عسکری کی اولاد ہی نہ تھی---- شیعہ مصنف کا اعتراف

ترجمہ: ”امام حسن عسکریؒ کا انتقال ہوا تو ان کا کوئی نشانہ باقی نہ رہا۔ جب لوگوں نے ظاہر میں ان کا کوئی لڑکا نہ پایا تو ناچار ان کی وراثت ان کی والدہ اور ان کے بھائی جعفر کے درمیان تقسیم کر دی“۔

بہرحال امام حسن عسکری کے بعد ان کے مریدوں میں شدید اختلاف ہوا۔ نوبختی لکھتے ہیں کہ ان کے مرید:

برچہار دہ دستہ شدند“

(”فرق الشیعہ“ ص۳۹)

یعنی ان کے چودہ فرقے ہوگئے۔ ان کی تفصیل نوبختی کے رسالہ میں دیکھ لی جائے۔ خلاصہ یہ کہ ایک فرقہ نے ان کے بھائی امام جعفر کو امام مانا۔ ایک فرقہ نے کہا کہ امام حسن عسکریؒ مرے نہیں، بلکہ روپوش ہوگئے ہیں۔ وہ دوبارہ آئیں گے کیونکہ وہی مہدی قائم ہیں۔ بعض نے کہا مرتو گئے ہیں مگر دوبارہ زندہ ہوں گے۔ کیونکہ وہی مہدی قائم ہیں۔ بعض نے کہا حسن اور جعفر دونوں بھائیوں کا دعوٰی غلط تھا۔ امامت ان کے باپ پر ختم ہوگئی وغیرہ وغیرہ۔

ان چودہ فرقوں میں سب سے زیادہ دلچسپ موقف ان لوگوں کا تھا، جو اس بات کے قائل ہوئے کہ امام حسن عسکری کا ایک بیٹا تھا جو ۲۵۴ھ یا ۲۵۶ھ میں پیدا ہوا تھا۔ اس کی ولادت کو لوگوں سے مخفی رکھا گیا تھا۔ یہ صاحب زادے چار پانچ سال کی عمر میں اپنے والد کے انتقال سے دس دن پہلے اپنے شہر (سرمن رای) کے ایک غار میں جا چھپے اور وہ تمام چیزیں جو امامت کے لوازم ہیں اور حضرت علیؓ سے لے کر ہر امام کے پاس رہا کرتی تھیں اور

آخر میں امام حسن عسکریؒ کے پاس تھیں (مثلاً حضرت علیؓ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن، قدیم آسمانی کتابیں، توریت، انجیل، زبور اور دیگر انبیاء کے صحائف، مصحف فاطمہ، جعفر احمر، جفر ابیض، ستر گز کا الجامعہ" نامی صحیفہ، انبیاء سابقین کے معجزانہ تبرکات مثلاً عصائے موسیٰ، قمیص آدم اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری وغیرہ وغیرہ) ان تمام چیزوں کا پشتارہ بھی ساتھ لے گئے۔

یہ تھا مشکلات کا وہ پہاڑ جس کو عبور کرنا امامیہ کے لیے ناممکن ہو گیا اور انہیں ان کے غائب ہو جانے کا اعلان کرنا پڑا۔ انہی مشکلات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انہوں نے لکھا تھا:

> "شیعہ مذہب کا نظریہ امامت" چونکہ فطری طور پر غلط تھا، اس لیے شیعہ مذہب بھی اس کا بوجھ زیادہ دیر تک نہ اٹھا سکا۔ بلکہ اس نے اماموں کا سلسلہ بارھویں امام پر ختم کر کے اسے ۲۶۰ھ میں کسی نامعلوم غار (سر من رای کے غار) میں ہمیشہ کے لیے غائب کر دیا"۔

شیعہ کے عقیدہ امام مهدی پر غور کی دعوت

بازگشت

اب یہاں تھوڑی دیر ٹھہر کر مسئلہ امامت اور عقیدۂ مہدی پر غور کیجئے تو مندرجہ بالا تفصیل سے ہم چند اہم نتائج پر پہنچتے ہیں۔

اول امامیہ کا دعویٰ ہے کہ امامت نص پر موقوف ہے اور بڑی بلند آہنگی سے یہ کہا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت امیر المومنینؓ پر اور آپ کی نسل میں سے گیارہ اماموں پر یکے بعد دیگرے نص فرمائی تھی لیکن شروع سے آخر تک شیعہ امامت میں جو اختلافات رہے (اور جن کی طرف اوپر مختصر

اشارہ کیا گیا ہے) ان کو سامنے رکھ کر انصاف کیجئے کہ اگر بارہ اماموں پر نام بنام نص ہوتی تو کیا یہ اختلافات رونما ہوتے؟ کیا ہر امام کی وفات پر نئے سرے سے ہنگامہ برپا ہوتا؟ حضرات صحابہ کرامؓ کو تو جو جی چاہے کہہ لیجئے لیکن بعد کے اختلافات تو خود شیعوں میں نہیں بلکہ خود اہل بیتؓ کے درمیان اور اولاد آئمہ میں پیدا ہوئے تھے؟ سوال یہ ہے کہ نص کی موجودگی میں یہ اختلافات کیوں ہوئے؟ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو فہم و انصاف عطا فرمایا ہو تو مندرجہ بالا تفصیل کو سامنے رکھ کر بڑی آسانی سے یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ بارہ اماموں کا تصور اور بارھویں امام کے بارے میں نص صریح کا دعویٰ محض ایک خود تراشیدہ کہانی ہے، جسے خود غرض لوگوں نے گھڑ کر ان بزرگوں سے منسوب کر دیا ہے۔ اس کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس "عقیدۂ امامت" سے آشنا تھے اور نہ ان کی ذریات طیبات کو اس کی خبر تھی۔ یہ خود غرض لوگ خود ہی جس کو چاہتے تھے، امام بنا لیتے تھے اور جس کو چاہتے تھے، امامت سے برطرف کر دیتے تھے۔

دوم آخری زمانے میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کا پیدا ہونا برحق ہے۔ لیکن بھولے بھالے لوگوں کو ہمیشہ مہدی کے نام پر مبتلائے فریب کیا گیا اور ان کو عجوبہ پسندی اور توہم پرستی کا خوگر بنایا گیا۔ گزشتہ تفصیل سے آپ دیکھ چکے ہیں کہ:

تضادات کا آئینہ

اولاً: مختار بن عبید ثقفی کذاب نے حضرت محمد بن حنفیہؒ کو مہدی آخری الزماں قرار دیا اور ہزاروں شیعہ اس کے دام فریب کا شکار ہوئے۔

ثانیاً: حضرت زید شہیدؒ (شہادت ۱۲۳ھ) نے سب کے سامنے جام شہادت نوش فرمایا لیکن بے شمار لوگوں کو ان کے مہدی قائم ہونے کا یقین دلایا

گیا کہ وہ دوبارہ آئیں گے اور دنیا کو عدل و انصاف سے پر کریں گے۔

ثالثاً: امام محمد نفس زکیہ شہید (شہادت ۱۴۵ھ) کو ان کی شہادت کے باوجود مہدی قرار دیا گیا اور ان کی دوبارہ تشریف آوری کا یقین دلایا گیا۔

رابعاً: امام محمد باقرؒ کا سب کے سامنے انتقال ہوا۔ سب کے سامنے ان کی تکفین و تدفین ہوئی لیکن بہت سے لوگوں نے اس کے باوجود ان کو حی لایموت سمجھا اور ان کے مہدی قائم ہونے کا دعویٰ کیا۔

خامسا: بہت سے لوگوں نے ان کے صاحبزادے حضرت امام جعفر صادقؒ کو (آنکھوں کے سامنے ان کی وفات ہو جانے کے باوجود) مہدی قائم سمجھا۔

سادساً: بہت سے لوگوں نے امام صادقؒ کے صاحب زادے امام اسماعیل کی شکل میں مہدی تلاش کیا۔

سابعاً: ایک گروہ نے امام صادقؒ کے دوسرے صاحب زادے امام زکریا کو مہدی قائم تصور کیا۔

ثامنیاً: ایک گروہ نے امام موسیٰ کاظمؒ کے بارے میں یہ عقیدہ پیش کیا کہ وہ (مرنے کے باوجود) مرے نہیں بلکہ روپوش ہو گئے ہیں اور وہی مہدی قائم ہیں۔

تاسعا: ایک گروہ نے امام حسن عسکریؒ کے بارے میں یہ عقیدہ پیش کیا کہ وہ روپوش ہو گئے ہیں اور وہی مہدی قائم ہیں۔

عاشرا: ایک گروہ نے امام حسن عسکریؒ کی طرف ایک بے نام و نشان بیٹا منسوب کر کے دعویٰ کیا کہ یہ صاحبزادہ صاحب لوگوں سے نظریں بچا کر روپوش ہو گئے ہیں اور وہی مہدی قائم ہیں۔

الغرض اول سے آخر تک غور کرو۔ شیعوں کے یہاں مہدی کے بارے میں عجوبہ پسندی اور توہم پرستی کا عجیب طرفہ تماشا نظر آئے گا۔ گویا ہمیشہ سے "امام غائب" کا تصور قائم رہا اور شیعہ کے مزاج میں یہ بات پختہ تر ہوتی

چلی گئی کہ "امام غائب" کے بارے میں خواہ کیسی ہی خلاف مشاہدہ اور خلاف عقل بات کہی جائے' وہ اس کو ماننے کے لیے تیار رہا کرتے تھے۔ بارہویں امام کی غیبت کا افسانہ بھی اسی خلاف عقل و خلاف عقیدہ توہم پرستی کی ایک مثال ہے۔

تاریخی شہادتیں یہ ہیں کہ امام حسن عسکریؒ لاولد فوت ہوئے۔ ان کی وراثت کا معاملہ باقاعدہ عدالت میں گیا۔ عدالت نے ان کے وارثوں کی تحقیق و تفتیش کی اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ ان کا کوئی صاحب زادہ نہیں تو عدالت نے ان کی وراثت ان کی والدہ اور بھائی کے درمیان تقسیم کر دی۔ اصول کافی میں ہے:

فان الامر عندا السلطان--- ان ابا محمد قضی ولم یخلف ولدا وقسم میراثه۔

("اصول کافی" ص ۳۳۰' ج ۱)

ترجمہ: "جو چیز حکومت کو محقق ہوئی وہ یہ ہے کہ امام حسن عسکریؒ لاولد فوت ہوئے اور اس بنا پر ان کی میراث ان کے وارثوں پر تقسیم کر دی گئی"۔

امام غائب اور امام حجت کے بارے میں دیگر معلومات

بہت سیدھی سی بات ہے کہ دو مردوں کی یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی عدالت میں پیش کر دی جاتی کہ امام حسن عسکریؒ لاولد فوت نہیں ہوئے بلکہ ان کے صاحبزادے موجود ہیں تو عدالت کے لیے یہ فیصلہ ممکن نہ ہوتا۔ سوال یہ ہے کہ جو لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ امام حسن عسکریؒ کے "بے نام و نشان" صاحبزادے موجود تھے تو انہوں نے عدالت میں یہ شہادت کیوں پیش نہیں کی؟ کیا ان حضرات کو دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں بھی

شہادت کے لیے نہیں مل سکیں؟ کیا یہ بات دنیا کے عجائبات میں سے نہیں ہے کہ تحقیقاتی عدالت میں امام حسن عسکریؒ کے بیٹے کا ثبوت پیش کرنے کے لیے دو آدمی بھی میسر نہیں آ سکے لیکن یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ جس شخصیت کو یوم پیدائش سے غائب ہونے کے وقت تک عام نظروں نے دیکھا تک نہیں' اور جس کے وجود کی کوئی شہادت عدالت میں پیش نہیں کی جا سکی' وہی پوری دنیا پر قیامت تک کے لیے "اللہ کی حجت" ہیں۔ انصاف کیجئے کیا "اللہ کی حجت" اس طرح قائم ہوا کرتی ہے؟

یاد رہے کہ میں نے شیعوں کے "امام غائب" کے لیے "بے نام و نشان صاحبزادے" کا لفظ اس لیے استعمال کیا ہے کہ ان صاحبزادے کا نام لینا "اثنا عشری قانون" میں ممنوع اور حرام ہے بلکہ ان کا نام لینے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ "اصول کافی" میں ایک مستقل باب ہے "باب النہی عن الاسم" یعنی امام حسن عسکری کے صاحبزادے کا نام لینا ممنوع ہے۔ اس باب میں امام حسن عسکری کے والد بزرگوار کا ارشاد نقل کیا ہے کہ ان صاحبزادے کا نام لینا تمہارے لیے حلال نہیں اور امام صادق سے نقل کیا ہے کہ "ان صاحبزادہ کا جو شخص بھی نام لے گا' وہ کافر ہو جائے گا۔

ابو عبداللہ الصالحی کہتے ہیں کہ ابو محمد (امام حسن عسکریؒ) کے گزرنے کے بعد بعض اصحاب نے مجھ سے اس صاحبزادے کا نام اور جگہ پوچھی (اور میں نے امام غائب کی بارگاہ میں ان کی یہ درخواست پیش کی) تو جواب ملا کہ اگر تم نام بتادو گے تو لوگ اس کا راز فاش کر دیں گے اور اگر ان کو جگہ کا پتہ چل گیا تب تو لوگوں کو پورا پتہ ہی بتادیا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:

علی بن محمد' عن ابی عبداللہ الصالحی قال: سالنی اصحابنا عن ابی محمدؑ ان اسال عن الاسم والمکان فخرج

الجواب: ان دلـتـهم على الاسلام وان عرفوا المكان داوا عليه..

("اصول کافی" ص ۳۴۳، ج۱)

آپ دیکھ رہے ہیں کہ آئمہ کی طرف سے ان صاحبزادے کو "بے نام ونشان" رکھنے کی پوری تاکید کی گئی تھی۔ ان کا نام لینے کو حرام بلکہ کفر فرمایا گیا تھا۔ لیکن عجائبات میں سے ہے کہ شیعہ مصنفین آئمہ کی تعلیم و تلقین کے علی الرغم امام حسن عسکریؒ کی کنیت "ابو محمد" (محمد کا باپ) رکھ کر ان کے صاحبزادے کا نام لیتے ہیں۔ گناہ کی پروا نہیں کرتے' نہ آئمہ کے فتوائے کفر سے ڈرتے ہیں۔ چنانچہ "اصول کافی" میں بھی امام حسن عسکریؒ کو جگہ جگہ "ابو محمد" لکھا ہے۔

ظہور مہدی کے مسئلہ میں ایک مشکل یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ ظہور مہدی کی ایک تاریخ مقرر کر دیتے لیکن لوگ اس موقع پر کوئی نہ کوئی گڑ بڑ کر دیتے۔ لامحالہ اللہ تعالیٰ کو تاریخ بدلنی پڑتی۔ جب چند بار ایسا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ناراض ہو کر غیر معین عرصہ کے لیے ظہور مہدی کی نعمت لوگوں سے چھین لی۔ چنانچہ شیعہ روایات کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ان کے ظہور کا وقت ۷۰ھ مقرر کیا تھا۔ ۶۱ھ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ جو شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو گئے۔ دوبارہ ان کے ظہور کا وقت ۱۷۰ھ مقرر کیا۔ اب اماموں سے یہ غلطی ہوئی کہ انہوں نے یہ بات اپنے مخلص شیعوں کو بتا دی اور شیعوں نے خوش ہو کر اس راز کو فاش کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ناراض ہو کر اس کو غیر معین عرصہ کے لیے ملتوی کر دیا۔ "اصول کافی" کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

ظہور امام کے بارے میں خدا کو بھول ہو گئی

على بن محمد و محمد بن الحسن عن

سہل بن زیاد و محمد بن یحیی' عن احمد یقول: یا ثابت ان اللہ تبارک وتعالی قد کان وقت ھذا الامر فی السبعین' فلما ان قتل الحسین صلوات اللہ علیہ اشتد غضب اللہ تعالی علی اھل الارض فاخرہ الی اربعین فحدثناکم فاذعتم الحدیث فکشفتم قناع الستر ولم یجعل اللہ لہ بعد ذلک و قال و یمحو اللہ مایشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب۔

("اصول کافی" ص ۳۶۸' ج ۱)

ترجمہ: "ابو حمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ میں نے امام باقرؒ سے سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ اے ثابت! اللہ تعالی نے ظہور مہدی کا وقت ۷۰ھ مقرر کیا تھا۔ جب حضرت حسینؓ شہید ہوئے تو اللہ تعالی کا غصہ اہل زمین پر سخت ہوا۔ پس اس نے اس امر کو ۱۴۰ھ تک موخر کر دیا۔ ہم نے تم کو بتا دیا اور تم نے بات پھیلا دی' پردہ فاش کر دیا۔ اس کے بعد اللہ تعالی نے کوئی وقت مقرر نہیں کیا۔ اللہ تعالی جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے۔ اسی کے پاس ام الکتاب ہے"۔

چند تصریحات

اس روایت سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

۱۔ شیعوں کے امام قائم (مہدی) کی تشریف آوری کسی اور کے حق میں رحمت ہو کہ نہ ہو' مگر شیعوں کے حق میں تو یقیناً رحمت ہی ہو گی۔ پھر نہ معلوم

اللہ تعالیٰ نے ان کی تشریف آوری کا طے شدہ وقت کیوں بدل دیا؟ اگر حضرت حسینؓ کی شہادت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو غصہ آیا ہوتا تو امام قائم کو ۷۰ھ کی جگہ ۶۱ھ میں بھیج کر حضرت حسینؓ کا انتقام لینا چاہیے تھا۔ نہ یہ کہ قائم آل محمدؑ کے ظہور کو مزید ملتوی کر دیا جاتا۔ اس کی وجہ شاید یہ ہوگی کہ کوفہ کے بے وفا شیعوں نے خطوط کے بورے بھیج کر حضرت حسینؓ کو کوفہ طلب کیا اور جب حضرت امامؓ ان کی تحریک پر عازم کوفہ ہوئے تو انہوں نے طوطا چشمی کا مظاہرہ کیا اور امامؓ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور وہ بے کسی و بے بسی کے عالم میں اپنے کنبہ سمیت شہید ہو گئے۔ ایسے غدار، طوطا چشم اور بے وفا شیعوں سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو گئے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے اس لائق نہ سمجھا کہ انہیں امام قائم کی نعمت سے سرفراز کیا جائے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کو امام قائم کے بارے میں دو مرتبہ "بدا" ہوا اور اس کو بھیجنے کا دوبارہ وعدہ کر کے اس کے خلاف کیا۔ حالانکہ وعدہ خلافی ایک ایسا عیب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ قرآن مجید میں ان اللہ لا یخلف المیعاد کئی جگہ وارد ہے یعنی اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ نیز وعدہ خلافی جھوٹ ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ شیعوں کا مذہب عجیب ہے کہ امام کو معصوم کہتے ہیں اور خدا کو جھوٹ میں ملوث کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ۔۔ استغفر اللہ۔

۳۔ پھر خدا کو کوئی ایسی مجبوری بھی نہیں تھی کہ خواہی نخواہی اس کو وعدہ خلافی کرنا پڑتی۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی اماموں کو "قائم آل محمد" کے ظہور کا وقت نہ بتایا تاکہ وعدہ کی خلاف ورزی نہ کرنی پڑتی اور اگر وعدہ کر ہی لیا تھا تو شیعوں سے غصہ ہو کر اس کو ٹالنا اس کے لطف کے خلاف تھا اور لطف علی اللہ، امامیہ کے نزدیک واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے واجب کا بھی لحاظ نہ رکھا۔

۴۔ اور جو وعدہ دو بار ٹالا جاچکا اس کا کیا اعتبار کہ وہ ضرور پورا ہی ہوگا۔ روایت سے یہ پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس وعدہ کو مٹا ہی دیا۔ چنانچہ امامؒ نے جو آیت پڑھی اس کا یہی مطلب ہے اور اس وعدہ کو مٹا دینے کی ایک دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گیارہویں امامؒ کو لاولد اٹھالیا اور امام قائم کا نام لینے کی بھی ممانعت فرمادی تاکہ لوگ انتظار میں نہ رہیں۔ بہرحال یہ وعدہ اللہ تعالیٰ نے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ منسوخ ہی کر دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ جب اکابر آئمہ کے شیعوں کی غداری و بے وفائی کا یہ عالم ہے کہ اپنی آنکھوں کے سامنے سبط رسول ﷺ و جگر گوشہ بتولؓ کو شہید ہوتا دیکھتے ہیں اور ٹس سے مس نہیں ہوتے تو شر القرون کے شیعوں کا کیا اعتبار؟ لہٰذا قرین مصلحت یہی ہے کہ ظہور مہدی کے قصہ کو ہمیشہ کے لیے ختم ہی کر دیا جائے۔ ورنہ ایسا نہ ہو کہ امام حسینؓ کی طرح امام مہدی بھی ان کی بے وفائی کا نشانہ بن جائیں۔ بہرحال اوپر کی حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ آیت شریفہ (اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے) کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ظہور مہدی کو منسوخ ہی کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اب تک نہیں آئے اور میری پیش گوئی یاد رکھئے کہ شیعہ حضرات جس نامعلوم شخصیت کو "قائم آل محمد ﷺ" کہتے ہیں وہ قیامت تک نہیں آئے گی۔ ہاں! اہل سنت کے مسلمہ امام مہدیؓ انشاء اللہ اپنے وقت پر تشریف لائیں گے۔

اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شیعہ عقیدہ کے مطابق آئمہ کو تو "ماکان و مایکون کی ہر لحظہ خبر رہتی ہے--- لیکن اللہ تعالیٰ کو---- نعوذ باللہ---- واقعات کی ترتیب بھی یاد نہیں رہتی اور واقعات کا قبل از وقوع علم بھی نہیں ہوتا۔ اگر اس کو پہلے سے معلوم ہوتا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ ۶۱ھ میں شہید ہوں گے اور ان کے شہادت کی وجہ سے ظہور قائم کا وقت بدلنا پڑے گا۔ یا اسے یہ معلوم ہوتا کہ آئمہ یہ راز اپنے شیعوں کے پاس اگل دیں

گے اور شیعہ اس راز کو ساری دنیا میں مشہور کر دیں گے تو اللہ تعالیٰ ظہور قائم آل محمد کا وقت ہی مقرر نہ کرتا.... استغفراللہ..

اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بارہ اماموں کی تجویز خدا و رسول کی طرف سے نہیں' ورنہ یہ کیسے ممکن ہوتا کہ اللہ تعالیٰ قائم آل محمدؒ کا ظہور وقت ۷۰ھ یا ۱۴۰ھ مقرر فرماتے۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوگا کہ ۷۰ھ کا زمانہ امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۴ھ) کی امامت کا زمانہ ہے اور ۱۴۰ھ امام جعفرؒ کی امامت کا دور ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنی تجویز کے مطابق قائم آل محمدؒ کو ۷۰ھ یا ۱۴۰ھ میں بھیج دیتا تو بارہ اماموں کا سلسلہ دھرے کا دھرا رہ جاتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بارہ اماموں کا سلسلہ منجانب اللہ نہیں بلکہ لوگوں کی اپنی تصنیف ہے۔

سلسلہ امامت میں ایک الجھن یہ پیش آئی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امام زادے کو امامت کے لیے نامزد کیا جاتا تھا۔ لیکن قضاو قدر کے فیصلہ کے مطابق اس کی موت امام کے سامنے ہو جاتی۔ ناچار اللہ تعالیٰ کو فیصلہ بدلنا پڑتا اور اس کی جگہ دوسرے امام زادے کو امامت کے لیے نامزد کیا جاتا۔ اس قسم کا حادثہ دو مرتبہ پیش آیا۔ پہلی مرتبہ حضرت امام جعفرؒ کے زمانے میں کہ ان کے بڑے صاحبزادے اسماعیلؒ کو امامت کے لیے نامزد کیا گیا تھا لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ان صاحبزادہ کا انتقال امام جعفرؒ کی زندگی میں ہوگیا۔ لامحالہ اللہ تعالیٰ کو فیصلہ بدلنا پڑا اور ان کی جگہ دوسرے صاحبزادے کو امامت کے لیے نامزد کیا گیا۔

بداء کے بارے میں اصول کافی کی روایت

دوسری مرتبہ حسن عسکریؒ کے والد بزرگوار امام علی نقیؒ کے زمانے میں یہ حادثہ پیش آیا۔ پہلے ان کے بڑے صاحبزادے محمد کو امامت کے لیے

نامزد کیا گیا تھا کہ ناگاہ ان کا انتقال والد کی زندگی میں ہو گیا۔ ناچار ان کی جگہ دوسرے صاحب زادے امام حسن عسکریؒ کو امامت کے لیے نامزد کرنا پڑا۔
اصول کافی میں ہے:

۱۰---علی بن محمد عن اسحاق بن محمد، عن ابی هاشم الجعفری قال: کنت عند محمد ابی الحسن بعد مامضی ابنه ابو جعفر و انی لافکر فی نفسی اریدان اقول کانهما اعنی ابا جعفروابا محمد فی هذا الوقت کابی الحسن موسی واسماعیل ابن جعفرابن محمد وان قصتهما کقصتهما اذ کان ابو محمد المرجی بعد ابی جعفر فاقبل علی ابو الحسن قبل ان انطق فقال: نعم یااباهاشم بدالله فی ابی محمد جعفر مالم یکن یعرف له، کما بداله فی موسی بعد موت اسماعیل کشف به عن حاله وهو کماحدثتک نفسک وان کره المبطلون، و ابو محمد من بعدی عنده علم ما یحتاج الیه ومعه آله الامامه

("اصول کافی" ص ۳۲۷، ج ۱)

ترجمہ: "ابوہاشم جعفری کہتے ہیں کہ میں امام ابوالحسن (علی نقی) کے پاس تھا، جب ان کے لڑکے ابو جعفر (محمد) کا انتقال ہوا۔ میں اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ اس وقت (امام علی نقی کے دونوں صاحب زادوں) ابو جعفر اور ابو محمد کا وہی قصہ ہوا جو امام جعفر کے

دونوں بیٹوں موسیٰ اور اسماعیل کا ہوا تھا کیونکہ (اسماعیل کے بجائے موسیٰ کو امام بنانا پڑا اسی طرح) اب ابو جعفر کے بجائے ابو محمد کو امام تجویز کیا گیا۔ امام ابوالحسن (علی نقی) میرے بولنے سے پہلے ہی میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "ہاں! اے ابو ہاشم! ابو جعفر کے فوت ہونے کے بعد اب ابو محمد کے بارے میں اللہ کی رائے وہ ہو گئی ہے جو پہلے اس کے لیے معروف نہیں تھی جیسا کہ اسماعیل کے فوت ہونے کے بعد اللہ کی رائے موسیٰ کے بارے میں ہو گئی جس کی وجہ سے اس کا حال کھل گیا۔ قصہ وہی ہے جیسا کہ تمہارے دل میں خیال آیا۔ خواہ باطل پرستوں کو ناگوار ہو، میرا بیٹا ابو محمد میرا جانشین ہو گا۔ اس کے پاس بقدر ضرورت علم بھی ہے اور آلات امامت بھی"۔

دوسری روایت میں ہے:

نمط: سعد بن ابی هاشم الجعفری قال: کنت عند ابی الحسن العسکری علیه السلام وقت وفات ابنه: ابی جعفر، وقد کان اشار الیه ودل علیه، وانی لافکر فی نفسی و اقول هذه قصه ابی ابراهیم وقصه اسماعیل فاقبل علی ابوالحسن وقال: نعم یا اباهاشم بدالله فی ابی جعفر وجعل مکانه ابامحمد کما بداله فی اسماعیل بعد علیه ابو عبدالله ونصبه، وهو کما حدثتک نفسک وان کره المبطلون۔

("بحار الانوار" ص ۴۲۱، ج ۵۰)

ترجمہ: "امام علی نقیؒ نے اپنے بیٹے ابو جعفر کو اپنے بعد امام بنایا تھا اور لوگوں کو ان کی طرف رہنمائی کی تھی لیکن ابو جعفر (کا انتقال باپ کی زندگی میں ہو گیا میں ان کے) کے انتقال کے وقت امام علی نقیؒ کے پاس بیٹھا سوچ رہا تھا کہ یہ تو وہی قصہ ہوا کہ پہلے اسماعیل کو امام بنایا گیا تھا پھر اس کی جگہ موسیٰ کاظم کو امام بنایا گیا۔ امام میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ہاں! ابو ہاشم! اللہ تعالیٰ کو ابو جعفر کے بارے میں بدا ہو گیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رائے بدل گئی اور ان کی جگہ ابو محمد کو امام بنا دیا۔ جیسا کہ اسماعیل کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی رائے بدل گئی تھی حالانکہ امام صادقؒ نے اسماعیل کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ بات وہی ہے جو تمہارے دل میں گزری' اگرچہ باطل پرستوں کو ناگوار ہو"۔

حضرات امامیہ بارگاہ امامی میں یہ گستاخی نہیں کر سکتے تھے کہ حضرت امامؒ نے پہلے ایک صاجزادے کے بارے میں یہ توقع کی تھی کہ وہ ان کے بعد تک جئیں گے اس لیے ان کو اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ لیکن قضا و قدر کے فیصلے کے تحت ان صاجزادے کا انتقال والد کی زندگی میں ہو گیا تو مجبوراً حضرت امام کو اپنا دوسرا بیٹا نامزد کرنا پڑا۔

اگر ایسا گستاخانہ خیال کیا جاتا تو ایک امام کے منصوص من اللہ ہونے کے عقیدہ کی جڑ کٹ جاتی۔ دوسرے یہ لازم آتا کہ امام "ماکان و مایکون" کے عالم نہیں ہوتے۔ تیسرے امام کی طرف خطا کی نسبت لازم آتی۔ جب کہ امام ہر خطا سے معصوم ہوتے ہیں۔ اس لیے حضرات امامیہ کو یہ بات سہل نظر آئی کہ امام کے بجائے اس تبدیلی کا ذمہ دار خدا کو ٹھہرایا جائے۔ نعوذ باللہ---- لیکن اس میں یہ مشکل ضرور پیش آئے گی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امام کے نام کی ایک تختی بھی تو نازل کی گئی تھی جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس

محفوظ تھی اور جس کا پورا متن "اصول کافی"، ص ۵۲۷، جلد ۱ میں نقل کیا گیا ہے۔ اس تختی کے نازل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی رائے کیسے بدل گئی؟ غالباً اس تختی کی دوبارہ تصحیح کی گئی ہو گی۔

سلسلہ امامت میں ایک مشکل یہ پیش آتی تھی کہ جس امام زادے کو امامت کے لیے نامزد کیا جاتا، اس کے والد کا انتقال اس کی نابالغی کے زمانے میں ہو جاتا۔ اس قسم کا حادثہ تین مرتبہ پیش آیا:

چند شہ پارے

۱۔ پہلے گزر چکا ہے جب ۲۰۳ھ میں امام علی رضا بن موسیٰ کاظم کا انتقال ہوا تو ان کے صاحبزادے امام محمد بن علی (المعروف بہ "امام جواد") کی عمر سات آٹھ سال کی تھی۔ ان کی پیدائش ۱۹۵ء میں ہوئی تھی۔

۲۔ پھر امام جواد کا ۲۲۰ھ میں انتقال ہوا تو ان کے صاحبزادے امام علی نقی کی عمر ۶ سال کی تھی۔ ان کی ولادت رجب ۲۱۴ھ کی ہے۔

۳۔ تاریخی شواہد کے خلاف حضرات امامیہ کا دعویٰ ہے کہ امام حسن عسکریؒ کی وفات (۲۶۰ھ) کے وقت ان کا ایک بے نام و نشان صاحبزادہ چار پانچ سال کا تھا، جو ان کی وفات سے چند دن پہلے روپوش ہو گیا تھا۔ اب قیامت تک کے لیے وہی امام ہے۔

اہل عقل جانتے ہیں کہ بچہ مکلف نہیں۔ شریعت نے اس کو مرفوع القلم ٹھہرایا ہے اور دنیا کی کسی عدالت میں بچے کی شہادت معتبر نہیں۔ عقل کا فتویٰ یہ ہے کہ اگر یہ سلسلہ امامت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس بات کا بھی انتظام فرماتے کہ جب تک امام کا بیٹا بالغ نہ ہو جائے تب تک امام کو دنیا سے نہ اٹھایا جائے۔ تاکہ امام کا جانشین بالغ ہو، نابالغ بچہ نہ ہو۔ لیکن عقل و شرع کے خلاف حضرات امامیہ نابالغ بچوں کی امامت کے قائل ہیں اور اس

کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ ---- بہر حال جب حضرات امامیہ کے بقول اللہ تعالیٰ کی رائے بدل جاتی ہے اور وہ ایک شخص کو امام بنا کر اسے موت سے نہیں بچاتے بلکہ دوسرے کو امام بنا دیتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ-- نعوذ باللہ--- نابالغوں کو ساری دنیا کا امام بنانے سے بھی دریغ نہیں فرماتے تو بہت ممکن تھا کہ بارہویں امام کے بعد بھی خدا کی رائے بدل جاتی اور امام کا انتقال نابالغی میں ہو جاتا تو بڑی پریشانی لاحق ہوتی کہ اس نابالغ کے بعد اب امامت کا تاج کس کے سر پر رکھا جائے؟ اس لیے قرین مصلحت یہی تھا کہ امام کو غائب کر دیا جائے اور اس کا زمانہ قیامت تک پھیلا دیا جائے تاکہ نہ کسی کو امام کے بارے میں کچھ خبر ہو نہ لب کشائی کر سکے کہ آیا وہ زندہ بھی ہیں یا نہیں؟ اور نہ بارھویں امام کے بعد کسی اور امام کو تلاش کرنے کی زحمت اٹھانی پڑے۔

امامت کا سلسلہ ۲۶۰ھ تک تو ظاہری طور پر چلتا رہا۔ ۲۶۰ھ کے بعد بارھویں امام روپوش ہو گئے۔ پہلے غیبت صغریٰ رہی، جس میں امام کے خصوصی سفیروں کو بارگاہ امامی میں باریابی کا شرف حاصل ہوتا تھا۔ یہ سلسلہ ۳۲۹ھ تک جاری رہا۔ بعد میں لوگوں کو خبر ہو گئی۔ حکومت کی طرف سے تحقیق و تفتیش شروع ہوئی تو "غیبت کبریٰ" کا اعلان کر دیا گیا۔ یعنی اب کوئی شخص امام الزماں سے رابطہ قائم نہیں کر سکتا۔ مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ العالی نے "ایرانی انقلاب" میں امام قائم الزمان کی ان دونوں غیبتوں کا بہت اچھا خلاصہ ذکر کیا ہے۔ اس کو ان ہی کے الفاظ میں پڑھ لیا جائے۔

مولانا منظور احمد نعمانی کی تصریح

"امام آخرالزماں کی غیبت صغریٰ اور کبریٰ

"اختصار اور اجمال کے ساتھ یہ بات پہلے بھی ذکر کی جاچکی ہے کہ بارہویں امام صاحب الزماں (امام غائب) کی اس غیبت کے بعد بعض "باکمال" شیعہ صاحبان نے اپنے عوام کو بتلایا اور باور کرایا کہ "صاحب الزماں" کے پاس رازدارانہ طور پر ان کی آمد و رفت ہے اور وہ گویا ان کے سفیر اور خصوصی ایجنٹ ہیں (یکے بعد دیگرے چار حضرات نے یہ دعویٰ کیا--- ان میں آخری علی بن محمد سیمری تھے جن کا انتقال ۳۲۹ھ میں ہوا) سادہ دل شیعہ صاحبان، صاحب الزمان (امام غائب) تک پہنچانے کی لیے ان حضرات کو خطوط اور درخواستیں اور طرح طرح کے قیمتی ہدیے تحفے دیتے تھے اور یہ امام صاحب الزماں کی طرف سے ان کے جوابات لا کر دیتے تھے جن پر امام صاحب کی مہر ہوتی تھی۔ یہ سارا کاروبار انتہائی رازداری سے ہوتا تھا۔

رہا یہ سوال کہ اصلیت اور حقیقت کیا تھی؟ تو ہمارا خیال ہے کہ ہر وہ شخص جس کو اللہ نے فراست اور بصیرت کا کچھ حصہ عطا فرمایا ہے، یہی سمجھے گا کہ یہ ان ہوشیار اور چالاک لوگوں کا کاروبار تھا جو اپنے کو امام غائب کا سفیر بتلاتے تھے---- لیکن شیعہ صاحبان اور ان کے حضرات علماء و مجتہدین کے نزدیک بھی وہ خطوط و مراسلات جو ان سفیروں نے صاحب الزماں (امام غائب) کے بتلا کر لوگوں کو دیئے، وہ امام معصوم کے ارشادات اور دینی حجت ہیں اور ان کی کتب حدیث و روایات میں اسی حیثیت سے جمع کیے گئے ہیں۔ ان کا اچھا خاصا ذخیرہ "احتجاج طبرسی" کے آخری صفحات میں بھی دیکھا

جاسکتا ہے۔ جناب خمینی صاحب نے بھی اپنی کتاب "الحکومتہ الاسلامیہ" میں دینی حجت ہی کی حیثیت سے ان کا ذکر کیا ہے اور اپنے خاص نظریے "ولایت فقیہ" پر ان سے استدلال بھی کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو "الحکومتہ الاسلامیہ" ص۷۶-۷۷) یہ بات پہلے بھی ذکر کی جاچکی ہے کہ شیعہ حضرات کی روایات اور کتابوں میں اس زمانے کو جب (ان کے عقیدہ کے مطابق) سفارت کا یہ سلسلہ چل رہا تھا' "غیبت صغریٰ" کا زمانہ کہا جاتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ یہ سفارتی کاروبار جو انتہائی رازداری کے ساتھ چل رہا تھا' اس وقت ختم ہوا جب حکام وقت کو اس کی اطلاع ہوئی اور ان کی طرف سے اس کی تحقیق و تفتیش شروع ہوئی کہ یہ کون لوگ ہیں جو اس طرح کا فریب دے کر رعایا کے سادہ لوح عوام کو لوٹ رہے ہیں؟ اس کے بعد یہ سلسلہ بند ہوگیا اور مشہور کر دیا گیا کہ اب "غیبت صغریٰ" کا دور ختم ہو کر "غیبت کبریٰ" کا دور شروع ہوگیا اور اب صاحب الزماں کے ظہور تک کسی کا ان سے رابطہ قائم نہ ہوسکے گا اور کسی کی رسائی نہ ہوسکے گی۔ اب بس ان کے ظہور کا انتظار کیا جائے"

("ایرانی انقلاب" ص۱۷۶-۱۷۷)

یہاں جو بات ذکر کرنا چاہتا ہوں' وہ یہ ہے کہ امام کے غائب ہو جانے کے بعد اب حضرات امامیہ بھی امام کے بغیر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ سب کو معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تین زمانوں کو خیر القرون فرمایا ہے یعنی صحابہ کرامؓ کا زمانہ' ان کے بعد تابعین کا دور' ان کے بعد تبع تابعین کا دور۔ حضرات امامیہ نے خیر القرون کے زمانے میں تو امام کے وجود کو ضروری قرار دیا لیکن جب شر القرون کا دور شروع ہوا تو امام کو یک بیک غائب کر دیا۔ اہل

عقل کو غور کرنا چاہیے کہ اگر خیر القرون میں امام کا وجود ضروری تھا تو شر القرون میں اس سے زیادہ ضروری ہونا چاہیے تھا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ خیر القرون میں تو اللہ تعالیٰ پے در پے امام بھیجتا چلا جائے اور جونہی خیر القرون کا دور ختم ہو اور شر القرون کا دور شروع ہو جائے تو اللہ تعالیٰ امام کو یکایک غائب کر دے اور دنیا امام کے بغیر زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائے۔ سوچئے اور سو بار سوچئے کہ کیا یہ امامت کا ڈھونگ محض عہد اول کے مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے تو نہیں رچایا گیا؟

مسلہ امامت میں حضرت علیؓ کے خاندان کی خانہ جنگیوں کا جو خلاصہ اوپر درج کیا گیا ہے' اس کا ایک اور پہلو بھی لائق توجہ ہے۔ وہ یہ کہ حضرت علیؓ کی اولاد کی اکثریت ہمیں شیعوں کے عقیدۂ امامت کی منکر نظر آتی ہے۔ چنانچہ:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد امام زین العابدینؒ کی امامت کا دور آیا تو ان کے چچا حضرت محمد بن حنفیہؒ نے خود اپنی امامت کا دعویٰ کیا اور وہ امام زین العابدینؒ کی امامت کے منکر ہوئے۔ چنانچہ اصول کافی کتاب الامامتہ "باب مایفصل بہ" میں دعویٰ "المحق والمبطل فی الامامہ" میں چچا بھتیجے کا مناظرہ منقول ہے جس میں بالآخر حجر اسود سے فیصلہ طلب کیا گیا۔ ("اصول کافی" ص۳۴۸' ج۱' روایت نمبر۵) لیکن اس فیصلے کے بعد بھی محمد بن حنفیہؒ کی امامت کا ڈنکا بدستور بجتا رہا اور امام زین العابدینؒ کو کوئی نہ پوچھتا تھا جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

۲۔ امام حسن مجتبیٰؒ کی پوری اولاد اثنا عشری عقیدۂ امامت کی منکر تھی۔ چنانچہ عبداللہ بن حسن المحض امام باقر اور امام جعفر کی امامت کے منکر تھے اور وہ اپنے بیٹے "محمد نفس زکیہ" کے حق میں ان سے بیعت لینا چاہتے تھے۔ جیسا کہ "اصول کافی" کے باب مذکور' روایت نمبر۱۷ اور نمبر۱۹ میں مذکور

ہے۔ (دیکھئے "اصول کافی"' ص۳۶۶' ۳۸۵-' جلد ۱)

۳۔ امام زین العابدینؒ کے بعد جب امام باقر کا دور آیا تو ان کے بھائی حضرت زید بن علیؒ نے جو "زید شہید" کے لقب سے معروف ہیں 'امام باقرؒ کی امامت سے انکار کیا اور خود اپنی امامت کا دعویٰ کیا جیسا کہ "اصول کافی" کے اسی باب کی روایت نمبر۱۶ مین ان کا مناظرہ امام باقرؒ کے ساتھ منقول ہے (دیکھئے "اصول کافی"' ص۳۵۶' نیز "اصول کافی" کتاب الامامۃ "باب الاضطرار الی الحجہ" کی روایت نمبر۵ میں ہشام احول کے ساتھ ان کا مناظرہ منقول ہے۔ (دیکھئے "اصول کافی"' ص۱۷۴' جلد ۱)

۴۔ امام جعفر صادقؒ کے پانچ فرزند تھے۔ محمد' اسماعیل' عبداللہ افطح' موسیٰ' علی۔ ان پانچوں نے اپنی اپنی امامت کا دعویٰ کیا اور شیعوں کے علیحدہ علیحدہ فرقے بنے جس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔ بہرحال امام جعفرؒ کی اولاد میں موسیٰ کاظمؒ کی امامت کا کوئی بھی قائل نہ تھا بلکہ امام صادق نے اپنے بڑے بیٹے اسماعیل کی امامت کا تو خود اعلان بھی فرمایا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کو (نعوذ باللہ) بدا ہو گیا اور اس کی رائے بدل گئی اور غریب اسماعیل کی امامت حرف غلط کی طرح مٹادی گئی۔

۵۔ اسی طرح ہر امام کے دور امامت میں اس کے بھائی' بھتیجے اور دیگر اقارب اس کی امامت کے منکر رہا کرتے تھے' حتیٰ کہ امام حسن عسکریؒ کے بھائی جعفر ان کی اور ان کے بیٹے "بے نام مہدی" کی امامت کے بھی منکر تھے۔ اسی بنا پر شیعہ ان کو "جعفر کذاب" کے مقدس لقب سے یاد کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ ہر امام کی امامت کو (سوائے اس کے اہل بیت کے اور دو چار شیعوں کے) خاندان سادات میں سے بھی کسی نے قبول نہیں کیا۔ بلکہ سوائے چند افراد کے سوا اڑھائی صدیوں میں تمام سادات

اور پورا خاندان نبوت مسئلہ امامت کا منکر تھا۔

منکرین امامت کے بارے میں شیعوں کا فتویٰ

میں مسئلہ امامت کی تیسری بحث کے تیسرے عقیدہ میں ذکر کر چکا ہوں کہ امامیہ کے نزدیک امامت کا منکر کافر اور ناری ہے۔ یہاں "اصول کافی" کی دو روایتیں مزید پڑھ لیں:

۲۔ محمد بن یحیی عن عبداللہ بن محمد بن عیسی عن علی بن الحکم، عن ابان الفضیل عن ابی عبداللہؑ قال: من اعدی الامامہ ولیس من اھلھا فھو کافر۔

("اصول کافی" صفحہ ۳۷۲، جلد ۱)

ترجمہ: "فضیل کہتے ہیں کہ امام صادقؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے امامت کا دعویٰ کیا اور وہ اس کا اہل نہیں تھا، وہ کافر ہے"۔

۲۔ الحسین بن محمد، عن معلی بن محمد، عن محمد، عن محمد بن جمہور، عن عبداللہ بن الرحمن عن الحسین بن المختار قال: قلت لابی عبداللہؑ جعلت فداک ویوم سائری الذین کذبوا علی اللہ؟ قال: کل من زعم انہ امام ولیس بامام قلت وان کان فاطمیا علویا؟ قال وان کان فاطمیا علویا۔

("اصول کافی"، ص ۳۷۲، ج ۱)

ترجمہ: "حسین بن مختار کہتے ہیں کہ میں نے امام صادقؒ سے

پوچھا کہ اس آیت کا مصداق کون ہے؟ "اور تم قیامت کے دن دیکھو گے کہ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا ان کے منہ کالے ہوں گے" امام نے فرمایا کہ آیت کا مصداق ہر وہ شخص ہے کہ جس نے امامت کا دعویٰ کیا حالانکہ وہ امام نہیں۔ میں نے کہا "خواہ حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کی اولاد میں سے ہو؟ فرمایا "خواہ حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کی اولاد ہو"۔

گویا شیعہ عقیدہ کے مطابق حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی وہ تمام اولاد جو اس کے خودساختہ عقیدۂ امامت کی منکر تھی، وہ کافر ہے اور قیامت کے دن ان کے منہ کالے ہوں گے۔

اسی پر اکتفا نہیں بلکہ شیعوں کے نزدیک منکرین امامت حرامزادے ہیں۔

کلینی نے "روضہ کافی" کی روایت نمبر ۴۳۱ میں امام باقرؒ کی "حدیث" نقل کی ہے:

۴۳۱-- علی بن محمد عن علی بن العباس عن الحسن بن عبدالرحمن، عالم بن حمید عن ابی حمزہ، عن ابی جعفرؑ قال:..... واللہ یا ابا حمزہ ان الناس کلھم اولاد بغایا ما خلا شیعتنا۔

("روضہ کافی")

ترجمہ: "اللہ کی قسم! اے ابوحمزہ! لوگ سب کے سب بدکار عورتوں کی اولاد ہیں سوائے ہمارے شیعوں کے"۔

علامہ مجلسی کی "بحار الانوار" میں ایک باب کا عنوان ہے:

ان حبھم علیھم السلام علامہ طیب

الولادہ-وبغضھم علامۃ خبث الولادہ-

ترجمہ : "آئمہ سے محبت رکھنا ولادت کے پاک ہونے کی علامت ہے اور ان سے بغض رکھنا ولادت کے ناپاک ہونے کی علامت ہے"۔

اس باب میں ۳۱ روایتیں ذکر کی ہیں جن کا خلاصہ یہی ہے کہ شیعوں کا نسب پاک ہے اور جو لوگ امامت کے منکر ہیں ان کا نسب ناپاک ہے۔

اس سے شیعوں کی اہل بیت سے محبت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ مسئلہ امامت کی آڑ میں تمام صحابہؓ کو تو (سوائے دو چار کے) کافر و ظالم کہتے ہی تھے لیکن اس نظریے کی وجہ سے اب اماموں کی اولاد کو بھی--- نعوذ باللہ --- ولد الحرام قرار دیتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ذرا بھی عقل نصیب فرمائی ہو تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ شیعہ اہل بیت کے کتنے بڑے مخالف ہیں۔

شیعہ کی بنیادی کتابوں کی روشنی میں امام مہدی

(شیعہ کے بارھویں امام) کے ظہور اور وجود کے

تضادات پر چند مزید شواھد

بارھویں امام کے شیعی تصور کے بارے میں چند تضادات کو ہم نے گزشتہ سطور میں مولانا محمد یوسف لدھیانوی کے الفاظ میں ناظرین کے سامنے پیش کیا ہے۔ ان تضادات سے آپ کو یہ معلوم کرنے میں کوئی شبہ نہیں رہا ہو گا کہ عقیدہ امامت اور ظہور مہدی کے بارے میں شیعہ کے آئمہ بھی شک و اضطراب کا شکار رہے ہیں۔ اب ہم آپ کے سامنے اس اضطراب اور تشتت کا آئینہ شیعہ کی اساسی کتب "اصول کافی"" جلاء العیون"" "احتجاج طبرسی" وغیرہ کی روشنی میں پیش کر رہے ہیں۔

الغرض----- اس افسانوی تصور اور دیومالائی شخصیت کے بارے میں شیعوں نے اپنے دعوؤں اور وعدوں کا کتنا خون کیا---- آپ کو خود شیعہ کی زبان اور ان کی بنیادی کتب کی اصل عبارات کے آئینے سے آشکار ہو جائے گا۔

اس سلسلے میں ہم پاکستان کے ممتاز محقق، مصنف، بریلوی عالم دین، حضرت کیلیانوالی پیر افتخار علی شاہ کے حلقہ ارادت کے معتمد اور مستند، متبحر اور یگانہ روزگار شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد علی صاحب لاھوری کے تبصرہ کو نقل کر کے شیعہ کی کتب سے اصل عبارات پیش کریں گے۔

فسوں کاری اور کرشمہ سازی کا آئینہ

وقت کے خلیفہ معتمد نے حسن عسکریؒ کی وفات کے وقت ہر ممکن تدبیر اختیار کی تاکہ ان کے کسی جانشین کا علم ہو سکے۔ یہاں تک کہ حمل کے شبہ کی صورت میں میراث تقسیم کرنے سے روک دی گئی اور پھر یہ شبہ باطل ٹھہرا اور میراث تقسیم ہوئی۔ حسن عسکری کی والدہ ماجدہ جو ایک ولیہ کاملہ تھیں' انہوں نے خلیفہ وقت کے مقرر کردہ قاضی کے سامنے پیش ہو کر اپنے اس بیان کی تصدیق کے طور پر کچھ دلائل پیش کیے کہ مرنے والے امام حسن عسکری کا وصی ان کا بھائی جعفر ہے۔ قاضی نے دلائل اور شواہد کی بنیاد پر اس کو تسلیم کر لیا۔

کیا ایسی نیک بخت اور تقویٰ سے مزین عورت یہ نہ جانتی تھی کہ مرنے والے کا ایک بیٹا ہے جو حقیقت میں ان کی جگہ امام اور وصی ہے اور پھر جب خلیفہ وقت اور اس کے مقرر کردہ آدمیوں نے پوری چھان بین کے بعد فیصلہ کیا کہ حسن عسکری کی کوئی نرینہ اولاد نہیں' حالانکہ وہ اس کھوج میں تھے کہ کہیں سے کوئی اس بارے میں بات ہاتھ آئے۔ ہر طرف سے مایوسی اور امام حسن عسکریؒ کی والدہ کے دعویٰ میں باہم اتفاق تھا۔ تو قاضی نے جناب جعفر کے وصی ہونے کا فیصلہ دے دیا۔ تو معلوم ہوا کہ امام مہدی نہ تو خود ابھی پیدا ہوئے' نہ ہی ان کی والدہ اور والد کا کہیں وجود ہوا ہے۔

بموجب احادیث قرب قیامت ان کا اپنے والدین کے ہاں تولد ہوگا۔ نہ وہ کہیں غائب ہیں' نہ کہیں اس زمانہ میں ان کا وجود۔ اس لیے امام غائب اور امام زمانہ یا صاحب الزمان کے نام سے جو اہل تشیع نے امام مہدی کے لیے گھڑ رکھے ہیں' ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ شیخ چلی کی سی کہانیوں کی طرح یہ بھی ایک افسانہ ہے اور دھوکہ دھی بلکہ دھوکہ خوردنی کا ایک عظیم اور بہت

بڑا سراب ہے، جب پیدا ہی نہیں ہوئے تو غائب کہاں ہو گئے۔

(بحوالہ "عقائد جعفریہ" جلد دوم، ص ۲۱۰)

شیعہ کے امام مہدی کی پیدائش کے بارے میں

طویل مضمون کا خلاصہ

شیعہ مذہب کی اساسی کتاب کی چند اصل عبارات

امام مہدی بچپن میں پردوں میں چھپائے گئے:

اصول کافی میں ہے، علی بن محمد نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد اور حسن نے کہ علی بن ابراہیم نے ۲۷۹ھ میں بیان کیا کہ مجھ سے ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے محمد بن علی بن عبدالرحمٰن بن عبدی نے عبد قیس سے اس نے ضوء بن عجلی سے، اس نے ایک مرد فارسی سے جس کا اس نے نام بتایا کہ میں سامرہ میں امام حسن عسکری کے دروازہ پر آیا۔ آپ نے بغیر میرے اذن طلب کیے مجھے بلایا۔ جب میں داخل ہوا اور سلام کیا تو فرمایا اے فلاں تیرا کیا حال ہے؟ بیٹھ جا۔ پھر آپ نے میرے خاندان کے مردوں اور عورتوں کا حال پوچھا۔ پھر فرمایا تم کس غرض سے آئے ہو۔ میں نے کہا آپ کی خدمت میں رہنے کے لیے۔ فرمایا اچھا تم اس گھر میں رہو چنانچہ میں حضرت کے نوکروں کے ساتھ رہنے لگا۔ میرا کام یہ تھا کہ سودا سلف بازار سے خرید لاتا اور میں بغیر اذن حضرت کی خدمت میں حاضر ہو جاتا تھا۔ جب آپ مردانے حصے میں ہوتے تھے۔ ایک دن میں نے گھر کے اندر حرکت سنی۔ حضرت کی آواز آئی ٹھہر جا۔ یہ سن کر میری ہمت نہ ہوئی کہ باہر نکلوں اور نہ اندر آ سکوں۔ پھر

ایک کنیز نکلی جس کے پاس ایک ڈھکی ہوئی چیز تھی۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا آ جاؤ۔ میں داخل ہوا۔ آپ نے کنیز کو پکارا اور فرمایا:

نہایت مضحکہ خیز روایت

اکشفی عما معک فکشفت عن غلام ابیض حسن الوجه و کشفت عن بطنه فاذا شعر نابت من لبته الی سرته اخضر لیس باسود فقال هذا صاحبکم ثم امرها فعملته فما رایته بعد ذلک حتی مضی ابومحمد فقال ضوء بن علی قلت للفارسی کم کنت تقدر له من السنین قال سنتین قال العبدی فقلت یضوء کم قدرله انت قال اربع عشره سنه قال ابوعلی و ابوعبدالله و نحن نقدر له احدی وعشرین سنه۔

ا) "اصول کافی" جلد اول، ص ۵۱۵، "کتاب الحجہ" باب مولد الصاحب علیہ السلام، مطبوعہ تہران، طبع جدید)

۲) "کتاب الشافعی" ترجمہ "اصول کافی" جلد اول، ص ۶۴۶، "کتاب الحجہ" باب ذکر صاحب امر علیہ السلام، مطبوعہ کراچی)

ترجمہ: "یعنی جو کچھ تیرے پاس ہے، اسے کھول دے۔ اس نے کھولا تو وہ ایک نہایت خوبصورت صاحبزادے تھے۔ فرمایا کہ ان کے شکم کو بھی کھول دو۔ میں نے دیکھا کہ سینہ سے ناف تک سبز بال تھے۔ کالا بال کوئی نہ تھا۔ مجھ سے فرمایا یہ تمہارے امام ہیں۔ اس کے بعد کنیز اٹھا کر لے گئی۔ اس کے بعد میں نے امام کی وفات تک

پھر کبھی ان کو نہ دیکھا۔ ضوء بن علی نے ان سے پوچھا تم نے ان کی عمر کا کیا اندازہ کیا۔ کہا دو سال۔ عبدی نے کہا میں نے ضوء سے پوچھا تمہارا کیا اندازہ ہے۔ کہا چودہ سال اور ابو علی اور ابو عبداللہ نے کہا ہمارا اندازہ اکیس سال ہے۔

اصول کافی کی طویل عبارت سے امام مھدی کا تفصیلی جائزہ:

و لقد ورود علی السلطان و اصحابه فی وقت وفاه الحسن ابن علی ما تجبت منه وما ظننت انه یکون و ذلک انه لما اعتل بعث الی ابی ابن ان ابن الرضا قد اعتل فرکب من ساعته فبادر الی دارالخلافه ثم رجع مستعجلا و معه خمس من خدم امیر المومنین کلهم من ثقاته و خاصته فیهم نحریر فامرهم بالاختلاف الیه و تعاهده صباحا ومساء فلما کان بعد ذلک بیومین او ثلاثته اخیر انه قد ضعف فامر المتطبیین بلزوم داره وبعث الی قاضی القضاه فاحضره مجلسه و امران یختار من اصحابه عشره ممن یوثق به فی دینه و امانته و ورعه فاحضرهم فبعث بهم الی ذار الحسن و امرهم بلزوبه لیلا و نهارا فلم یزالوا هناک حتی توفی علیه السلام فصارت سرمن رای ضجته واحده وبعث السلطان الی داره من

فتشهاو فتش حجرها و ختم على جميع
مافيها وطلبوا اثر ولده وجاوابنساء يعرفن
الحمل فدخلن على جواريه ينظرن اليهن
فذكر بعضهن ان هناك جاريته بها حبل
فجعلت فى حجره ووكل بهانحريرالكادم و
اصحابه ونسوه معهم ثم اخذ وابعد ذلك
فى تهنيئته و عطلت السوق و ركبت بنو
هاشم والقوادوابى وسائرالناس الى جنازته
فكانت سرمن راى يومئذ شبيها بالعيمه
فدما فرغوا من تهنيئته بعث السلطان الى
ابى عيسى ابن المتوكل فامره بالصلوه
عليه فلماوضعت الجنازه للصلوه عليه دنا
ابو عيسى منه فكشف عن وجهه فعرضه
على بنى هاشم من العلويته والعباسيته
القوادوالكتاب والقضاه والمعدلين وقال
هذا الحسن بن على بن محمد بن الرضا
مات حتف انفه على فراشه حضره من حضره
من خدم اميرالمومنين وثقاته فلان وفلان و
من القضاه فلان و فلان و من المتطببين
فلان و فلان ثم غطى وجهه و امربحمله
فحمل من وسط داره ودفن فى البيت الذى
دفن فيه ابوه فلمادفن اخذ السلطان والناس
فى طلب ولده و كثر التفتيش فى المنازل

والدور و توقفوا عن قسمه ميراثه و لم يزل الذين و كلوا بحفظ الجاريته التى توهم الحمل لازمين حتى تبين بطلان الحمل عنهن فلما بطل الحمل عنهن قسم ميراثه بين امه و اخيه جعفر واعدت امه وصيت و ثبت ذلك عند القاضى۔

(ا "اصول کافی" ص ۳۲۵، مطبوعہ نو لکشور، طبع قدیم)

(۲ "اصول کافی" جلد اول، ص ۵۰۴، "کتاب الحجہ" باب مولد ابی محمد الحسن بن علیؑ مطبوعہ تہران، طبع جدید)

حضرت حسن عسکریؒ کے لڑکے کا نہ حمل ثابت ہوا نہ ولادت

ترجمہ : "بے شک تحقیق خلیفہ معتمد علی اللہ اور اس کے یاروں پر امام حسن کی وفات کے بعد ایک واقعہ وقوع میں آیا کہ جس سے میں نے تعجب کیا۔ مجھے گمان نہ تھا کہ وہ واقع وقوع میں آئے گا۔ وہ یہ کہ جب امام حسن بیمار ہوئے تو بادشاہ نے میرے باپ عبیداللہ وزیر کو بلا بھیجا کہ ابن رضا (حسن عسکری) بے شک بیمار ہو گئے پس میرا باپ اسی وقت سوار ہو کر جلدی خلیفہ کے گھر پہنچا اور پھر جلدی واپس آیا اور اس کے ساتھ امیرالمومنین معتمد علی اللہ کے پانچ نوکر تھے جو اس کے ثقات و خواص میں سے تھے۔ ان پانچوں میں نحریر بھی تھا۔ میرے باپ نے ان کو حکم دیا کہ حسن عسکری کے گھر کے دروازے پر حاضر رہو اور اس کی خبر رکھو اور اس کا حال دریافت کرتے رہو اور طبیبان حاذق کی ایک جماعت کو بلوا کر حکم دیا کہ حسن عسکری کے پاس آمد و رفت رکھو

اور صبح و شام ان کی خبر لیتے رہو۔ جب اس پر دو تین روز گزر گئے تو میرے باپ کو خبر دی گئی کہ حسن کمزور ہو گئے ہیں۔ پس آپ نے ان طبیبوں کو حکم دیا کہ حسن کے گھر کے دروازے پر حاضر رہو اور قاضی القضاہ کو بلا بھیجا اور اس کو اپنی مجلس میں حاضر کر کے حکم دیا کہ تم اپنے یاروں میں سے ایسے دس شخصوں کا انتخاب کر لو جن کی دیانت و امانت اور پرہیز گاری پر لوگوں کو اعتماد ہو۔ قاضی نے ایسے اشخاص کو حاضر کیا۔ میرے باپ نے قاضی کو ان کے ساتھ حسن عسکری کے گھر کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ رات دن ان کے پاس حاضر رہو۔ وہ وہیں حاضر رہے یہاں تک کہ حسن عسکری علیہ السلام نے وفات پائی اور سر من رائے نالہ و فغان بن گیا۔

خلیفہ معتمد نے امام موصوف کے گھر میں ایک جماعت کو بھیجا جنہوں نے گھر کی اور حجروں کی تلاشی لی اور جو کچھ گھر میں تھا' اس پر مہر لگا دی اور حسن کے لڑکے کے لیے جستجو کی اور وہ عورتیں بلائی گئیں جو حمل کی شناخت کر سکتی تھیں وہ امام کی کنیزوں پر داخل ہوئیں اور انہیں دیکھتی تھیں۔ بعض عورتوں نے ذکر کیا کہ یہاں ایک کنیز ہے جس کو حمل ہے۔ وہ کنیز حجرے میں بند کر دی گئی اور اس پر نحریر خادم اور اس کے ساتھی اور عورتیں مقرر کر دی گئیں۔ بعد ازاں غسل و کفن کی تیاری کی گئی اور بازار بند ہو گئے اور بنو ہاشم یعنی اولاد علی و اولاد عباس اور سرداروں اور محرروں اور قاضیوں اور مسلم العدالت لوگوں کو دکھایا اور کہا کہ یہ حسن بن علی بن محمد بن رضا ہیں جو اپنی اجل سے اس بستر پر مرے ہیں۔ موت کے وقت آپ کے پاس امیر المومنین کے خدام ثقات میں سے فلاں فلاں اور قاضیوں میں سے فلاں اور فلاں اور طبیبان حاذق میں

سے فلاں اور فلاں حاضر تھے۔ بعد ازاں آپ کا منہ ڈھانپ دیا گیا اور جنازے کے اٹھائے جانے کا حکم دیا۔ پس گھر کے صحن سے اٹھایا گیا اور اس گھر میں دفن کیے گئے جس میں ان کے والد مدفون تھے۔ جب دفن ہو چکے تو خلیفہ اور لوگ حسن کے بیٹے کے لیے جستجو کرنے لگے اور کنیزوں کے مکانوں اور لوگوں کے گھروں کی خوب تلاشی لیا اور امام کی میراث کے تقسیم کرنے میں توقف کیا۔ وہ لوگ جن کے سپرد اس کنیز کی نگہبانی تھی، جس پر حمل کا وہم تھا' برابر حاضر رہے۔ یہاں تک کہ ظاہر ہو گیا کہ حمل نہیں ہے۔ جب امام کی کنیزوں سے حمل کا خیال باطل ہو گیا تو امام کی میراث ان کی والدہ اور ان کے بھائی جعفر میں تقسیم کی گئی اور ان کی ماں نے جعفر کے وصی ہونے کا دعویٰ کیا اور وہ قاضی کے نزدیک ثابت ہو گیا۔

یادداشت-----از مولف

"اصول کافی" کی دونوں عبارتوں سے یہ باتیں صاف معلوم ہو گئیں:

۱۔ قاضیوں کے سامنے ثابت ہوا کہ امام مہدی کی والدہ کو کوئی حمل نہ تھا نہ ہی کوئی لڑکا پیدا ہوا۔

۲۔ ڈھکی ہوئی خفیہ چیز ایک خوبصورت لڑکا تھا جس کی عمر ۲۱ سال تھی یا چودہ سال یا دو سال۔

۳۔ حضرت حسن عسکریؒ لاولد فوت ہوئے اس لیے ان کی وراثت ان کے بھائی جعفر میں تقسیم ہوئی۔

شیعہ کے امام مہدی (بارھویں امام) کی غیبت صغریٰ اور

ان کے وکلاء کا تذکرہ

ملا باقر مجلسی کی کتاب ''تذکرہ الائمہ'' کی اصل عبارت

بسند صحیح مروی است که امام
حسن عسکری آنحضرت را بخواص
شیعیان خود مینمود و ازاں حضرت
مسائل می پرسیدند و آنحضرت
مسیح و ار جواب می داد و مشکلات
ایشاں را حل می نمود تا مدت ہفتاد و
سه سال آنحضرت بشیعیان خود می
رسانند و ایں ہفتاد و سه سال را غیبت
صغری می گویند بعد ازاں غیبت کبری
آنحضرت است و وکلاء ثابت الوکالته
آنحضرت جہار نفر بودند اول ایشاں
عثمان بن سعد عمر انست که امام حسن
او را وکیل گردانید و بعد از اوپسرش
وکیل بود محمد بن عثمان چوں وفات
محمد بن عثمان نزدیک شد جماعت
بسیار از اکابر و شیعه برسرش
ریختند و گفتند بعد از تو وکیل چه
کس خواہد بود، ر جواب گفت که بعد از
من وکیل حسین بن روح نوبختی

است۔ چوں وفات حسین نزدیک شد' بیان نمود کہ بعد ازاں وکیل علی بن محمد سمریست و چوں علی بن محمد را وفات نزدیک شد۔ علماء و اکابر شیعہ بوے گفتند کہ بکسی وصیت نما در جواب گفت کہ امر ھو بالغہ و بکسی وصیت نہ کرد۔ و ایشاں را خبرد اوکہ بعد از من وکیل نخواہد بود و آں در سنہ سیصد و نہ ہجری بود کہ وفات یافت و ہر کہ بعد از ثمری ادعائے وکالت نمود اکابر شیعہ آں را کافر می دانند۔

("تذکرہ الائمہ" مصنفہ ملا باقر مجلسی' ص۱۳۹' "اسامی وکلائے آنحضرت" مطبوعہ تہران' طبع جدید)

ترجمہ: "صحیح سند کے ساتھ روایت کیا گیا ہے کہ امام حسن عسکری" نے امام مہدی کو صرف مخصوص شیعوں کے لیے ظاہر کیا۔ لوگ ان سے سوال پوچھا کرتے اور وہ انہیں مسیحانہ طور پر جوابات دیا کرتے اور ان کی مشکلات حل فرمایا کرتے اور یہ سلسلہ تہتر سال تک جاری رہا۔ اس ۷۳ سالہ عرصہ کو "غیبت صغریٰ" کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد کا زمانہ "غیبت کبریٰ" ہے۔ امام مہدی کے اس زمانہ میں چار وکیل تھے جن کی وکالت ثابت تھی۔ ان میں سے پہلے وکیل عثمان بن سعد عمران تھا کہ جس کو امام حسن عسکری نے وکیل مقرر کیا تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن عثمان وکیل بنا۔ جب محمد بن عثمان کے انتقال کا وقت قریب آیا تو بڑے بڑے شیعہ اس کے

پاس آئے اور پوچھا آپ کے بعد وکالت کس کی ہوگی؟ کہا میرے بعد حسین بن روح نوبختی وکیل ہوگا۔ جب حسین بن روح کی وفات قریب آگئی تو کہا میرے بعد علی بن محمد سری وکیل ہوگا۔ جب اس وکیل کا وقت مرگ قریب ہوا شیعہ اکابر نے اس سے پوچھا کہ کسی کے حق میں وصیت کر جاؤ۔ جواب دیا امر بھی اللہ ہی کا ہے۔ وہ اس کو صحیح مقام پر پہنچانے والا ہے۔ یہ کہہ کر وصیت نہ کی اور کہا کہ میرے بعد وکیل نہیں ہوگا۔ یہ واقعہ ۳۰۹ھ کا تھا جس میں اس کی وفات ہوئی۔ اب جو شخص "ثمری" کے بعد وکالت کا دعویٰ کرے گا' اکابر شیعہ اس کو کافر سمجھتے ہیں"۔

"غیبت صغریٰ" کے زمانہ میں شیعہ کے امام مہدی

(بارھویں امام اپنے شیعوں سے تحائف بھی قبول کرتے رہے

کتاب چہاردہ معصوم کی عبارت (از مطبوعہ ایران)

امام زمان را بانہا نشان دادہ و معرفتے کردہ و مسائل آنہا رابدو مراجعہ نمودہ و نشان سوغات و تحف و ہدایا و صاحبانش را از آنہا خواستہ بیان فرماید۔

("چہاردہ معصوم" ص ۶۰۷' جلد دوم' "دوران زندگی امام مہدی" مطبوعہ تہران' طبع جدید)

ترجمہ: "مختلف اطراف سے جب لوگ امام حسن عسکریؒ کی زیارت کو آتے اور سوال و جواب کا معاملہ چاہتے تو) آپ ان لوگوں کو امام مہدی کی طرف بھیج دیتے۔ ان کے سوالات کا جواب وہی عطا کرتے اور سوغات' تحفہ جات' ہدیے اور ان کے لانے والوں کو بھی امام مہدی کے ہاں روانہ کردیتے"۔

شیعہ کا خدا پر الزام

بارھویں امام کے متعلق کیے گئے دو وعدوں میں سے اللہ تعالیٰ نے ایک بھی پورا نہ کیا:

اصول کافی:

عن ابی حمزه الثمالی قال سمعت ابا جعفر علیه السلام یقول یا ثابت ان الله تبارک و تعالی قد کان وقت هذا الامر فی السبعین فلما قتل الحسین صلوات الله علیه اشتد غضب الله تعالی علی اهل الارض فاخره الی اربعین و مائه فحدثنا فاذعتم الحدیث فکشفتم قناع الستر ولم یجعل له بعد ذلک وقتا عندنا و یمحو الله ما یشاء و یثبت و عنده ام الکتاب قال ابو

جعفر فحدثت بذلك ابا عبدالله عليه اسلام فقال قد كان كذلك۔

("اصول کافی" جلد اول، ص ۳٦٨ "کتاب الحجہ" باب کراہیت التوقیت، مطبوعہ تہران، طبع جدید)

ترجمہ: "ابو حمزہ ثمالی کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر کو سنا کہ فرماتے تھے اے ثابت اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس امر (ظہور مہدی کا وقت ٧٠ معین کیا تھا جب امام حسین صلوات اللہ علیہ شہید ہوئے تو خدا کا غضب اہل زمین پر سخت ہوگیا۔ پس اسے ١٤٠ھ تک موخر کر دیا۔ ہم نے تم کو بتا دیا مگر تم نے ہماری حکایت کو فاش کر دیا اور ہماری ستر کے پردے کو پھاڑ دیا۔ اس کے بعد خدا نے ہمارے نزدیک کوئی وقت مقرر نہیں کیا۔ خدا مٹاتا ہے جو چاہتا ہے اور ثابت رکھتا ہے (جو چاہتا ہے) اور اس کے پاس اصل کتاب ہے۔ ابو حمزہ کا قول ہے کہ میں نے اس حدیث کی حکایت امام جعفر صادقؒ سے کی۔ انہوں نے فرمایا کہ بے شک ایسا ہی تھا۔

ظہور امام کے بارے میں شیعہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر الزام

حضرت علی کے مقرر کردہ تین زمانے بھی غلط نکلے

اصول کافی:

عن الاصبغ بن نباتته قال اتيت امير

المومنین علیه السلام فوجدته متفکر اینکت فی الارض فقلت یا امیر المومنین مالی اراک متفکرا تنکت فی الارض ارغبته منک فیها فقال لا والله ما رغبت فیها ولا فی الدنیا یوما قط و لکنی فکرت فی مولود یکون من ظهری احادی عشر من ولدی هو المهدی الذی یملا الارض عدلا وقسطا کما ملئت جورا و ظلما تکون له غیبته و حیره یضل فیها اقوام ویهتدی فیها اخرون فقلت یا امیر المومنین و کم تکون الحیره والغیبه قال ستته ایام اوسته اشهر اوست سنین۔

(''اصول کافی'' جلد اول، ص ۳۳۸، ''کتاب الحجہ'' باب فی الغیبۃ، مطبوعہ تہران، طبع جدید)

ترجمہ: ''راوی کہتا ہے کہ میں نے ایک روز امیر المومنینؓ کو متفکر دیکھا۔ آپ لکڑی کی نوک سے زمین کرید رہے تھے میں نے کہا اے امیر المومنین میں آپ کو متفکر پا رہا ہوں۔ کیا آپ کے دل میں رغبت سلطنت ہے فرمایا نہیں میرے دل میں نہ کسی دن اس کی رغبت ہوئی ہے اور نہ دنیا کی۔ سوچ رہا ہوں اس مولود کے بارے میں جو فرزند گیارہویں امام کی پشت سے ہوگا، اس کا نام مہدی ہوگا جو زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی اور ہوگی اس کے لیے غیبت اور حیرت اور کچھ لوگ ہدایت پائیں گے اور کچھ لوگ گمراہ ہو جائیں گے۔ میں نے کہا اے امیر المومنین یہ حیرت اور غیبت کتنے دن رہے گی (تاکہ

بعد اس کے مومنین کو اطمینان ہو) فرمایا بعض کو چھ دن' بعض کو چھ ماہ اور بعض چھ سال"۔

("کتاب الشافی" ترجمہ "اصول کافی" جلد اول' ص ۴۰۲' مطبوعہ کراچی)

کشف الغمہ میں ہے:

وعن صالح بن میثم قال سمعت ابا جعفر علیه السلام یقول لیس بین القائم و قتل النفس الزکیه اکثر من خمس عشره لیله۔

(۱ "کشف الغمہ" جلد ۲' ص ۴۶۰' فی علامات قیام القائد' مطبوعہ تبریز' طبع جدید)

(۲ "بحر الجواہر" صفحہ ۴۶۳' مطبوعہ تہران)

ترجمہ: "صالح بن میثم کہتا ہے کہ میں نے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے سنا۔ فرماتے تھے کہ نفس زکیہ کی شہادت اور القائم (امام مہدی) کے قیام و ظہور کے درمیان پندرہ دنوں سے زیادہ کا وقفہ نہ ہو گا"۔

شیعہ کتب کی عبارات پر عقائد جعفریہ کے مولف کا تبصرہ

شیعہ کی گزشتہ عبارتوں سے معلوم ہوا کہ "امام مہدی" کی "غیبت صغریٰ" کی مدت تقریباً چوہتر سالوں پر مشتمل تھی۔ اس دوران وہ لوگوں کے سوالات کا جواب بھی دیتے رہے' تحائف اور نذرانے بھی قبول فرماتے رہے۔

مدت مقررہ گزرنے کے بعد ان کے چار وکیل یکے بعد دیگرے

سائلین اور حاجت مندوں کی ضروریات کے حل کے لیے امام غائب اور سائلین کے درمیان وسیلہ بنے رہے لیکن "امام" نظر نہ آئے اور وکالت کا یہ سلسلہ ۳۰۹ھ تک قائم رہا۔ اس کے بعد وکالت بھی ختم اور امام صاحب مستقل غائب اور اپنے نام لیواؤں سے بالکل روٹھے ہوئے کہیں چھپ گئے۔ اب کسی سوال کا نہ کوئی جواب اور نہ کسی مشکلات میں گھرے شیعہ کی دادرسی اور مشکل کشائی، تہتر سال کے بعد ناراضگی میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔ ابتداء وکیلوں کو ذریعہ بنایا، خود سامنے نہ آئے۔ پھر وکیلوں کو بھی ہٹا دیا اور مسئلہ ہی ختم کر دیا۔ گویا زبان حال سے یہ فرمایا جاؤ شیعو! تم اس قابل نہیں کہ میں یا میرا وکیل تم سے گفتگو کرے۔ اور پھر انہی کی زبانی کہلوایا جو بھی ان چار وکلاء کے بعد میری وکالت کا دعویٰ کرے، اسے پکا کافر سمجھنا۔ کیا خوب منطق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے نیک بندوں کے بارے میں حضور ﷺ کو مخاطف فرما کر یہ وعدہ ہے ولللاخرہ خیر لک من الاولی ان کا ہر آنے والا لمحہ پہلے سے بہتر ہوتا ہے لیکن امام غائب کا معاملہ اہل تشیع نے الٹ کر دیا۔ تہتر سال تک خود دادرسی اور زیارت سے مشرف کرتے رہے۔ بعد میں خود سوالات کا جواب دینے سے قاصر ہو گئے اور درمیان میں وکلاء کو واسطہ بنایا پھر وکلاء کے ذریعے بھی بات نہ بن سکی اور خود روپوش ہو گئے۔ اب کوئی کسی قسم کی بات چیت اور تعلقات باقی نہیں رہے۔ یعنی جوں جوں زمانہ غیبت بڑھتا جا رہا ہے، امام موصوف کی روحانی قوتوں میں اسی قدر کمی آ رہی ہے اور امام غائب اب شیعوں سے بالکل ناراض ہو کر چھپ کر بیٹھ گئے۔

اس افسانہ کا دوسرا پہلو یہ کہ امام غائب کی غیبت کے مسئلہ میں

پہلے ان حواس باختہ اور نام نہاد محبوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بدنام کرنے کی ترکیب نکالی۔ ان کے متعلق بتلایا وہ زمین کرید رہے تھے اور امام مہدی کے بارے میں گہری سوچ میں تھے۔ پوچھنے پر فرمایا کہ امام مہدی کی غیبت اور حیرت نے حیرت زدہ کر دیا ہے۔ سائل نے پوچھا امام موصوف کے غائب رہنے کا کتنا عرصہ ہے۔ فرمایا چھ دن' چھ ماہ' چھ سال۔ لیکن یہ تمام مدتیں ایک ایک کر کے گزر گئیں لیکن امام نہ آیا اور نہ کوئی آثار نظر آئے۔ آخری مدت چھ سال اگر چھ صدیوں پر مشتمل ہوتی تو بھی بات نہ بن سکتی۔ پندرھویں صدی جارہی ہے اور امام تشریف نہیں لائے"۔

(بحوالہ "عقائد جعفریہ" جلد دوم' ص ۲۱۹)

امام مہدی کے بارے میں شیعہ کا تضاد ثابت ہوگیا

اس سے آپ پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ امام مہدی (بارھویں امام) کے جس تصور اور عقیدے پر شیعہ مذہب کی ساری عمارت کھڑی ہے' اس کی بنیادیں منہدم ہو چکی ہیں۔ اس کی ثقاہت و استناد کا دعویٰ خود انہی کی تصریحات سے مجروح ہو چکا ہے۔ اس بنیادی عقیدے کو محمد بن یعقوب کلینی' ابن بابویہ قمی' شیخ طوسی' ملا باقر مجلسی کے بیان کردہ حقائق نے کچے دھاگے کی طرح توڑ پھینکا ہے------ شیعہ مجتہدین کے بیان کردہ حقائق کی روشنی میں امام مہدی کی شخصیت کا ظہور تو کیا اس کا وجود بھی شک و اضطراب کے خرمن میں راکھ ہوگیا ہے۔

کسی روایت میں امام حسن عسکریؒ کو لاولد مانا گیا' کہیں ۲۱ سال کی عمر تک اس ننھے امام کو کپڑوں میں لپیٹا گیا' کہیں اس کے وجود کے اثبات کے لیے ان کی والدہ کے حمل کے حکومتوں اور قاضیوں سے فیصلے طلب کیے گئے۔ کہیں

اس کی غیبت صغریٰ اور رابطہ کے چار سفیروں کا نام لکھا گیا۔ کسی جگہ ان کی غیبت کبریٰ کا راگ اپنے قلم سے الاپا گیا۔ کہیں امام مہدی کو سمندر کے جزیروں میں دکھایا گیا، کہیں اس کی سلطنت اور اس کے نام کے سکوں کا اجراء ثابت کیا گیا۔ کسی جگہ یہ کہا گیا کہ امام مہدی کا ظہور ۷۰ھ میں ہوگا، کہیں ۱۴۰ھ میں بتلایا گیا۔ کہیں ظہور کے بارے میں خدا تعالیٰ کو وعدوں سے منحرف قرار دیا گیا۔ کہیں ظہور امام کے بارے میں حضرت علیؓ کے اعلان کردہ تینوں وعدوں کو جھوٹ ثابت کیا گیا۔

شیعہ کے امام مہدی کے غائب ہونے کی وجوہات کیا ہیں

اصول کافی کی چند عبارات

امام مہدی کے قتل ہونے کا شبہ تھا

اصول کافی کی پہلی روایت:

عن زراره قال سمعت ابا عبدالله علیه السلام یقول ان للغلام غیبه قبل ان یقول قال قلت ولم؟ قال یخاف واوما بیده الی بطنه ثم قال یازراره وهوالمنتظر۔

("اصول کافی" جلد اول، ص ۳۳۷، "کتاب الحجہ" باب الغیبہ، مطبوعہ تہران، طبع جدید)

ترجمہ: "زرارہ کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؒ کو کہتے سنا کہ بے شک غلام (امام مہدی) کے لیے ظاہر ہونے سے قبل غائب رہنا ضروری ہے۔ میں نے پوچھا کیوں؟ فرمایا وہ ڈرتا ہے اور یہ کہتے ہوئے امام جعفر نے اپنے پیٹ کی طرف اشارہ کیا پھر فرمایا زرارہ وہی منتظر ہے"۔

اصول کافی کی دوسری روایت:

عن ابی عبداللہ الصالحی قال سالنی اصحابنا بعد مضی ابی محمد علیہ السلام ان اسئل عن الاسم والمکان فخرج الجواب ان دللتھم علی الاسم اذاعوہ و ان عرفوا المکان دلوا علیہ۔

("اصول کافی" جلد اول، ص ۳۳۳، "کتاب الحجہ" باب النھی عن الاسم، مطبوعہ تہران، طبع جدید)

ترجمہ: "راوی کہتا ہے کہ امام حسن عسکریؑ کے انتقال کے بعد ہمارے اصحاب نے کہا کہ میں (حضرت صاحب الامر سے) ان کا نام اور جگہ معلوم کروں۔ جواب آیا کہ تم نام معلوم کرو گے تو لوگ اسے شہرت دیں گے (اور یہ ہمارے خاندان کے لیے مضرت رساں ہوگا) اور اگر مکان کا پتہ چل گیا تو چڑھ دوڑیں گے"۔

("الشافی" ترجمہ "اصول کافی" جلد اول، ص ۳۹۵)

امام مہدی کو نام سے پکارنے والا کافر ہوگا (اصول کافی)

عن ابن الرباب عن ابی عبداللہ قال صاحب ھذا الامر لا یسمیہ باسمہ الا کافر۔

("اصول کافی" جلد اول، ص ۳۳۳، "کتاب الحجۃ" مطبوعہ تہران، طبع جدید)

ترجمہ: "راوی کہتا ہے کہ حضرت ابو عبداللہؒ نے فرمایا کہ صاحب الامر کو ان کے نام سے نہ پکارے گا مگر کافر"۔

توضیح

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آل رسول ﷺ کے لیے وہ اتنا خوفناک دور تھا کہ حضرت صاحب الامر کا نام لینا اور ان کو موجود کہنا جان جوکھوں کا معاملہ تھا۔

("الشافی" ترجمہ "اصول کافی" جلد اول، ص ۳۹۵، مطبوعہ کراچی)

موت کا وقت جاننے والا خائف نہیں ہوتا

"اصول کافی" میں امام جعفر صادقؒ کے حوالہ سے امام مہدی کے غائب ہونے کی وجہ "قتل ہو جانے کا خوف" مذکور ہے۔ اسی لیے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ان کا نام لینے سے بھی منع کر دیا۔ کیونکہ ایسی صورت میں خاندان اہل بیت مصائب کا شکار ہو جاتا لیکن یہ وجہ خود اہل تشیع کے عقائد کے خلاف ہے۔ وہ اس طرح کہ ان کا عقیدہ یہ ہے۔

اصول کافی کی پہلی روایت:

ان الائمہ یعلمون متی یموتون وانھم لا

یموتون الاباختیارھم۔

("اصول کافی" کے ایک باب کا عنوان)

ترجمہ: "یقیناً حضرات آئمہ کرام اپنی موت کے وقت کو جانتے ہیں اور وہ اپنے اختیار سے ہی مرتے ہیں (اگر یہ نہ چاہیں تو کوئی انہیں مار نہیں سکتا)

ایک اور باب کا عنوان صاحب "اصول کافی" نے یوں باندھا ہے:

اصول کافی کی دوسری روایت:

ان الائمہ یعلمون علم ماکان ومایکون وانہ لایخفی علیھم شئی۔

ترجمہ: "بے شک حضرات آئمہ کرام ماکان اور مایکون کا علم رکھتے ہیں اور شان یہ ہے کہ ان سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہوتی"۔

شیعہ کے عقیدہ کے مطابق تحفہ جعفریہ کی عبارت

حضرات آئمہ کرامؒ میں سے امام مہدی بھی ہیں۔ لہٰذا ان کی صفات بھی یہی ہونی چاہئیں۔ اب جب کہ ان کو اس بات کا علم ہے کہ حضرت عیسیٰ کے نزول تک مجھے زندہ رہنا ہے۔ دجال کے ساتھ جہاد کرنا ہے اور اپنے اسلاف کے دشمنوں کا انتقام لیا ہے اور شرق و غرب کا مالک بننا ہے۔ پھر کہیں جا کر میری موت کا وقت آئے گا اور میں اپنی مرضی سے مروں گا۔ جب آپ ان صفات سے متصف ہیں تو پھر موت سے ڈرنا اور اس ڈر کے مارے چھپ جانا اس کا تصور امام مہدی کے بارے میں کیونکر متصور ہو سکتا ہے۔ چلو بقول اہل تشیع ان کے غائب ہونے کی یہی وجہ تھی لیکن اب جب کہ پوری دنیائے

CS CamScanner

اسلام ایران، عراق، شام، حجاز، پاکستان وغیرہ سبھی ان کے حامی اور جانثار ہیں۔ اب وہ کیوں تشریف نہیں لاتے۔ اور اگر ایذائے جسمانی کا خطرہ ہے تو اس سے گھبرانے کی کیا ضرورت اور اس کی وجہ سے چھپنے کا کیا جواز؟

کیا حضرات انبیاء کرام ستائے نہ گئے، انہیں کیا اذیت و مشقت کا سامنا نہ کرنا پڑا؟ بلکہ ایسی اذیت تو بلندی درجات کا سبب بنتی ہے جو کہ اللہ کے ہر نیک بندے کی دلی تمنا ہوتی ہے۔ کہیں ایسا کہہ کر امام مہدی کو بلندی درجات سے محروم رکھنے کی سکیم تو نہیں؟

حضرات قارئین کرام آپ نے امام القائم کے غائب ہونے کی وجہ اور پھر اہل تشیع کے آئمہ کے بارے میں معتقدات بھی ملاحظہ فرمائے۔ کیا ان دونوں میں کوئی مطابقت ہو سکتی ہے؟ یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ مذکورہ صفات آئمہ محض سرسری فضیلت تھیں نہیں بلکہ یہ صفات اہل تشیع کے ہاں شرائط امامت میں سے ہیں۔

لہٰذا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یا تو امام مہدی کا خوف کے مارے چھپ جانا ان کی امامت کی نفی کرتا ہے یا وہ صفات ان کے علم میں نہ تھیں۔ لیکن متذکرہ صفات سے ناواقف ہونا بھی امام کی شان امامت کو ختم کر دیتا ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو:

اصولِ کافی میں ہے:

قال ابو عبدالله علیه السلام ام امام لا یعلم ما یصیبه والی ما یصیر فلیس ذالک بحجه لله علی خلقه۔

("اصول کافی" جلد اول، ص ۲۵۸، "کتاب الحجہ" مطبوعہ تہران، طبع جدید)

ترجمہ: "حضرت امام جعفر صادقؒ نے فرمایا جو امام یہ نہیں جانتا

کہ اسے ان مصائب اور حالات سے واسطہ پڑنے والا ہے اور یہ کہ وہ کدھر کا رخ اختیار کرے گا تو ایسا امام لوگوں پر اللہ کی طرف سے حجت نہیں ہے (یعنی وہ امامت کے لائق نہیں ہے)

(بحوالہ "تحفہ جعفریہ" جلد دوم، ص ۲۳۴)

شیعہ کے امام مہدی کی غیبت کا دوسرا دور اور..... مختلف علاقوں میں امام مھدی کی حکومت کا عقیدہ

شیعہ لوگ جس امام مہدی کے منتظر ہیں، اس کے بارے میں شیعہ مصنف اپنی کتاب "نور الابصار" ص ۱۵۲ پر مشہور سیاح ابن بطوطہ کی درج ذیل عبارت نقل کر رہا ہے:

"بعد ازاں میں شہر حلہ میں پہنچا جو دریائے فرات کے ساتھ پھیلا ہوا ہے۔ اس شہر کے باشندے سب کے سب اثنا عشریہ ہیں۔ یہاں ایک مسجد ہے، جس کے دروازے پر ریشم کا پردہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ محمد بن حسن عسکری اس مسجد میں داخل ہوئے اور غائب ہو گئے۔ محمد مذکور ان کے نزدیک امام مہدی منتظر ہیں۔ ان میں سے ایک سو آدمی ہر روز لڑائی کے ہتھیار لگا کر مسجد کے دروازے پر آتے ہیں۔ ان کے ساتھ زین و لگام سے آراستہ ایک گھوڑا ہوتا ہے اور ڈھول اور ترم ہوتے ہیں۔ وہ یوں پکارتے ہیں اے صاحب زمان! ظلم و فساد بکثرت ہو گیا ہے۔ یہ آپ کے خروج کا وقت ہے۔ تاکہ خدا آپ کے ذریعہ حق و باطل میں فرق کر دے۔ وہ رات تک ٹھہرتے ہیں پھر چلے جاتے ہیں۔ ہمیشہ ان کی یہی عادت ہے۔

("نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار للشیخ الشبلنجی" ص ۱۵۲)

ایک طرف تو ان کے ماننے والوں کا یہ عالم ہے جو آپ نے بھی پڑھا اور دوسری طرف مذہب شیعہ کے ہی ایک مجتہد صاحب "ملا باقر مجلسی" لکھتے ہیں:

شیعوں کے بقول امام مہدی (بارھواں امام) بلاد مغرب میں آج بھی حکومت کر رہا ہے ---- تذکرۃ الائمہ' از ملا باقر مجلسی

(پہلی عبارت) امام مہدی کی پہلی حکومت کا واقعہ

در کتاب نزعته الناظر مسطور است که امروز مکان حضرت الامر در جزائر مغرب است که آنرا علمیه خوانند۔ و ہریک از اولاد ذکور آنحضرت طاہر و قاسم در جزیرنه از آں جزائر حاکم اندو موید ایں قول آنکه در شام شہری ہست حزیں نام اوست سید صالح شیعه از مردم آں ولایت است ایں فقیر را خبرداز که مادر مکه بودیم' شخصی را دیدم که درباز رمنی میگر دید و زری در دست میداشت و می خواست که بفروشد و۔ کسی از او ایں زر رانمی خرید بدو گفتم تو را چه حالت است گفت چند درہم دارم و کسی از من نمی گیرد۔ نمی دانم که

چہ کنم- گفتم بمن بنمائی چوں نگاہ کردم سکہ او ایں بود-

اللہ ربنا و محمد نبینا و المہدی امامنا

پرسیدم کہ تو از کجائی گفتا از بلاد مغربم درمیاں دریائے اخضر و مارا پادشاہیست کہ نام او مہدی است و ایں سکہ بنام مبارک اواست و عمر بسیار دارد و من گفتم کہ کیست ایں مہدی و از کدام طائفہ است انگشت بلب گزاشت کہ حرف مزن اگر تو شیعہ ای میدانی من ازاں درہم اللہ اعلم زیادہ از او گرفتم و در عوض درہم شامی دادم و چوں بولایت آوردم ہریک از دوستاں برسم تبرک از من بردند-

("تذکرہ الائمہ" ملا باقر مجلسی، ص ۱۴۰-۱۴۱" ذکر اسامی وکلائے آنحضرت و جماعتی کہ آنحضرت را دیدہ اند- مطبوعہ تہران، طبع جدید)

ترجمہ: "نزھتہ الناظر" کتاب میں تحریر ہے کہ ان دنوں امام مہدیؒ کا مکان مغربی جزیروں میں سے ایک جزیرہ میں ہے جسے علمیہ کہتے ہیں اور آنحضرت کے بیٹے طاہر اور قاسم ان جزیروں میں سے ایک جزیرہ پر حاکم ہیں اور اس بات کی تائید یوں کہ ملک شام میں حزیں نامی ایک شہر ہے- سید صالح شیعہ اس کا باشندہ ہے اس نے مجھ فقیر کو بتلایا کہ ہم ایک مرتبہ مکہ میں تھے کہ منیٰ کے بازار میں

ایک شخص کو پھرتے دیکھا اور اس کے ہاتھ میں سونا تھا' جسے وہ بیچنا چاہتا تھا لیکن کوئی بھی وہ لینے کے لیے تیار نہ تھا۔ میں نے اس سے پوچھا تمہاری کیا حالت ہے۔ کہنے لگا یہ چند درہم ہیں۔ ان کا خریدار ہی کوئی نہیں ملتا۔ میں نہیں جانتا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ یہ سن کر میں نے اسے کہا مجھے دکھاؤ۔ جب میں نے ان دراہم کو دیکھا تو ان پر یہ عبارت کندہ تھی "اللہ ہمارا رب ہے' محمد ہمارے نبی ہیں اور مہدی ہمارے امام ہیں" میں نے پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ کہنے لگا میں بلاد مغرب سے تعلق رکھتا ہوں جو دریائے اخضر کے درمیان واقع ہیں۔ ہمارے بادشاہ کا نام مہدی ہے اور یہ سکہ ان کے مبارک نام سے چلتا ہے۔ ان کی عمر بہت زیادہ ہے۔ میں نے پوچھا وہ مہدی کن کے ہیں اور کس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں؟ اس نے انگلی ہونٹوں پر رکھی اور کہا خاموش! اگر تو شیعہ ہے تو جان جائے گا۔ خدا بہتر جانتا ہے۔ میں نے اس سے نو یا دس درہم شامی درہموں کے عوض کیے اور جب اپنے ملک واپس پہنچا تو میرے دوستوں میں سے چند ایک نے بطور تبرک وہ درہم مجھ سے لے لیے۔

تذکرالائمہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

(دوسری عبارت)(بارھویں امام)امام مہدی کی حکومت کا دوسرا واقعہ

علی بن عزالدین استر آبادی نقل

میکند که آقائے سید علی دقاق که جد و
پدر اور در کمال علم و ورع و تشیع در
ولایت عرب مشہور بودند حکایت کرد
که پیش از ایں پنج سال باجماعتی در
دیار شام بودم ناگاه کشتی پیدا شد نہ
بطریق کشتیہا معہود۔ چوں بنزدیک
رسید مردمے که در آنجا بودند رفتیم به
پیش و احوال پرسیدیم چناں معلوم
شد۔ که قریب بیکماه است که در دریا راه
گم کرده اند و با بادانی نہ رسیده اند۔
پس احوال پرسیده که شما در چه دین
ہستید۔ چوں معلوم کردند که بر دین
اسلامیم خوشدل شدند اما محذر بودند
تاآنکه تحقیق کردند که بر طریق اثنی
عشریم بیکبارگی رام شدند۔ و بکنار
خشکی آمدند۔ و ایشان راتر غیب کردیم
به نیکی اعتقاد مردم ایں ولایت و ارزانی
و فراوانی نعمت گمان ایشاں یقین شد
که مخالف در ایں ولایت نمی باشد پس
بیروں آمدند و نماز ظہر را بجماعت
گزاردند و درہم بسیار بیروں آوردند که
چیزے بخریدند و سکہ [illegible] در اہم بنام
مبارک امام مہدی بود۔ ملعون مخالفی

درمیان جماعت مابود با منافق دیگر گفتند ایں جماعتی رافضی اند اگر درہم را در ولایت شام بدرمیان وردند ایشاں را ایذائے بلیغ میفرمانید۔ مردماں چوں ایں سخن را بشنیدند بشب نہ ایستادند و فی الحال درکشتیہائے خود سوار شدند و از ہمانراہ کہ آمدہ بودند مراجعت کردندو سید مشار الیہ فرمود کہ ہنوز نزد پدر و اقربائے من ازاں در اہم چہار تکہ باقیست۔

("تذکرہ الائمہ"، ص ۱۴۱ تا ۱۴۲، مطبوعہ تہران، طبع جدید)

ترجمہ: "علی بن عزالدین استر آبادی نقل کرتا ہے کہ سید علی بن دقاق جس کے آباؤ اجداد علم و تقویٰ اور شیعیت میں عرب کے اندر مشہور تھے حکایت بیان کرتا ہے کہ آج سے پانچ سال قبل ایک جماعت کے ہمراہ میں ملک شام میں تھا۔ اچانک ہم نے ایک کشتی دیکھی جو عام کشتیوں کی طرح نہ تھی۔ جب نزدیک آئی تو ہم اس میں سوار آدمیوں کے قریب گئے اور ان کے حالات دریافت کیے۔ ایسا معلوم ہوا کہ تقریباً ایک مہینہ سے وہ دریا میں راستہ گم کیے ہوئے ہیں اور اس عرصہ میں کوئی آبادی نہیں نظر نہ آئی۔ ہم نے پوچھا تم کس دین سے تعلق رکھتے ہو۔ جب انہیں ہمارے بارے میں علم ہوا کہ ہم مسلمان ہیں تو بہت خوش ہوئے۔ لیکن کچھ ڈرے سے تھے۔ پھر جب انہیں معلوم ہوا کہ ہم اثنا عشریہ شیعہ ہیں تو فورا

وہ رام ہوگئے اور خشکی پر آ گئے۔ ہم نے انہیں اپنے علاقہ کے لوگوں کے اچھے عقائد اور مال و دولت کی فراوانی کے متعلق ترغیب دلائی۔ ان کا گمان یقین میں تبدیل ہوگیا کہ اس ولایت میں کوئی مخالف نہیں رہتا۔ لہٰذا وہ باہر آئے اور نماز ظہر باجماعت ادا کی اور بہت سے درہم باہر نکالے تاکہ کچھ خریدیں اور ان دراہم پر امام مہدی کا مبارک نام لکھا ہوا تھا۔ ایک ملعون ہماری جماعت میں ہمارا مخالف بھی تھا۔ اس نے ایک اور منافق سے کہا یہ رافضی ٹولہ ہے۔ اگر یہ درہم ہم ولایت شام لے چلیں تو وہاں کے حکمران ان کو واجبی سزا دیں گے۔ ان لوگوں نے جب یہ بات سنی' رات کو ہی کوچ کیا۔ کشتیوں میں سوار ہو کر اسی راستہ سے واپس پلٹ گئے جس سے آئے تھے اور سید علی بن دقاق سے کہا کہ اب بھی میرے والد اور بعض قریبی رشتہ داروں کے پاس ان دراہم میں سے چار ٹکے باقی ہیں"۔

بحرالجواھر:

(تیسری عبارت) مغربی جزیروں میں آج بھی بارھویں امام کی حکومت قائم ہے

در کتاب نزہتہ الناظر مسطور است کہ امروز مکان حضرت صاحب در جزیرہ از جزائر مغرب است کہ آں را علقمیہ خوانند و ہریک از اولاد ذکور'

آنحضرت که طاہر و قاسم و ہاشم و
ابراہیم و عبدالرحمن سلام الله علیہم
باشند در جزیره ازاں جزائر حاکم اند و
نام آں جزائر ایں است۔ ناعمه' مبارکه'
صالحیه خضریه' بیضاویه نوریه و
مسکن آنحضرت در جزیره ایست که آں
را کاملیه گویند و زوجه آنحضرت از
دختران ابولیث است۔

("بحر الجواہر" ص ۴۵۶)

بارھویں امام آج بھی مغربی جزیرے علقمیہ میں موجود ہیں

ترجمہ : "نزہتہ الناظر" کتاب میں تحریر ہے کہ ان دنوں امام مہدی مغربی جزیروں میں سے علقمیہ نامی جزیرے میں رہائش پذیر ہیں اور ان کے بیٹے طاہر' قاسم' ہاشم' ابراہیم اور عبدالرحمٰن ہیں۔ ان جزائر میں سے ایک جزیرہ کے حاکم ہیں۔ جزائر کا نام یہ ہے ناعمہ' مبارکہ' صالحیہ' خضریہ' بیضاویہ' نوریہ اور خود امام مہدی کی رہائش جزیرہ کاملیہ کے اندر ہے اور آپ کی زوجہ ابولیث کی بیٹیوں میں سے ایک ہے"۔

انوار النعمانیہ:

نور فی بلاده علیه السلام و مساکن اولاده
الطاہرین حال ہذه الغیبه الکبری ذکر

المولی الفاضل الملقب بالرضا علی بن فتح الله الکاشانی...... فقال انا طاهر بن محمد بن الحسن ابن علی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفرابن حمدبن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیهم السلام الذی انزل الله فیه و کل شئی احصیناه فی امام مبین...... ثم امرلنا باقامته الضیافه فقعینا علی ذلک ثمانیه ایام ولم یبق فی المدینته احد الاجاء الینا وحادثنا فلما انقضت الایام الثمانیته ساله اهل المدینته ان یقوموا لنا بالضیافته ففتح لهم فی ذلک فکثرت الاطعمه والفواکه و عملت لنا الولائم وبقینا فی تلک المدینه سنته کامله فعلمنا و تحققنا ان تلک المدینته مسیره شهرین بعدها مدینته اسمها الرابقته سلطانها القاسم بن صاحب الامر مسیره ملکها شهرین و هی علی تلک القاعده ولها دخل عظیم وبعدها مدینته اسمها الصافیته سلطانها ابراهیم بن صاحب الامر و بعدها مدینته اخری اسمها ظلوم سلطانها عبدالرحمن بن صاحب الامر مسیره رستافها وضیاعها شهران و بعدها مدینته اخری اسمها

عناطیس سلطانہا ہاشم بن صاحب الامرو ہی اعظم دخلا و مسیر ملکہا اربعہ اشہر فیکون مسیرہ ہذہ المدن الخمس والمملکہ مقدار سعتہ لایوجد فی اہل تلک الخطط و الضیاع غیر المومن الشیعی الموحد القائل بالبرائتہ والولایتہ الذی یقیم الصلوہ و یوتی الزکوہ یامر بالمعروف و ینہی عن المنکر سلاطینہم اولاد امامہم یحکمون بالعدل وبہ یامرون و لیس علی وجہ الارض مثلہم ولو جمع اہل الدنیا لکانوا اکثر عددا منہم علی اختلاف الادیان والمذاہب ولقد اقمنا عندہم سنتہ کاملہ نترقب ورود صاحب الامر الیہم لانہم زعموا انہ سنتہ ودودہ فلم یوفقنا اللہ للنظر الیہ۔

("انوار النعمانیہ" جلد ۲، ص ۵۸ تا ۶۳ "نور فی ذکر بلادہ" ع مطبوعہ تبریز، طبع جدید)

(چوتھی عبارت) امام مہدی یعنی (بارھویں امام) کے بیٹے آج بھی صوبوں پر حکمران ہیں -- از انوار نعمانیہ

ترجمہ: "غیبت کبریٰ کے زمانہ میں امام مہدی اور ان کے اولاد کے مساکن کی نورانیت کے بارے میں (یہ فصل ہے)

فتح اللہ کاشانی نقل کرتا ہے کہ ایک شیعہ نے اپنے والد کی معیت میں سمندر کا سفر کیا۔ جب وہ سرسبز جزیرے پر پہنچے تو وہاں کے بادشاہ سے ملاقات ہوئی تو اس شیعہ نے بادشاہ سے عرض کی آپ کا نسب کیا ہے۔ بادشاہ نے کہا میں طاہر بن محمد (امام مہدی) ہوں اور حضرت علی المرتضیٰؓ کی اولاد ہوں۔ میں وہ ہوں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے "اور ہر شے کو ہم نے امام مبین میں محفوظ کر رکھا ہے" پھر اس بادشاہ نے ہمیں اپنے ہاں بطور مہمان ٹھہرنے کا کہا۔ ہم وہاں آٹھ دن رہے اور اس شہر کے تمام باشندے ایک ایک کر کے ہمارے پاس آئے اور ہم سے بات چیت کی۔ جب آٹھ دن گزر گئے تو ان لوگوں نے بادشاہ سے ہمارے لیے درخواست کی کہ انہیں ہمارا مہمان بننے کی اجازت دی جائے۔ اجازت ملنے پر انہوں نے ہمارے لیے بہت سے میوہ جات اور خوردنی اشیاء جمع کیں اور ہمارے لیے مہمانی کرتے رہے۔ ہم وہاں ایک سال تک مقیم رہے۔ ہمیں معلوم ہوا اور تحقیق کی تو پتہ چلا کہ یہ شہر دو مہینوں کی مسافت میں پھیلا ہوا ہے۔ اس کے آگے ایک شہر تھا جس کا نام رائقہ تھا اور اس کے بادشاہ کا نا قاسم تھا جو امام مہدی کے صاحبزادے تھے۔ ان کی حکومت بھی دو مہینوں کی مسافت تک پھیلی ہوئی تھی۔ یہ بھی پہلے شہر کی طرح تھا اور آمدنی اچھی خاصی تھی۔ اس کے بعد ایک اور شہر صافیہ نامی تھا، جس کے حکمران کا نام ابراہیم بن امام مہدی تھا۔ اس کے بعد ایک اور شہر ظلوم نامی تھا اور اس کے حکمران کا نام عبدالرحمٰن بن امام مہدی تھا۔ اس کے مضافات سمیت اس کی آبادی بھی دو مہینوں کی مسافت تک تھی۔ اس کے بعد ایک اور شہر تھا جس کا نام عناطیس

تھا۔ اس کے بادشاہ کا نام ہاشم بن امام مہدی تھا۔ اس کی آمدنی بہت زیادہ تھی اور اس کی لمبائی چوڑائی چار ماہ کی مسافت کے برابر تھی۔

تو ان تمام پانچ شہروں (علاقہ جات) کی مجموعی لمبائی چوڑائی ایک سال کی مسافت کے برابر تھی۔ ان تمام علاقہ جات اور وادیوں میں صرف شیعہ مومن موحد رہتے تھے جو تبرہ بازی اور ولایت کے معتقد تھے۔ نماز پڑھتے' زکوٰۃ ادا کرتے اور نیکی کا حکم دیتے' برائی سے منع کرتے تھے۔ ان پانچوں ممالک کے حکمران امام غائب القائم (امام مہدی) کی اولاد ہیں اور وہ عدل و انصاف سے حکومت کر رہے ہیں۔ روئے زمین پر ان کی کوئی مثل نہیں۔ اگر پوری دنیا کے لوگ جمع کر دیے جائیں تو دین و مذہب کے اختلاف کے باوجود سب لوگوں سے زیادہ ہیں۔ ہم ان کے ہاں ایک سال مکمل ٹھہرے اور دوران قیام امام مہدی کے ظہور اور تشریف لانے کا انتظار کرتے رہے کیونکہ ان آبادیوں کے باشندوں کا یہ خیال تھا کہ اس سال امام مہدی تشریف لانے والے ہیں لیکن امام القائم کی زیارت سے ہم بے توفیق رہے"۔

احتجاج طبرسی:

(پانچویں عبارت) بارھویں امام کا ظہور ۳۱۳ مومنوں کے جمع ہونے کے بعد ہو گا

وھو الذین تطوی له الارض و یذل له کل صعب یجتمع الیه من اصحابه عده اھل بدر

ثلاث مائته و ثلاثته عشر رجلا من اقاصی الارض و ذلک قول الله اینما تکونوا یات بکم الله جمیعا ان الله علی کل شئی قدیر فاذا اجتمعت له هذه العده من اهل الاخلاص اظهر الله امره فاذا اکمل له العقد وهو عشرء الاف رجل خرج باذن الله فلا یزال یقتل اعداء الله حتی یرضی عزوجل۔

("احتجاج طبرسی" جلد دوم ص ۲۵۰ "ذکر اجوبتہ علیہ السلام علی اسئلۃ یحییٰ" مطبوعہ نجف اشرف، طبع جدید)

ترجمہ: "امام مہدی کی وہ شخصیت ہے کہ ساری زمین ان کی خاطر لپیٹ کر رکھ دی جائے گی اور ہر مشکل ان کے قدموں میں ڈھیر کر دی جائے گی۔ ان کے اردگرد اہل بدر کی تعداد میں تین سو تیرہ ساتھی جمع ہو جائیں گے۔ یہ حضرات تمام روئے زمین سے جمع ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کا یہی مطلب ہے "تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تعالیٰ تم سب کو لے آئے گا۔ بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ پھر جب اتنی تعداد میں مخلص لوگ اکٹھے ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنا امر ظاہر فرمائے گا۔ پھر جب تعداد دس ہزار مکمل ہو جائے گی تو اللہ کے حکم سے وہ تشریف لے آئیں گے اور پھر اللہ کے دشمنوں سے اس وقت تک لڑتے رہیں گے جبکہ اللہ تعالیٰ راضی نہ ہو جائے"۔

تحفہ جعفریہ کے مولف کا تبصرہ

ملّا باقر مجلسی نے چند ایسے واقعات ذکر کیے جن سے ثابت کیا گیا ہے کہ

امام مہدی اس وقت مغربی جزائر میں سے ایک جزیرہ میں حکومت کر رہے ہیں۔ وہاں ان کے نام کا سکہ چلتا ہے۔ وہ سکہ ملا باقر مجلسی نے خریدا۔ امام غائب کے علاوہ ان کی اولاد نرینہ بھی وہاں جزیرہ میں حکمرانی کر رہی ہے۔ ان صاحبزادگان اور ان کے زیر تصرف جزائر کے نام اور ان کا رقبہ وغیرہ سبھی بیان کیا گیا۔

گزشتہ روایات کا خلاصہ

امام مہدی (امام غائب) جب کہ اس دنیا میں حکومت کر رہے ہیں اور لوگوں نے ان کے ممالک دیکھے اور ان کا سکہ بھی خریدا۔ ایک سال بھر کی مسافت کے برابر لمبی چوڑی حکومت والا جزیرہ مغربی جزائر میں کہاں ہے؟ دنیا کا جغرافیہ اتنے بڑے ملک سے ناآشنا ہے۔ صرف انہی کتابوں میں ان کا نام اور حدود و رقبہ کا پتہ چلتا ہے۔ اگر یہ امر واقعی ہے تو پھر امام مہدی امام غائب کیونکر کہلائے۔ ان کی حکومت برسوں سے چل رہی ہے' ان کے نام کا سکہ جاری ہے۔ ہزاروں لاکھوں مربع میل پر ان کی اور ان کے فرزندوں کی حکومت ہے۔ اس کے باوجود یہ غائب ہیں اور اپنے قتل کے خوف سے چھپے ہوئے ہیں۔ اتنی بڑی حکومت کا حاکم اور پھر قتل کا خوف؟ دیکھئے موجودہ دور میں ایک شیعہ رہنما جناب خمینی جو ایران کا مذہبی رہنما تھا' اس نے پوری دنیا کو للکارا تھا۔ کیا اہل تشیع کا امام غائب موجودہ رہنما خمینی سے بھی گیا گزرا ہے؟ پھر اس کے لیے فرضی واقعات کا سہارا لیا جاتا ہے۔ ابن بطوطہ کے بقول دریائے فرات کے کنارے ایک مسجد میں وہاں کے باشندے روزانہ امام غائب کی آمد کے منتظر رہتے ہیں۔ اسی طرح جزیرہ میں ایک سال بسر کرنے والے انتظار کر کے تھک گئے لیکن امام غائب نہ آئے۔

ایک طرف ان کی حکومت کے چرچے اور افسانے گھڑے جا رہے ہیں

اور دوسری طرف ان کی آمد کے لیے فریادیں کی جا رہی ہیں۔ انتظار ہو رہا ہے لیکن بے سود۔ گھوڑا سجا کر' ڈھول تھام کر' اسلحہ سے مسلح ہو کر' ان کی حمایت کرنے والے بصد گریہ و زاری بلاتے ہیں لیکن امام مہدی پر قتل کا خوف ایسا طاری ہے کہ وہ کسی کی سنتے ہی نہیں۔ خود اہل تشیع کہتے ہیں کہ جب امام مہدی کے چاہنے والے مخلصین کی تعداد ۳۱۳ ہو گئی تو ان کے ظہور کا اعلان ہو گا اور جب ایک ہزار ہو جائیں گے تو وہ تشریف لے آئیں گے۔ چونکہ ابھی تک وہ نہ تشریف لائے' نہ ان کی تشریف آوری کا کوئی اعلان ہوا تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ ابھی تک پوری زمین پر ان کے نام لیواؤں میں ۳۱۳ بھی مخلص نہیں ملتے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ اس وقت لاکھوں کی تعداد میں شیعہ جو امام غائب کو اپنا بارھواں امام تسلیم کرتے ہیں' وہ ان کے بارے میں مخلص نہیں ہیں اور ممکن ہے کہ امام مہدی ان سے ہی خوف نہ کھاتے ہوں کہ اگر اس وقت وہ تشریف لے آئیں تو یہی غیر مخلص اور نام نہاد محبت کے دعویدار انہیں قتل کر دیں گے۔ تو بات کسی حد تک درست ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آئمہ کا قتل ان کا پرانا شیوہ ہے اور اسی لیے امام جعفر صادقؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ منافقوں کی تمام علامتیں ہمارے شیعوں میں موجود ہیں۔ ("رجال کشی" ص ۲۵۴' ذکر ابو الخطاب) اور امام رضا کا ارشاد ہے کہ ایک ہزار شیعوں میں سے ایک بھی مخلص نظر نہیں آتا بلکہ تحقیق کی جائے تو تمام مرتد نکلیں (بحوالہ "مجمع المعارف" حاشیہ برحلیتہ المتقین' ص ۷' طبع قدیم) اور اگر یہ تمام موجود شیعہ مخلص ہیں تو امام مہدی کے خروج کی مقررہ تعداد کب کی پوری ہو گئی۔ اب تو انہیں تشریف لے آنا چاہیے۔ مختصر یہ کہ امام مہدی کے بارے میں اسباب و وجوہ غیبت جو آپ نے کتب شیعہ سے ملاحظہ کیے' وہ سراسر گپیں اور لغو باتیں ہیں۔ اگر کوئی منصف شیعہ بھی ان عبارات کو حق کی تلاش کے سلسلہ میں پڑھے تو سمجھ جائے گا کہ آئمہ اہل بیت کے کلام میں اس

قسم کا تناقض اور جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ یہ سب کچھ اہل تشیع کی چالبازیاں اور مکاریاں ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے افسانے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

(از "تحفہ جعفریہ" جلد دوم، ص ۲۴۸)

گزشتہ سطور میں شیعہ کے تصور امام مہدی کے تضادات اور افسانہ طرازی کو ہم نے انہی کی بنیادی کتابوں کی من و عن عبارتوں اور ان پر پاکستان کے ممتاز محقق اور عالم دین حضرت مولانا محمد علی صاحب کے تبصرہ کو نقل کیا ہے۔ اس سے شیعہ کے ظہور امام مہدی کے نظریہ کے واضح تضادات اور خود ساختہ افکار کی ایک جھلک نمایاں ہو گئی ہے۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ اپنی طرف سے اس عجیب و غریب نظریہ پر کوئی تبصرہ نہ کریں کیونکہ بعض مخالفین کی طرف سے سپاہ صحابہؓ کے تبصرہ و تذکرہ کو بھی خوامخواہ مخالفت کا نام دیا جاتا ہے۔

امید ہے کہ جملہ ناظرین اور منصف مزاج شیعہ بھی حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے ہی مذہب اور عقیدہ کے اس عظیم ستون کی صداقت و عدم صداقت پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں گے۔

ہمارا نقطہ نظریہ ہے کہ اسلام کی طرف سے حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کے جس عقیدہ کو احادیث میں بیان کیا گیا ہے، جس کے باعث آغاز میں ہم آنخضرت ﷺ کے ۳۷ فرامین پیش کر چکے ہیں---- اس تصور اور نظریہ سے شیعہ کے تصور امام مہدی کا دور کا بھی کوئی تعلق نہیں۔ خود شیعہ مذہب کے اساطین بھی ظہور امام مہدی کے بارے میں یکساں نظریات کے حامل نہیں۔ امام مہدی کی پیدائش، غیبوبیت، ظہور اور کارناموں کے بارے میں متضاد آراء سے ان کے سارے دفتر بھرے پڑے ہیں، جس کی ہلکی سی جھلک بطور آئینہ ہم اس باب میں پیش کر چکے ہیں۔

CS CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پانچواں باب

چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ کے چند جھوٹے

مدعیان مہدی کا تذکرہ

مدعیان امام مہدی نے اسلام کو کیا کیا نقصان پہنچایا

آنحضرت ﷺ کی ۲۶ سے زائد متواتر احادیث میں جس امام مہدی کے ظہور کی خبر دی گئی تھی اگر صرف یہی ایک تصور دنیا میں موجود ہوتا تو ملت اسلامیہ کو ہر صدی میں بے شمار جھوٹے مدعیان مہدی کا چرکہ سہنا نہ پڑتا۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ ہر صدی کا دامن کئی کئی درجن ایسے مدعیان نبوت و مہدی سے آلودہ ہے جنہوں نے شیعہ کی طرف سے تحریر کردہ امام مہدی کے کارناموں اور علامات کی آڑ میں امت مسلمہ کو افتراق و اشتقاق سے دوچار کیا۔ ہر صدی کا سینہ جھوٹے مہدیوں کی خامہ فرسائیوں سے چھلنی رہا، تاریخ کا طالب علم جب ان مدعیان کے دعوؤں پر غور کرتا ہے تو وہ دفعتاً حیرت و استعجاب کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کس طرح من گھڑت اور خودساختہ دعوؤں کی تصدیق کرے۔ بے بنیاد دعاوی کو آئینہ

شریعت قرار دے، عقل و فہم سے ماورا کرشماتی تصورات کو حقیقت و اصلیت کی چادر اوڑھائے، طلسماتی افسانوں کو اسلام اور دین محمدی سے تعبیر کرے۔

لیکن جب ہم امام محمد مہدی علیہ الرضوان کے بارے میں آنحضرت ﷺ کی طرف سے بیان کردہ ۵۰ سے زائد علامات کو بنیاد بنا کر اس عظیم شخصیت پر غور کرتے ہیں تو کسی قسم کا کوئی ابہام سامنے نہیں رہتا۔ اوہام و تخیلات کی بوقلمونی اور قیاس آرائی کی شطحیات حرف غلط کی طرح مٹتی نظر آتی ہیں---- یہ بھی حقیقت ہے کہ آئمہ تلبیس میں مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری" نے آنحضرت ﷺ کے بعد پیدا ہونے والے جن مدعیان مہدی و نبی کا تذکرہ کیا ہے ان میں اکثریت شیعہ کی تھی، انہی میں سے ہم چند ایسے جھوٹے مہدیوں کا تذکرہ کریں گے جنکے دام فریب میں آکر ملت اسلامیہ کی بڑی تعداد نے بھی ضلالت و غوایت کی چوکھٹ پر سر رکھا۔

ان جھوٹے دعویداروں کے تزویر و خبتل نے ایک عہد کو نظریاتی کشمکش کا شکار بنائے رکھا، بڑی بڑی مسلم آبادیوں میں کئی مہدیوں کا ایسا جادو چلا کہ وہ گمراہی کے گڑھے میں آخر عمر تک جاں بلب رہے، کئی ایک حقیقت کے آشکار ہوتے ہی ہدایت کی طرف لوٹ آئے۔

مہدی کے نام سے کئی افراد نے سادہ لوح مسلمانوں سے رقم ہتھیانے کا مشغلہ جاری کیا تو کئی مدعیان نے اسے شعبدہ بازی اور جاہ و مرتبت کی فسوں کاری کے لیے استعمال کیا۔ لاعلم اور جاہل مسلمانوں کو اس مقدس نام سے ہر صدی میں فریب دیا گیا، علم نجوم کی کرشمہ سازی اور علم اعداد کے کئی اسرار کھولے گئے۔ دین محمدی سے ناواقف اور امام مہدی کے بارے میں اسلامی تعلیمات سے ناآشنا عوام کے کئی مسلم گروہوں نے کئی جھوٹے مدعیان کو سر پر اٹھالیا، ان کی نیازمندی اور عقیدہ و توسل کا ڈھنڈورا پیٹا گیا۔ جونہی اہل حق کے کسی گروہ نے ان کے کذب و ضلالت کی نشاندہی کی تو قوموں نے انہیں

جہنم رسید کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔

ہر دور میں جھوٹے مہدی پیدا ہوئے

تاریخ میں مہدی کے نام کے کئی دعویدار ایسے بھی ملتے ہیں جنھوں نے شعبدہ بازی کے بام ثریا کو چھو لیا۔ خوارق عادات کے ذریعے ایسے ایسے کرشمے دکھائے کہ بڑے بڑے پارسا بھی ان کی گمراہی کے سحر سے آلودہ ہوگئے۔ کسی نے اپنے آپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد کہہ کر متعارف کرایا، کسی نے بارہویں امام کے نام سے حظ وافر پایا، کسی نے دعویٰ مہدی موعود دعویٰ مسیح موعود اور بالآخر دعویٰ نبوت کر کے امت محمدیہ کے افکار کو پژمردہ کیا۔

مہدویت خدائی کی دہلیز پر

کسی نے اپنے آپ کو ظل نبی کہا کسی نے مردوں کو زندہ کرنے، بیماروں کو شفاء دینے، جانوروں کی بولیاں جاننے اور کسی نے دریاؤں اور درندوں کو مسخر کرنے کے راگ الاپے۔ الغرض بیچاری مسلم امہ ہر دور میں مہدیوں کی ستم کشی کی ٹیس سے کراہتی رہی، کہاں کہاں جھوٹے افکار کے کانٹوں سے دامن بچاتی رہی۔ آپ تاریخ کے افق پر ثبت ہونے والے جس مہدی کی کارگزاری کا مشاہدہ کریں گے اس میں ایک بات ہر جگہ مشترک نظر آئے گی کہ وہ مختلف طریقوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور ان کی مقدس اولاد کے بارہ بزرگوں میں کسی نہ کسی سے اپنا رشتہ جوڑتا ہوا نظر آئے گا۔

جھوٹے مہدیوں کی اکثریت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کی مخالفت کرتی ہوئی نظر آئے گی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دشمنی ان کا طرہ امتیاز ہوگی، اولاد پیغمبر کی آڑ میں انہوں نے کس کس قوم کو اسلام سے برگشتہ کیا، کس کس دور کو آل رسول سے الفت کی آڑ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دشمنی اور بغض سے آلودہ کیا۔

کسی جگہ اسلام کو مجوسیت کے آئینے میں پیش کیا گیا، کہیں اسے مسیحیت کے عقیدہ تثلیث اور یہودیت کے عقیدہ ابنیت عزیر علیہ السلام کے برابر کھڑا کرنے کی کوشش کی گئی۔ یہ سب کچھ شیعہ کے اس تصور امام مہدی کا نتیجہ ہے جس کو ماننے کے بعد اسلام کی پوری عمارت زمین بوس ہو جاتی ہے۔ اسی حقیقت کو آشکار کرنے کے لیے ہم نے زیر نظر باب میں چند جھوٹے مہدیوں کا مختصر تعارف اور ان کی جعل سازی کا آئینہ ناظرین کے سامنے پیش کیا ہے۔

آج اگر شیعہ پھر کسی ایسی شخصیت کو ایک برگزیدہ امام اور مقدس ہستی کے طور پر پیش کریں جس کے ظہور اور آمد کی کوئی نشانی بھی احادیث میں مزکور نہ ہو، پھر اس مقدس ہستی کے کارناموں میں یہ بات بھی شامل ہو کہ وہ ظہور کے بعد اہلسنّت کا قتل عام کرے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کو آنحضرت کے روضہ اقدس سے نکال کر (معاذ اللہ) مدینہ منورہ کے چوک میں پھانسی پر لٹکائے گا یا وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر حد جاری کرے گا وغیرہ وغیرہ تو ہم اسے کس طرح اسلام کا سچا مہدی تسلیم کر لیں، کیونکر اس فریب پر خاموش ہو جائیں-----

اسلام کے امام مہدی علیہ الرضوان کی احادیث میں مزکورہ تمام علانات کو جاننے والا شیعہ کے تصور امام مہدی کو اسلام کے برعکس ایک نیا اور خود ساختہ تصور ہی قرار دے سکتا ہے---- گزشتہ اوراق میں شیعہ کے جس مزعومہ "تصور امام مہدی" کو ان کی معتبر کتب سے پیش کیا گیا ہے----- ناظرین ہی بتائیں کہ ۱۴۰۰ سو سال کی کس مسلم اسلامی شخصیت اور فقیہہ نے

CS CamScanner

اس تصور کی تائید کی ہے۔ ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ شیعہ کا تصور امام مہدی اسی طرح من گھڑت اور خودساختہ ہے جس طرح چودہ سو سال میں دیگر کئی افراد نے اس نام کی آڑ میں دعوئ مہدی کیا ہے۔ زیر نظر مہدیوں کے حالات کو نقل کرنے کی اصل وجہ اس تسلسل کو ظاہر کرنا ہے جو اس نام کی آڑ میں امت مسلمہ کو دھوکہ اور فریب دے کر جاری رکھنے کا ذریعہ ہے۔

شیعہ دعوئ مہدویت پر از سرنو غور کریں

ہم یہاں شیعہ سے بھی گزارش کریں گے' آپ اپنے اس تصور امام مہدی پر از سرنو غور کریں' اس کے کارناموں کا بغور جائزہ لیں' اس کے ظہور کے بعد کی مزعومہ خدمات کو اسلام کے تصور امام مہدی کے تناظر میں دیکھیں۔ ہماری اس جائز اور مثبت تنقید پر چیں بہ جبیں ہونے کی بجائے' اس بات کو سوچیں کہ آپ کے عقیدہ کے مطابق جس امام مہدی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کو روضہ اقدس سے نکال کر تختہ دار پر چڑھانا ہے' ایک گناہگار سے گناہگار مسلمان بھی اس تصور پر چشم پوشی کیسے کر سکتا ہے؟ اس کا فرض ہے کہ وہ ایسے تصور کے خلاف اسلام ہونے اور اس نظریہ کو شریعت محمدیہ سے کھلی بغاوت سے تعبیر کرے۔ ایسے نظریات کی موجودگی میں مسلمانوں سے وحدت کے دعوؤں اور اتحاد و یگانگت کے راگ الاپنے کو فریب اور دھوکہ کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔۔۔۔۔۔

جھوٹے مدعیان مہدی ----اور من گھڑت بارہویں امام

پہلا مہدی-----صالح بن طریف برغوانی

آنحضرت ﷺ کی طرف آخری زمانہ میں امام مہدی کے ظہور پر مشتمل ارشادات کی آڑ میں ہر صدی میں کسی نہ کسی جھوٹے اور کاذب مدعی نے مہدی موعود کا دعویٰ کرکے سادہ لوح عوام کو ورغلایا۔ شیعہ کی طرف سے ۱۲ویں امام کی علامات اور ان کے کارناموں کی تصریحات سامنے آجانے کے بعد ہر ملک اور قوم سے مہدی نچھاور ہونے لگے۔ طرح طرح کی پیشنگوئیوں اور من گھڑت الہامات اور دعاوی نے خود مہدیوں کی آمد اور طریق کار کو بھی مضحکہ بنادیا تھا۔

اب ہم نہایت اختصار کے ساتھ "چند جھوٹے مدعیان مہدی" کا تعارف کراتے ہیں----- پڑھئے سر دھنئے----- اور کاذبوں کی نگری میں پیش آنے والی بوقلمونیوں سے لطف اندوز ہوں-----

مختصر تعارف

- نام مع ولدیت-------صالح بن طریف
- مقام ولدیت------- سرزمین اندلس کے قلعہ باطرین میں پیدا ہوا۔
- دعویٰ مہدویت-----۱۳۵ھ میں پہلے دعویٰ نبوت کیا پھر مہدی اکبر ہونے کا مدعی ہوگیا۔
- مقام----- مغرب اقصیٰ کے علاقہ تامستان میں بربری قبائل کی سادگی سے فائدہ اٹھاکر دعویٰ مہدویت کیا۔
- کارگزاری------ دعویٰ مہدویت کے کچھ عرصہ بعد شمالی افریقہ کے ایک وسیع علاقے میں حکومت قائم کی۔
- کارنامہ------ (الف) اقتدار پر آنے کے بعد جاہل اور سادہ لوح

عوام کے سامنے ۸۰ سورتوں والا قرآن پیش کیا۔ اس میں اپنی امامت اور دعوئ مہدویت پر مشتمل سورتیں گھڑی گئی ہیں۔

○ گوشہ نشینی------ ۱۷۴ھ میں اقتدار سے علیحدہ ہوکر مشرقی افریقہ میں گوشہ نشینی اختیار کی۔

دوسرا مہدی

○ جھوٹے مدعی صالح بن طریف نے آخری وقت اپنے بیٹے الیاس کے حق میں وصیت کی۔

○ الیاس (مدعی مہدی)----- ۲۲۴ھ میں الیاس نے اپنے باپ کے جھوٹے دعوؤں کی بنیاد پر عروج حاصل کیا' وہ ایک طویل عرصہ تک باپ کے کفریات پر عمل پیرا رہا۔

تیسرا مہدی

○ الیاس کے بعد اس کا بیٹا یونس جانشین قرار پایا------ صالح کے جھوٹے دعوئ کو اس کے پوتے یونس کے دور میں پروان چڑھا' سادہ لوح لوگوں میں امام مہدی کے نام کا ایسا چرچا کیا گیا کہ اس کا سحر پانچویں صدی ہجری تک جاری رہا۔

○ اہلسنّت کے خلاف یونس کی جنگیں' آٹھ ہزار مسلمانوں کا قتل عام------ یونس نے اپنے دادا کے افکار کو فروغ دینے کے لیے ایسی ایسی کرشمہ سازی کی کہ یہ بہت بڑی جمیعت کے ساتھ مسلمانوں کے کئی علاقوں پر حملہ آور ہوا۔ (''الاستقصاء'' جلد اول) کے مطابق اس نے مسلمانوں کے ۳۸۰ دیہاتوں کو نذر آتش کیا اور ہر قسم کی سختی کے باوجود اپنے دعوؤں کا انکار

کرنے والے ۸ ہزار مسلمانوں کو قتل کیا۔

یونس کی ہلاکت

۲۶۸ھ میں یونس ہلاک ہوگیا۔

چوتھا مہدی

یونس کے بعد اس کا قریبی ساتھی ابو غفیر محمد بن معاذ جانشین بنا

یونس کے بعد اس کی وصیت کے مطابق اس کا بہت ہی قریبی ساتھی ابو غفیر محمد بن معاذ جانشیں قرار پایا۔ اس نے مہدی کے ساتھ دعوئی نبوت بھی کیا...... اس کی چوالیس بیویاں اور لاتعداد اولاد تھی۔

پانچواں مہدی

محمد بن معاذ کے بعد عبد اللہ جانشین ہوا

۳۲۵ھ میں اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا عبداللہ تخت نشین ہوا اس نے چوالیس سال حکومت کی' یہ بھی جھوٹے مہدی اور کاذب نبی کی حیثیت سے طویل عرصہ تک عوام کو گمراہ کرتا رہا۔ دنیا کے بڑے بڑے علاقوں کو اس نے سرنگوں کیا۔

۳۳۹ھ میں اس کا انتقال ہوا پھر جاکر اس کا سحر ٹوٹا اور اسلامیان عالم نے طویل عرصہ بعد جھوٹے مہدیوں اور من گھڑت مدعیان نبوت سے نجات

حاصل کی۔

صالح بن طریف اور اس کی اولاد کے مدعیان مہدی کی خود ساختہ شریعت کی مختصر سی جھلک

۱۔ پیرو کاروں پر دن رات میں دس نمازیں فرض کی گئیں' (پانچ دن اور پانچ رات میں)۔

۲۔ وضو میں ناف اور کمر کا دھونا بھی واجب تھا۔

۳۔ غسل جنابت معاف کر دیا گیا صرف زانی غسل جنابت کر سکتا تھا۔

۴۔ بیویوں کی تعداد کا تعین ختم کر دیا گیا۔

۵۔ نماز صرف اشاروں سے پڑھی جاتی تھی۔ آخری رکعت میں پانچ سجدے ادا کرنے کا حکم۔

۶۔ ایک ہزار طلاق دے کر بھی رجوع کیا جا سکتا ہے۔

۷۔ حلال جانوروں کے سر حرام اور مرغی کا گوشت مکروہ' مرغ کا گوشت حرام۔

۸۔ چوری کی سزا قتل۔

۹۔ رعایا پر حکمرانوں کا تھوک چاٹنا لازمی قرار دیا گیا۔

(از کتاب "الاستقصاء" "اخبار الدوال المغرب الاقصیٰ" جلد اول ص ۵۱)

چھٹا مہدی

عبداللہ بن میمون (اھوازی) باطنی

شیعہ کا ایک فرقہ باطنی کا کہلاتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اس کی تعلیمات کی بنیاد اپنے عقیدہ کو چھپانے اور بات کو پیٹ میں رکھنے پر ہے۔ باطنی کا معنی ہی پیٹ والا ہے۔

عہد حاضر میں اسی فرقہ کو اسماعیلی کہا جاتا ہے۔ شروع میں اس فرقہ نے اسماعیلیت کی بجائے "باطنیت" کی طرف خود کو منسوب کیا------

عبداللہ بن میمون------ایران کے شہر اھواز کا رہنے والا تھا۔

ابتداء میں یہ حضرت جعفر صادقؒ کے صاحبزادہ اسمٰعیل کی خدمت میں بعد ازاں ان کے دوسرے بھائی محمد کے پاس آیا' ان کے ساتھ مصر کا بھی سفر کیا۔

محمد کے انتقال کے بعد اس کے غلام' مبارک نے اسے اسماعیلی مذہب کی دعوت کے ابلاغ کے لیے مصر سے کوفہ بھیجا' پھر کوہستان عراق اور بصرہ پہنچا۔ یہاں کچھ عرصہ تو اسماعیلی مذہب کی تبلیغ کرتا رہا۔ بعد میں اس نے نبوت اور مہدویت کا دعوئ کر دیا۔ عبداللہ کا والد میمون بن ویصان مجوسی ایرانی تھا اور حضرت جعفر صادقؒ کا آزاد کردہ غلام تھا اس نے اسلام دشمنی اور مسلمانوں کی اذیت رسانی میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ رفتہ رفتہ عبداللہ نے اپنی نسبت حضرت اسمٰعیل سے ختم کر کے اپنے والد کی طرف میمونی کے نام سے اپنے پیروکاروں کو منسوب کیا۔ بعد میں یہی لوگ قرامطہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ انہوں نے کوفہ اور مصر سے نکل کر "قم" میں جا کر اپنے مذہب کو فروغ دیا----- عبداللہ بن میمون نے اہل بیت کی محبت کی آڑ میں صحابہ کرام' خلفاء راشدینؓ کے خلاف دشمنی کا بیج بویا۔ قم میں علماء اہلسنّت کی بروقت مداخلت کے باعث یہ بھاگ کر "رے" موجودہ تہران چلا گیا' یہاں اس کو مہدویت کے فروغ اور شیعہ کے قرامطی فرقہ کی ترویج کا موقع میسر آیا۔

CS CamScanner

ساتواں مہدی

احمد کی جانشینی

عبداللہ بن میمون کی موت کے بعد اس کے لیے احمد بن عبداللہ نے جانشینی پائی۔ اس کی کوشش سے بعد میں باطنی مذہب کو فروغ ملا۔ اس کی کوشش سے شاعر ایران غیاث نے نماز' روزہ' حج' زکواہ کے مقابلے میں مختلف اصطلاحیں ایجاد کیں۔ ارکان اسلام کا من گھڑت مفہوم عام کر کے اسلامی شریعت کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا۔۔۔۔۔۔ "مہدی موعود" کے دعوے کے مطابق نئے مذہب کی بنیاد رکھ کر نئے نئے کارناموں کے ذریعے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کیا۔

("ازائمہ تلبیس" جلد اول' ص۲۲٦)

جھوٹے مہدی احمد بن کیال باطنی کی طرف سے نئی شریعت کی چند اصطلاحات

اسلامی الفاظ	فرقہ باطنی کی طرف سے تحریف شدہ معانی
ملائکہ	باطنی فرقہ کے داعی و سناد
جبرائیل	محمدؐ کی عقل و فراست
شیاطین	ظاہر پر عمل کرنے والے
جن	گنوار لوگ
نبی	ناطق حق
وحی	اساس حق گوئی

قیامت	کسی چیز کا اپنی اصل کی طرف لوٹنا
جنت	جسمانی راحت
دوزخ	جسمانی تکلیف
کعبہ	محمد
باب	علی رضی اللہ عنہ
تلبیہ	اجابت مدعو
طواف	آئمہ طاہرین کے گھر
روزہ	امام کا راز افشاء نہ کرنا
زکواۃ	دل کی صفائی اور پاکیزگی
غسل	توبہ کر کے امام سے دوبار عہد کرنا
وضو	امام سے آئین مذہب حاصل کرنا
تیمم	امام کی غیبت میں نقیب سے آئین مذہب حاصل کرنا
میقات	وقت اجابت
صفا	محمد
مروہ	وحی
نار ابراہیم	نمرود کے غصہ کی آگ
ذبح ابراہیم	اسمٰعیل سے جدید عہد لیا گیا
یاجوج وماجوج	علماء ظاہر
طوفان نوح علیہ السلام	کثرت علم نوح علیہ السلام
کشتی نوح	وہ جزیرہ جس میں امت نوح محصور ہوئی
عصائے موسیٰ	موسیٰ کی دلیل وحجت
اذان	لوگوں کو امام کی اطاعت پر آمادہ کرنا

نماز	امام سے موالات کرنا
حج	امام کی زیارت
زنا	بلا عہد و میثاق افشائے سر امام باطنیہ
احتلام	نادانستہ اغیار سے افشاء راز کرنا
جنابت	بھید ظاہر کرنا
مسیح کا مردے زندہ کرنا	دلوں کو علم وہدایت سے زندہ کیا جانا

(ماخوذ از آئمہ تلبیس بحوالہ "الفرق و تلبیس الشیخ ابن جوزی)

آٹھواں مہدی

جھوٹا مہدی احمد بن کیال بلخی---چند مضحکہ خیز دعوے

یہ فارسی و عربی کا بہت بڑا مصنف اور فصیح و بلیغ و بلند پایہ شاعر و مقرر تھا۔ کچھ عرصہ تک لوگوں کو اہل بیت کی طرف بلاتا رہا پھر خود ہی امام الزمان کا دعوی کر کے ہزاروں انسانوں کو دام فریب میں لانے اور اپنی سحربیانی کے ذریعہ بعض اہل علم و فضل تک کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہوگیا۔

احمد خود کو تمام انبیاء سے افضل اور اہل بصیرت و اصحاب دانش کا مقتدی کہلانے میں فخر محسوس کرتا تھا۔ اپنے امام الزمان و قائم آل محمد کے دعوی پر دلیل یہ دیتا تھا کہ اسم احمد ان چاروں عالموں کے مطابق ہے۔ الف نفس اعلی کے مقابلہ میں حا نفس ناطقہ کے مقابل میم نفس حیوانیہ کے مقابل اور دال نفس انسانیہ کے مقابل ہے۔

اس طرح اس کا دعوی تھا کہ میرے نام کے حروف میں سے الف انسان پر دلالت کرتا ہے۔ حا حیران پر میم طائر پر اور دال مچھلی پر دلالت کرتا

ہے۔

اس طرح انسان کو اللہ تعالیٰ نے احمد کی شکل پر پیدا کیا ہے۔

قد الف دونوں ہاتھ حا پیٹ میم پاؤں دال کی شکل میں ہیں۔

(ملحق ائمہ تلبیس بحوالہ "الملل والنحل علامہ سہرسانی" جلد اول ص ۲۴۲)

نواں مہدی

حمدان بن اشعت قرمط---(مہدی منتظر کا مدعی)

مدان بن اشعت کوفہ کے ایک چاہ کن کا بیٹا تھا۔ بیل پر سواری کرنے کی وجہ سے اس کو قرمیط کہا جاتا تھا۔ شروع میں تصوف و اشتغال کی طرف مائل تھا، لیکن باطنی فرقہ کے ایک دعی کے دام فریب میں آکر دولت ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھا اور داعی کی حیثیت سے باطنی فرقہ کا سرغنہ بن کر کام کرنے لگا۔ اس کے باطنی پیروکار اس کی نسبت سے قرامطی یا قرامطہ کہلانے لگے

حمدان نے باطنی طریقہ کے اصولوں کے ساتھ ساتھ بعض ظاہری احکام کو بھی اپنے مذہب کا حصہ بنایا اور امام محمد بن حنیفہؒ کے فرزند احمد کو رسول اللہ ﷺ بنا کر ۲۶۴ھ یا ۲۷۸ھ میں خود کو مہدی منتظر کے منصب پر براجمان کیا۔ سادہ لوح عوام اس کے ذکر و اشغال اور صلاح و تقویٰ کی وجہ سے اس کے دعویٰ کو تسلیم کرکے اس کے پیروکاروں میں شامل ہو گئے اور ان کا عقیدہ تھا کہ قرمط وہی شخص ہے جن کی بشارت احمد بن محمد بن حنیفہؒ نے دی تھی۔ اس نے مہدی منتظر کی نئی شریعت اپنے پیروکاروں پر پچاس نمازیں فرض کیں اور بعد میں صرف چار رکعتیں باقی رکھیں۔ دو رکعتیں قبل از فجر دو رکعت قبل از غروب۔

جھوٹے حمدان مہدی نے خانہ کعبہ کی بجائے بیت المقدس کو قبلہ قرار دیا

سال بھر میں دو روزوں (ایک ماہ حرجان اور دوسرا نوروز کا) حکم دیا۔ شراب کو حلال، غسل جنابت کی معافی، تمام درندوں و پرندوں کی حلت اور بیت اللہ کی بجائے بیت المقدس کو قبلہ قرار دیا۔ مرد و عورتوں کی مخلوط جماعت جمعہ کی جگہ پیر کے دن کی تعطیل کا اعلان کیا۔

جب حمدان کے پیروکاروں کی تعداد بڑھنے لگی تو اس نے بارہ آدمیوں کو نقیب بنایا اور انہیں حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کی مانند قرار دے کر مختلف شہروں کی طرف تبلیغ کے لیے روانہ کر دیا۔

جھوٹا امام مہدی قتل سے بچ نکلا تو کئی افسانوں نے جنم لیا

گورنر کوفہ ہیصم نے اسے گرفتار کر کے جیل کی بجائے اپنے ہاتھ سے قتل کرنے کی نیت سے قصر امارت کی ایک کوٹھری میں بند کر کے تالہ کی چابی اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لی۔ لیکن اس کی ایک کنیز نے ترس کھا کر اسے رہا کر دیا اور خاموشی سے چابی پھر وہاں رکھ دی۔ اس رازدارانہ انداز سے حمدان کی رہائی نے اس کے پیروؤں میں دیومالائی داستانوں کو جنم دیا اور خود اس نے اپنے بارہ میں بلند و بانگ دعوے شروع کر دیے لیکن دوبارہ گرفتاری کے خوف سے شام کی طرف بھاگ گیا۔

جو مخالف ہو اسے قتل کرنا واجب ہے

وہاں پر علی بن محمد خارجی سے کئی روز تک مناظرہ کر کے اسے اپنی ہمنوائی پر تیار کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن بالاخر ناکام ہو کر واپس قرمط آکر عزلت نشین ہو گیا اور پھر کوچہ گمنامی سے راہ عدم کی طرف منتقل ہو گیا۔

جھوٹا امام مہدی حجر اسود اکھاڑ کر عمان لے گیا

حمدان قرسطی کا مذہب تھا کہ جو مخالف ہو اسے قتل کرنا واجب ہے۔ اس کے بعد اس کے پیروان قرامطہ نے ایک مستقل دہشت و تخریب کاری کا عنوان اختیار کر کے عرصہ دراز تک سلاطین اسلام اور ملت اسلامیہ کی پشت پر کاری زخم لگائے اور آگے چل کر ان کی عسکری قوت اس حد تک بڑھی کہ خلفاء بنی عباس ان خونخوار بھیڑیوں کا نام سن کر کانپ جاتے تھے۔ اور پھر ایک وقت آیا کہ خراسان سے شام تک ہر شہران کی ستم کاری کا نشانہ بننے لگا حتیٰ کہ بیت اللہ سے حجر اسود کو اکھاڑ کر عمان لے گئے جسے کئی سالوں بعد بازیاب کرایا جا سکا۔

ابو سعید جنابی اور اس کا بیٹا ابو طاہر قرسطی، زکرویہ یحییٰ بن زکرویہ اور علی بن فضل یمنی نے عرصہ دراز تک عالم اسلام کے خلاف ہلچل مچائی رکھی۔
(ملخص از آئمہ "تلبیس ص ۲۷۷ و تاریخ کامل" جلد ۷، ص ۱۴۸)

دسواں مدعی مہدی عبید اللہ مہدی

مصر میں عبیدی فرمانرواؤں کا مورث اعلیٰ عبید اللہ مہدی کوفہ کا رہنے والا تھا۔ خود کو ہاشمی قرار دے کر اولاد سیدہ فاطمہ سے ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ جبکہ مورخین نے اس کے فاطمی ہونے سے انکار کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ حسین بن محمد بن احمد بن عبید اللہ بن میمون اھوازی کا بیٹا تھا۔ اس نے ملک

مغرب میں جاکر اپنے علوی ہونے کا دعویٰ کیا جسے علمائے نے تو قبول نہ کیا جہلاء نے اسے فاطمی کہنا شروع کر دیا۔ یہ اور اس کے جانشین ملحد و غالی شیعہ تھے۔

۲۷۰ھ میں عبید اللہ نے مہدویت کا دعویٰ کیا اپنے متبعین کا نام مہدویہ رکھا۔ ۲۷۳ھ میں اس نے حج کیا قبیلہ بنو کنانہ اس پر ایمان لا کر اس کے ہمراہ مغرب چلے آئے۔ عبید اللہ ۲۷۰ھ سے ۳۲۲ھ تک باون سال جھوٹی مہدویت کی ڈفلی بجاتا رہا اور ۲۴ سال ایک ماہ بیس دن تک حکومت کی۔

عبید اللہ کا تعلق شیعہ کے باطنی فرقہ سے تھا

عبید اللہ اور اس کے پیروکار اسماعیلی مذہب جو باطنیہ کے نام سے معروف تھا اس پر عمل پیرا تھے۔ اصحاب رسول ﷺ کی توہین اور بعد از وصال رسول ﷺ سوائے پانچ صحابہؓ کے بقیہ تمام کو مرتد (معاذ اللہ) قرار دیتے تھے اور مخالفین کو سخت سزائیں دینا ازواج مطہرات کی ہجو کرنا ان کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ صرف رعایا کی دلجوئی کے لیے اسلام کے ظاہری ارکان کو بھی بجالاتے تھے۔ بہت سے علماء کو مصر میں صرف اس وجہ سے جام شہادت نوش کرنا پڑا کہ انہوں نے اصحاب رسول ﷺ پر تبرا کرنے سے انکار کیا اس وجہ سے علامہ سیوطی نے لکھا ہے کہ تاتاریوں سے زیادہ خاندان اسلام کو ان عبیدیوں نے نقصان پہنچایا۔

عبیدیوں کے نزدیک ہر مرد اٹھارہ عورتوں سے بیک وقت نکاح کر سکتا ہے اور ان کا ہر امام خدائے بزرگ و برتر سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے آدم کے پھر نوح کے بعد میں دوسرے انبیاء کے جسم میں حلول کیا اور پھر حضرت علی بن ابی طالب کے جسم میں حلول کیا۔ شیعہ اثنا عشری کے نزدیک تو امامت بارہویں امام پر رک گئی مگر ان کے ہاں حضرت جعفر کے بیٹے اسماعیل

ساتویں امام تھے۔ یہ سات امام ظاہر تھے ان کے بعد تین امام مخفی ہوئے جو عالم کائنات میں نمودار نہیں ہوئے، پھر ان کے بعد آئمہ ظاہر کا سلسلہ شروع ہوگیا جن کا پہلا امام عبیدی اللہ مہدی دوسرا ابوالقاسم ملقب بہ قائم بامراللہ ہیں اور مصر کے چودہ عبیدی حکمران آئمہ کی صف میں شامل تھے۔ ان لوگوں نے مصر و شام میں خوب بدعقیدگی کو فروغ دیا۔ انبیاء کی شان میں گستاخیاں، شراب کی حرمت کا خاتمہ، نماز تراویح کی ممانعت اور حکمرانوں کو سجدے کرانا اور اصحاب رسول ﷺ کو گالیاں دینے کا حکم دیتے تھے۔

(ملخص "آئمہ تلبیس" جلد۱، ص۲۹۹، بحوالہ "تاریخ الخلفاء للسیوطیؒ")

چنانچہ احادیث میں بیان کی گئی علامت کے مطابق نام اور ولدیت و خاندان اہلبیت سے نسبت کا رنگ خوش اعتقاد اور منتظر لوگوں کے لیے کافی تھا۔ چند ہی روز میں ایک لشکر عظیم مہدی بزرگوار کے گرد جمع ہوگیا اور کفار کی جگہ مسلمانوں کی ایذاء رسانی کے درپے ہوگیا۔ رصافہ کی جامع مسجد کو آگ لگادی، مسلمانوں کے خون سے تلواروں کو رنگین کیا۔ بالاخر خلیفہ مکتفی باللہ کے لشکر کے مقابلہ میں اپنے پیروں کے ہمراہ خودساختہ مہدی لقمہ اجل ہوگیا۔

(ملخص "آئمہ تلبیس" ص ۲۹۴، بحوالہ "ابن اثیر")

گیارہواں مدی مہدی: حسین بن زکرویہ معروف بہ صاحب شمامہ

زکرویہ کا بیٹا حسین بھی مہدویت کا مدعی بن کر اپنے آپ کو احمد کے نام اور ابوالعباس کی کنیت سے متعارف کرانے لگا۔ اکثر بادیہ نشینوں کے قبائل نے اس کی جھوٹی مہدویت کو تسلیم کرلیا۔ اس کے چہرہ پر ایک تل تھا جسے یہ خدا کی طرف سے مہدی کی علامت قرار دیتا تھا اس وجہ سے یہ صاحب الشمامہ کے نام سے مشہور ہوگیا۔

دعوئ مہدویت کے لیے قرآن میں تحریف

اس کے چچا زاد بھائی عیسیٰ بن مہدی نے اسے مدثر کا لقب دے کر کہا کہ قرآن میں تم ہی مدثر کے نام سے پکارے گئے ہو۔ یہ اپنے پیروؤں کو مسلح کرکے دمشق پر چڑھ دوڑا اور اہل شہر نے دولت و زر دے کر صلح کی۔ بعد ازاں حمص کو فتح کرکے منبروں پر امیرالمومنین کے نام سے اپنے خطبے پڑھوانے شروع کرائے۔ پھر حماہ و معرہ النعمان پر غالب ہو کر قتل و غارتگری کا مرتکب ہوا۔ پھر بعلبک پہنچ کر قتل عام شروع کرایا حتیٰ کہ بچوں اور جانوروں تک ذبح کرا دیا۔ اس کے بعد سلمیہ کے دھات کی طرف رخ کیا اور لوگوں کو قتل کیا بعض کو قید کیا۔

جھوٹے مہدی کو سولی پر لٹکایا گیا

بالآخر اس کو سرکش اور فتنہ انگیزی کی سزا سے دوچار کرنے کے لیے خود خلیفہ مکتفی باللہ کو ایک لشکر جرار لے کر میدان میں آنا پڑا اور حماہ کے باہر میدان میں حسین کے ساتھ معرکہ آرائی کرنا پڑی جس میں سخت جدال و قتال کے بعد حسین کو شکست ہوئی اور اس کے ہزاروں پیروکار تہ تیغ ہو کر واصل جہنم ہوگئے اور باقی کاب کی طرف بھاگ گئے در ابن طولون نے ان کو بھی آرام سے نہ بیٹھنے دیا۔ حسین روپوش ہونے کی صورت میں حلیہ بدل کر رحبہ پہنچا مگر اس کو گرفتار کرکے خلیفۃ المسلمین کے پاس برکتہ پہنچایا گیا جہاں اسے پہلے ۲۰۰ کوڑے لگوائے گئے پھ اس کو سولی پر لٹکا دیا گیا۔

(ملخص "آئمہ تلیس" ص ۱۷، بحوالہ "کامل ابن اثر" جلد ۷، ص ۱۷۲)

بارہواں مدعی مہدی: ابو سعید حسن بن بہرام جنابی قرمطی

۲۸۱ھ میں بحرین کے مضافات قطیف میں علی بن معلی بن حمدان کے گھر پر یحییٰ بن مہدی نامی شخص وارد ہوا اور دعویٰ کیا کہ مجھے مہدی آخرالزمان نے اپنا ایلچی بنا کر بھیجا ہے اور وہ عنقریب خروج کرنے والے ہیں۔ یہ شخص حقیقتاً اسماعیلی مبلغ عبید اللہ کا پیغام بر تھا جو کہ ایک منصوبہ کے تحت اس کا راستہ ہموار کر رہا تھا۔ چونکہ علی بن معلیٰ غالی شیعہ تھا اس نے قطیف کے شیعان کو جمع کر کے وہ خط ان کے سامنے پڑھوایا جسے یحییٰ اپنے دعویٰ کے مطابق مہدی آخرالزمان سے لے کر آیا تھا۔ شیعان قطیف نے اس خط کو سن کر حلف اٹھا کر پرجوش انداز میں وعدے کیے کہ وہ مہدی آخرالزمان کے ہم رکاب ہو کر دشمنوں سے لڑنے کو تیار ہیں اور اس طبقہ شیعہ کا سردار ابو سعید جنابی تھا۔

امام مہدی کا نام پر خمس وصول کرنے کا ڈھونگ

یحییٰ بن مہدی کچھ دن تک غائب رہ کر پھر مہدی کی طرف سے شیعان قطیف کے نام دوسرا خط لے کر حاضر ہوا۔ جس میں اہل قطیف کے جذبات کا شکریہ ادا کرنے اور ان کی تحسین کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی تحریر تھا کہ ہر شخص چھتیس چھتیس دینار یحییٰ کی نذر کر کے حکم امام کی تکمیل کرے۔ قوم نے ہزاروں دیناروں سے یحییٰ کی جھولی کو بھر دیا تو کچھ روز بعد یحییٰ امام آخرالزمان کی طرف سے خمس وصول کرنے کا خط لے کر آ دھمکا جسے شیعان قطیف نے خوش اعتقادی کے جذبہ سے تسلیم کر لیا۔ انہی ایام میں یحییٰ بن مہدی ابو سعید جنابی کی اجازت سے اس کی بیوی سے حرام کاری کا مرتکب ہو گیا اور حاکم قطیف نے اس کی سر اور داڑھی منڈوا کر خوب پٹوایا۔ ابو سعید اپنے علاقہ جنابا کو بھاگ گیا اور یحییٰ نے بنی کلاب، عقیل اور خریس کے قبیلوں کا رخ کیا۔

یہاں تک کہ ان قبائل کو ابو سعید کی حمایت میں کھڑا کر دیا۔

مساجد کا انہدام اور احراق قرآن

اس جمعیت کے حاصل ہوتے ہی ۲۸۶ھ میں خود ابو سعید جنابی نے مہدی ہونے کا دعویٰ کر دیا اور بصرہ کی طرف اپنے حمایتیوں کا لشکر لے کر بڑھا جہاں پر عباس بن عمر غنوی دو ہزار سواروں اور ہزاروں پیادہ لشکریوں کے ساتھ مقابلہ پر آیا اور شکست سے دوچار ہوا۔ ابو سعید جنابی نے میدان جنگ سے قیدی ہونے والے مسلمانوں کو آگ میں جلوایا اور پھر ہجر کی طرف رخ کیا اور مساجد کے انہدام اور قرآن کریم کے نذر آتش کے ساتھ ساتھ ہزاروں مسلمانوں کو تہہ تیغ کیا۔

۳۰۱ھ میں ابو سعید کو اس کے خادم عقلی نے حمام میں مار دیا اور دو تین رئیسوں کو بھی اس ساتھ ہی واصل جہنم کیا۔ ابو سعید جنابی گو مشہور قرمطی تھا لیکن باطنی طریقہ کا دلدادہ تھا۔ کہتا تھا کہ حشر و نشر، معاد و حساب وغیرہ سب فضول قصے ہیں۔ جو شخص کسی کو نماز روزہ کی ادائیگی کرتا دیکھے اسے فوراً قتل کر دے۔ اس لیے اس نے بے شمار عازمین حج کے قافلے لٹوائے۔ یہ مہدی خود پر وحی آسمانی کے نزول کا مدعی بھی تھا۔

(ملخص "آئمہ تلبیس" جلد ا، ص ۲۸۳، بحوالہ "تاریخ کامل"، "تاریخ ابن خلدون")

ذکرویہ بن ماہرو قرمطی

ذکرویہ بن ماہرو قرمط کا ایک داعی تھا اور خود کو حضرت مہدی کا ایلچی قرار دے کر اپنی سواری کی اونٹنی کے بارہ میں یہ دعویٰ کرتا تھا کہ یہ امر الٰہی کی

مامور ہے اور اس کی ہمرکابی باعث فتح و کامرانی ہے۔ اس کے ہاتھ پر قبیلہ کلب بنی و برہ کی ایک شاخ قلیص بن ضمضم بن عدی بیعت ہوگئی اور خلیفہ معتضد عباس کے غلام شبل کی سرکردگی میں آنے والی فوج کے مقابل پر آکر فتح مند ہوئی۔ مگر دوسری مرتبہ افواج اسلام کی تاب نہ لا کر اس کا فوجی سالار ابوالفوارس بھی شکست کھاگیا اور گرفتار کر کے بغداد کے دربار خلافت میں حاضر کیا گیا۔ اور زکرویہ کے پیرو کوفہ سے بھاگ کر شام و دمشق میں پہنچے اور وہاں تخریبی کاروائیاں شروع کر دیں۔ یہاں دمشق کے حاکم احمد بن طولون کے غلام طغج نے کئی مرتبہ ان قرامطیوں سے شکست کھائی اور بالاخر والی مصر احمد طولون سے مدد طلب کی اور مصری سپاہ کے ساتھ میدان کارزار میں اترا۔ یہاں زکرویہ کا بیٹا یحییٰ مارا گیا اور اس کے زندہ بچ جانے والے ساتھی اس کے بھائی حسین بن زکرویہ کے پاس چلے گئے۔ ایک مرتبہ پھر فرات کے علاقہ میں قرامطہ کی تعداد بڑھنے لگی جنہوں نے آگے چل کر علی بن زکرویہ کی قیادت میں یمن کے اکثر علاقوں پر قبضہ کر کے ضعاء کو جو کہ یمن کا دارالخلافہ تھا خوب لوٹ مار کا نشانہ بنایا۔

ان ھی واقعات کے ایام میں زکرویہ نے بنی قلیص کے پاس ابوغانم کو خط دے کر بھیجا جس میں لکھا کہ مجھے بذریعہ وحی معلوم ہوا ہے کہ صاحب الشامہ حسین موسوم بہ احمد اور اس کا بھائی یحییٰ موسوم بہ شیخ بہت جلد پھر آنے والے ہیں۔ بعد ازاں امام زمان ظاہر ہوں گے۔

چنانچہ قبیلہ کلب کی اس شاخ کے لوگ اس کے ہمراہ ہوگئے اور اردن پر چڑھائی کر دی، جہاں خلیفہ مکتفی کی فوج کے ایک لشکر نے حسین بن حمدان کی سرکردگی میں ۲۹۳ھ اسے قتل کیا اور اس کی جمعیت کو منتشر کیا۔

(ملخص "آئمہ تلبیس" ص ۲۹۲، بحوالہ "تاریخ کامل")

یحییٰ بن زکرویہ قرمطی

زکرویہ کی جس پیشگوئی کا ذکر اس کے واقعہ میں ہو چکا ہے اس کے پس منظر میں کچھ عرصہ تک کوفہ و شام کے علاقوں میں خاص انداز سے یہ پروپیگنڈہ کیا گیا کہ امام زمان کی آمد آمد ہے جب لوگ شدت سے انتظار و اشتیاق زیارت امام کے جذبات سے لبریز ہو گئے تو ایک شخص یحییٰ بن زکرویہ کے نام سے اس دعویٰ کے ساتھ ظاہر ہوا کہ وہ امام جعفر کے صاحبزادہ اسماعیل کے بیٹے محمد کا پوتا ہے اور نسب نامہ یوں بیان کیا' محمد بن عبداللہ بن محمد بن اسمٰعیل بن امام جعفر صادق۔ حالانکہ محمد بن اسمٰعیل کے کسی بیٹے کا نام عبداللہ سرے سے نہیں ہے۔ چہ جائیکہ اس ک بیٹا محمد تسلیم کیا جائے۔

تیرہواں مہدی: ابو طاہر قرمطی

جب مہدویت کے دعویٰ دار ابو سعید جنابی اپنے غلام کے ہاتھوں قتل ہوا تو اس کا چھوٹا بیٹا ابو طاہر سلیمان قرمطی بڑے بھائی کو مغلوب و مقہور کر کے باپ کا جانشین ہوا اور ہجر' احساء' قطیف' طائف' بحرین کی حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ وہ خدا کا اوتار ہونے اور اپنے جسم میں رب العالمین کی روح کے حلول کر جانے کا مدعی تھا۔

امام مہدی کی طرف سے مسلمانوں کا قتل عام

ابو طاہر کے ایک ہزار سات سو لشکریوں نے ہمراہ رات کو سیڑیاں لگا کر بصرہ پر حملہ کر دیا اور سترہ روز تک مسلمانوں کا قتل عام' بچوں کو نیزوں پر اچھالنے اور عورتوں کی عزتوں کو لوٹنے' انہیں قیدی بنانے' مال و دولت پر

ہاتھ صاف کرنے کا وہ بد ترین انداز اپنا کہ اس کے سامنے دنیا بھر کے سفاکوں کا کردار شرمانے لگ جاتا ہے۔

امام مہدی کے حملے سے حج موقوف ہو گیا

بصرہ کے بعد ۳۱۲ھ میں ابو طاہر نے حجاج کے قافلے لوٹنے، عورتوں بچوں کو قید کرایا اور راہ خدا کے مسافروں پر بے دریغ تلوار چلانے حتیٰ کہ دور دراز مقامات تک حجاج کے قافلوں کا پیچھا کر کے انہیں تباہ و برباد کر دیا اور انہی ایام میں شاہی فوجوں کو خاک و خون میں تڑپا کر کوفہ پر قابض ہو کر پورے حجاز کے علاقہ میں وہ دہشت کی فضا طاری کی کہ اگلے سال کسی نے بھی اس کے خوف سے حج کا قصد نہ کیا۔

۳۱۲ھ، ۳۱۶ھ تک مسلسل شاہی لشکروں کو ابو طاہر شکست دیتا رہا اور اسلامی شہروں پر قابض ہو کر ظلم و جبر کا بازار گرم کرتا رہا اور لوٹ مار کا مال اپنے دار الحکومت ہجر لاتا رہا۔ اس نے ۳۱۶ھ میں پہلی مرتبہ ابو طاہر کو افواج اسلامی کے مقابلہ میں شکست ہوئی۔

خانہ کعبہ میں شراب نوشی

ابو طاہر نے ہجر کو دار الحکومت بنا کر ایک نہایت عالیشان مسجد تعمیر کرائی۔ اس مسجد کو دار الہجرت کے نام سے موسوم کر کے اس کو بیت اللہ کی بجائے انسانوں کے طواف کا مرکز بنانے کی ناپاک سازش میں مصروف ہوا۔ اس مقصد کے لیے بیت اللہ سے حجر اسود کو نکال کر یہاں نصب کرنے کی نیت سے وہ ۳۱۹ھ کو مکہ معظمہ میں ۸ ذوالحجہ کو داخل ہوا، اور برہنہ شمشیر بیت اللہ میں داخل ہو کر شراب پی، گھوڑوں کو سیٹی بجا کر مسجد حرام میں پیشاب کرایا۔

زائرین، مطوفین اور نمازیوں کو حالت احرام میں قتل کرا کر چاہ زم زم کو لاشوں سے بھر دیا۔ مورخین کے مطابق ایک ہزار سات سو طواف کرنے والوں کے خون سے حرم محترم جل تھل ہو گیا۔

مہدی کا خدائی کا دعویٰ

اس موقع پر اس نے منکرانہ لہجے میں حجاج کو مخاطب کرتے ہوئے کعبہ کی طرف منہ کر کے کہا:

انا باللہ و باللہ انا-- نحلق الخلق وانفتینھم انا۔

"میں اللہ ہوں اور اللہ میں ہوں۔ مخلوق کو میں پیدا کرتا ہوں اور فنا کرتا ہوں"۔

شرفاء مکہ اسے سمجھانے آئے تو ان کے خون سے تلواروں کو رنگین کر دیا۔ محمد بن ربیع بن سلیمان کا بیان ہے کہ ابو طاہر نے ایک شخص میزاب جو کہ سونے کا تھا اتارنے کے لیے کعبہ کی چھت پر چڑھنے کا حکم دیا جب وہ چڑھ رہا تھا تو میری زبان سے یہ جملہ نکلا:

یارب ما احلمک

"الٰہی تیری بردباری کی کوئی حد نہیں ہے"۔

میرا یہ کہنا تھا کہ وہ قرمطی سرنگوں گر کر ہلاک ہو گیا۔

ابو طاہر نے دوسرے آدمی کو چڑھنے کا حکم دیا وہ بھی گر کر مر گیا۔ تیسرا آدمی اتنا دہشت زدہ ہوا کہ اوپر چڑھنے کی جرات نہ کر سکا۔ ابو طاہر نے غلاف کعبہ کو اتروا کر چاک کر دیا۔ خزانہ بیت اللہ کو لوٹ لیا۔ اس سال قلیل حجاج نے بغیر امام کے حج پڑھا۔

حجر اسود کعبہ سے نکال لیا گیا

ابو طاہر حضرت ابراہیم کے نقش پا والے پتھر کو بھی لے جانا چاہتا تھا مگر خادمان کعبہ نے اسے چھپا دیا۔ لیکن ۱۴ ذوالحجہ بروز سوموار حجر اسود کو اس کی جگہ سے نکال لیا گیا' اور ہجر کی مسجد دار الہجرہ میں نصب کر دیا۔ مکہ معظمہ سے واپسی پر عبید اللہ مہدی کو ابو طاہر نے خط لکھ کر اسے اپنے کارناموں سے مطلع کیا اور اپنی حکومت میں اس کا خطبہ جاری کرانے کی خبر دی۔ اس طرح ایک خود ساختہ مہدی کے بیٹے نے دوسرے خود ساختہ مہدی کو مسلمانوں کی جان' مال' عزت و آبرو پامال کرنے کے کارناموں سے آگاہ کیا۔ مگر عبید اللہ مہدی نے اس کی اس ناشائستہ حرکت کی بھرپور مزمت کی جس کی وجہ سے ابو طاہر اس کی اطاعت سے منحرف ہو گیا۔ چونکہ اس حادثہ عظیمہ کی خبر دنیا بھر میں پھیل گئی تھی اور حجاج دہشت زدہ و خوف زدہ ہو چکے تھے۔ اس لیے قریباً دس سال تک امن طریق کی شرط ناپید ہونے کی وجہ سے حج موقوف رہا۔ بالاخر ۳۲۷ھ میں اس شرط پر حجاج کو امن نصیب ہوا کہ فی سواری وہ پانچ دینار محصول ادا کریں گے۔

جھوٹے مہدی کا عبرتناک انجام

بائیس سال بعد خلیفہ مطیع اللہ نے تمیں ہزار دینار دے کر حجر اسود واپس منگوایا۔ مورخین نے لکھا ہے کہ مکہ سے حجر اسود کو لے جانے والے چالیس اونٹ باری باری مرتے چلے گئے۔ آخر چیچک کے مرض میں مبتلا ہو کر اس کا جسم ریزہ ریزہ ہو گیا اور یہ جہنم کی طرف بصد ذلت و رسوائی دفع ہوا۔
(ملخص از "آئمہ تلبیس" ص ۳۳۲' بحوالہ "تاریخ کامل" و "ابن خلدون")

جھوٹے امام مہدی کے اس شرمناک کارنامے پر تاریخ اسلام جتنا بھی

ماتم کرے، کم ہے۔

چودھواں مہدی: محمد بن عبداللہ تومرت (مختصر تعارف)

محمد بن عبداللہ تومرت ۴۸۵ھ میں سوس جو کہ بلاد مغرب کا ایک پہاڑی علاقہ ہے اس میں پیدا ہوا، اور حضرت حسن مجتبیٰ کی اولاد میں سے تھا۔ عالم و فاضل، فصیح و بلیغ و ماہر علوم عربیہ تھا۔ عبادت زہد و تقویٰ میں بڑی شہرت رکھتا تھا۔ علم جفر کی ایک پرانی کتاب میں یہ پڑھ کر کہ سوس میں اولاد فاطمہ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص داعی الی اللہ ہوگا۔ اس کا مستقرت ی۔ ن۔ م ل پر مشتمل ہوگا اور اس کا خاص دست راست و معاون ع۔ ب د۔ م د م ن۔ عبدالمومن ہو گا۔ اس کے دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ تینمل اور عبدالمومن کو تلاش کرے۔ اس کی ایک خاص عادت یہ تھی کہ خلاف شریعت جو بات کسی جگہ پر بھی دیکھتا فوراً اپنے ہاتھ سے اسے روکنے کے لیے آگے بڑھتا۔ بارہا لڑائی جھگڑے، امیر زادوں، شہزادوں اور شہزادیوں سے مارکٹائی کے واقعات اس کی ابتدائی زندگی میں پیش آئے اور دیندار لوگ اس کے گردیدہ ہوتے گئے۔ خود اس قدر سادہ زندگی گزارنے کا عادی تھا کہ اس کی بہن چرخہ کات کر جو مزدوری کی اجرت کماتی یہ دونوں اس پر گزارہ کرتے۔

حکومت قاہرہ و سکندریہ نے اسے خارج البلد کر دیا تو بحری جہاز پر سوار ہو کر بلاد مغرب کی طرف چلا مگر جہاز میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام شدت سے کرنے کی وجہ سے اہل جہاز نے اسے سزا کے لیے نصف دن تک پانی میں ڈبوئے رکھا مگر اسے جب کچھ بھی نہ ہوا تو تمام مسافر اس کے گردیدہ ہوگئے۔ جہاز سے اتر کر مہدیہ پھر بجایہ آیا اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ڈھولکیں پھاڑنے، شراب کے خم توڑنے اور بازار میں

جاکر فحاشی کے مٹانے کا سلسلہ دیکھ کر حاکم بجایہ نے اسے یہاں سے نکل جانے کا حکم دیا۔ یہاں سے چل کر عبداللہ دیار مغرب میں پہنچا اور ملالہ گاؤں میں سرراہ اس کی ملاقات ایک ہونہار نوجوان جس کا والد مٹی کے برتنوں کا کام کرتا تھا سے ہوئی۔ اس کے پوچھنے پر جب اس نے اپنا نام عبدالمومن بتایا تو ابن تومرت کو گویا گم شدہ خزانہ مل گیا۔ ادھر عبدالمومن بھی بچپن کے بعض واقعات اور کچھ خوابوں کی وجہ سے مستقبل کا بادشاہ بننے کے جنون میں مبتلا تھا۔ چنانچہ اس نے ابن تومرت کی شاگردی قبول کرلی۔ ملالہ میں چند روز درس و تدریس اور دعوت الی الخیر کے جاری رکھنے کے بعد مراکش کے شہر تلمسان پہنچا اور مسجد عباد میں جمعہ کے موقع پر بادشاہ ابوالحسن علی بن یوسف بن تاشفین کی نماز کی جگہ پر بیٹھ گیا۔ نیک دل بادشاہ نے دوسری جگہ کھڑے ہوکر نماز پڑھ لی تو نماز کے بعد ابن تومرنے کھڑے ہوئے بادشاہ کی ذمہ داریوں اور ظلم و ناانصافی کے خلاف تقریر شروع کردی۔ بادشاہ نے سمجھا کہ کوئی حاجت مند عالم ہے اس لیے اس کی غرض پوری کرنے کا حکم دے کر چلا گیا۔ ان ہی ایام میں شہزادی کو سہیلیوں کے مابین بے پردہ دیکھ کر ابن تومرنے حملہ کردیا اور شہزادی سواری سے گر کر زخمی ہوگئی اور خوب شور و ہنگامہ ہوا۔ بادشاہ کو وزراء نے اس کے قتل یا دائم الحبس کے مشورے دیے مگر بادل نخواستہ ابن یوسف بن تاشفین نے اس کے مراکش سے نکالنے کا حکم دیا یہاں سے نکل کر مراکش کے دوسرے شہر اغمات میں پہنچا اور وہاں ایک رئیس سے دوستی ہوگئی اس نے کہا اگر بادشاہ و سلطنت کے خلاف کچھ کرنے کا ارادہ ہے تو تم تینمل چلے جاؤ۔ تینمل کا نام سنتے ہی ابن تومر جھوم اٹھا کیونکہ علم جفر کی روشنی میں اسے اس کی تلاش تھی۔ جب تینمل کے عوام کو درویش صفت قافلہ کی آمد کا علم ہوا تو وہ پروانہ وار اس کے گرد جمع ہونے لگے جب تعداد کافی ہوگئی۔

دعویٰ مہدویت

ابن تومرنے اپنے نام۔ خاندان وغیرہ کے حوالوں سے مہدویت کا دعویٰ کر دیا جسے ہزاروں جہلا نے تسلیم کر لیا وہ اپنے پیروکاروں کو موحدین کے لقب سے یاد کرتا تھا۔ ابن تومرنے عوام کے یقین میں اضافہ کے لیے کبھی عبداللہ ونشریبی جیسے فصیح و بلیغ ماہر لغات و عالم حدیث خطیب کو کئی ماہ تک گونگا اور پاگل ہیت و شکل اختیار کرا کر اچانک مسجد کے منبر پر خطبہ دلوانے اور اپنے مہدویت کی تصدیق کرانے کا ڈھونگ رچایا تو کبھی دور میدان کے ویران کنویں میں تین آدمیوں کو داخل کرا کر پھر لوگوں کو اس عنوان پر ساتھ لے جا کر وہاں کھڑا کیا کہ تمہیں فرشتوں کی آوازیں سناتا ہوں اور اپنی مہدویت کی صداقت کی تائید کراتا ہوں۔ جب اس کے سوالات کے مطابق خودساختہ فرشتے کنویں کے اندر سے جواب دے چکے تو کنواں مٹی سے بھروا دیا اور وہ تینوں افراد خاموشی سے زندہ دفن کر دیے تاکہ عوام یہ سمجھیں کہ کنویں میں موجود فرشتے تو چلے گئے ہیں اور راز فاش نہ ہو۔ اس طرح قبرستان کی پرانی قبروں میں چند لوگوں کو بٹھا کر ان کے سانس کے لیے کچھ سوراخ رکھ کر صبح کے اندھیرے میں لوگوں کو آوازیں سنانے کے لیے لے جا کر کہا کہ میری خاطر شہید ہونیوالے قبروں سے بول کر بتارہے ہیں کہ وہ اگلے جہاں میں خوش ہیں۔

غرض کہ مخالفین کو جہنمی قرار دے کر قتل کرانے اور حامیوں کو جنت کی بشارت دے کر بادشاہ مراکش کی فوجوں پر غالب کرنے میں بار بار یہ کامیاب ہوتا رہا اور کئی علاقوں پر حکومت قائم کرنے اور سلطنت مراکش کی فوجی قوت کو کچل کر غیر مستحکم کرنے میں کامیاب ہوا۔ آخر ۵۲۴ھ میں مراکش پر حملہ کر کے ابوبکر بن علی بن یوسف بن تاشفین کو شکست دے کر شہر

کا محاصرہ کرنے میں کامیاب ہوا۔ کچھ روز بعد محاصرہ اٹھالیا اور پھر اپنے ساتھی عبدالمومن کو کچھ نصیحتیں کر کے اپنا قائم مقام بنا کر دار آخرت کی طرف چلتا بنا۔ عبدالمومن نے ابن تومرت کی وفات کے بعد ۵۳۴ھ میں تیاریاں مکمل کر کے مراکش پر حملہ کر دیا اور سلطان علی بن یوسف کی زندگی کا چراغ گل کر کے خاندان مرابطین کی شاہی کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دیا۔

اس نے مراکش، تیونس، ہسپانیہ اور طرابلس الغرب کے علاقوں کو فتح کر کے سرحد مصر سے بحر الکاہل کے ساحلی ممالک پر اپنی حکومت کا پھریرا لہرایا۔

اس طرح محمد بن عبداللہ تومرت کی مہدویت آگے چل کر عبدالمومن کے اقتدار کا زینہ بنی۔

پندرہواں مہدی: محمود واحد گیلانی

۶۰۰ھ میں موضع سجوان گیلانی کے علاقہ میں محمود واحد گیلانی نے مہدویت کا دعویٰ کیا۔ اور کہتا تھا کہ یہ دور دور محمودی ہے اور خود کو (معاذ اللہ) سرکار دو عالم ﷺ سے افضل قرار دیتے ہوئے کہتا تھا اب ارض و سماء میں محمود ہی کا دین چلتا ہے۔ اور اس کا قول تھا کہ میری بعثت سے عرب کے فخر و غرور کا دور ختم ہو چکا ہے اور اس زعم باطل میں ڈوب کر اکثر کہا کرتا تھا۔

رسید نوبت رندان عاقبت محمود
گزشت آں کہ عرب طعنہ بر عجم مے زد

اس کا دعویٰ تھا کہ جب جسد محمد رسول اللہ ﷺ کمال کو پہنچ گیا تو میں پیدا ہوا اور میرے ہی بارے میں یہ آیت قرآنی نازل ہوئی ہے۔

عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا

ترجمہ: "اے محمد ﷺ عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر

پہنچائے گا"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کی محبت کا دعویٰ

محمود واحد کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ میں اور علی ایک نور سے ہیں اور اے علی رضی اللہ عنہ تیرا گوشت میرا گوشت ہے اور تیرا جسم میرا جسم ہے۔ لہٰذا ان دونوں بزرگوں کے اجزائے اجسام کے جمع ہونے سے میں محمود بنا ہوں۔

محمود واحد ہندوؤں کی طرف عقیدہ تناسخ کا قائل تھا۔ کہا کرتا تھا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدائش اول میں موسیٰ علیہ السلام اور یزید پیدائش اول میں فرعون تھا۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو دریائے نیل میں غرق کیا تھا۔ اس لیے فرعون نے یزید کے رنگ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر فرات کا پانی بند کرا کرانہیں پیاسا شہید کرایا۔ وہ قرآنی آیات میں تاویل اور احادیث نبویہ کے غلط معانی بیان کرتا تھا۔ واحدیہ فرقہ کے لوگ دنیا کے اکثر حصوں میں پائے جاتے ہیں مگر ان کی اکثریت ایران میں ہے۔ یہ لوگ آفتاب کا احترام کرتے ہیں اور اس کی طرف منہ کر کے دعائیں مانگتے ہیں۔ ان کا سلام اللہ اللہ ہے۔ اس مذہب کے خاص آدمی امین کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔

ایرانی بادشاہ نے بھی اسے امام مہدی تسلیم کرلیا تھا

واحدی کہتے ہیں کہ ایران کے حاکم شاہ عباس نے بھی واحدی مذہب اختیار کرلیا تھا مگر پھر عوام کے عتاب سے بچنے کے لیے اس نے اس گروہ کے مشہور امین لقب کے حامل تراب اور کمال کو مروادیا۔

ملخص از: "آئمہ تلبیس" جلد ۲، بحوالہ "دبستان مذاہب" صفحہ ۳۰۰ تا صفحہ ۳۰۳)

سولہواں مہدی

ابو العباس احمد بن عبداللہ بن ہاشم معروف بہ ملثم رمضان ۶۵۸ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم شیخ تقی الدین بن دقیق العید مشہور شافعی فقیہ سے حاصل کی اور حلقہ درس میں حدیث سماعت کرتا رہا۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد عبادت و ریاضت میں غلو کے ساتھ مشغول ہو گیا۔

مہدویت اور معراج کا دعویٰ

مرشد کامل کی رہنمائی میسر نہ ہونے کے باعث غوایت شیطانی کا شکار ہو گیا اور ۶۸۹ھ میں مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ مجھے حالت بیداری میں ساتواں آسمان سدرۃ المنتہیٰ اور وہاں سے عرش عظیم تک سیر کرائی گئی ہے۔ اس وقت جبرائیل امین اور ملائکہ کا جم غفیر میرے ہمراہ تھا۔ خدا نے مجھ سے ہم کلام ہو کر فرمایا کہ تم ہی مہدی موعود ہو۔ ملائکہ نے مجھے بڑی بڑی بشارتیں دیں۔ خود سرور کائنات ﷺ سے میری ملاقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ تو میرا فرزند ہے اور تو ہی مہدی موعود ہے اور آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اپنی مہدویت کا اعلان کرو۔ احمد کے ان بلند و بانگ دعوؤں کی خبر سن کر حاکم قاہرہ نے اسے قید خانہ میں ڈلوا دیا۔ جہاں اسے بار بار زہر دیا گیا مگر اسے کوئی اثر نہ ہوا جب وہی زہر دوسرے واجب القتل قیدی کو پلایا تو وہ فوراً ہلاک ہو گیا۔

میں ہدایت دینے والا مہدی ہوں

خوشی کی بات یہ ہے کہ کچھ عرصہ بعد اسے توبہ کی توفیق نصیب ہوگئی اور اس نے اعلان کیا کہ میں وہ مہدی نہیں ہوں جس کی شہادت آنحضرت ﷺ نے دی ہے بلکہ میں صرف مہدی بمعنی ہدایت یافتہ ہوں۔ ۷۴۰ھ میں ۸۰ سال سے زائد عمر پاکر قاہرہ میں دار آخرت کی طرف کوچ کرگیا۔

("درکامنہ قلمی نسخہ مصنفہ ابن حجر عسقلانی" جلد اول' ص ۶۳-۶۲)

سترہواں (مدعی) امام مہدی: عبد العزیز طرابلسی

عبد العزیز طرابلسی ایک پہاڑی شخص نے ۷۱۷ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا۔ نصیری شیعہ اس کے پیروکاروں میں کثرت سے شامل ہوئے۔ اس کی جماعت تین ہزار تک پہنچ گئی۔

محمد' علی اور مہدی منتظر کا دعویٰ

خود کو کبھی محمد مصطفیٰ ﷺ' کبھی علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ' کبھی مہدی منتظر کہتا تھا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ سوائے نصیریہ شیعہ کے دنیا بھر کے ادیان باطل ہیں۔ اس کے پیروکاروں کا نعرہ تکبیر کی جگہ لا الہ الا علی لا حجاب الا محمد لا باب الا سلمان کی آواز بلند کرتے تھے یعنی "علی کے سوا کوئی معبود نہیں' محمد کے سوا کوئی حجاب نہیں اور سلمان فارسی کے سوا کوئی دروازہ نہیں۔

حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر تبرا اس کا معمول تھا

یہ اور اس کے ماننے والے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیا کرتے تھے۔ مسلمانوں کی بے شمار مساجد کو شہید کیا اور مسلمانوں سے زبردستی اس نابکار کو سجدہ کراتے ہوئے کہتے کہ اپنے معبود کو سجدہ کرو' انکار کرنے والے کو تہ تیغ کر دیتے۔ حاکم طرابلس کو جب اس کے ظلم و ستم کا علم ہوا تو اس نے اس کی سرکوبی کے لیے لشکر بھیجا۔ جس نے ذلت و رسوائی کے ساتھ انہیں واصل جہنم کیا۔ (کتاب "الدعاہ" ص ۱۱۳)

اٹھارہواں مدعی مہدی: سید محمد جونپوری

ہندوستان کے صوبہ اودھ کے مشہور شہر جون پور میں ۸۴۷ھ میں سید محمد جونپوری پیدا ہوا۔ باپ کا نام سید خان' والدہ کا نام بی بی اغا ملک تھا۔

باپ کا نام عبد اللہ اور والدہ کا نام آمنہ

لیکن اس کے متاخرین پیروکاروں نے باپ کا نام عبد اللہ' والدہ کا نام آمنہ لکھنا شروع کر دیا تاکہ احادیث میں دی گئی علامات کو اس پر منطبق کیا جا سکے۔ حالانکہ جب خود اس سے اس کی زندگی میں سوال کی گیا کہ تمہارے ولد کا نام تو سید خان ہے تو کہنے لگا کہ کیا خدا اس بات پر قادر نہیں کہ سید خان کے بیٹے کو منصب مہدیت پر بٹھا دے۔ سات سال کی عمر میں حفظ قرآن اور بارہ سال کی عمر میں تکمیل علوم درسیہ کر چکا تھا۔ آغاز جوانی ہی میں دقت نظر اور علمی موشگافیوں میں انفرادیت کے ساتھ ساتھ برجستہ گوئی اور حسن بیان کے ملکہ پر قدرت حاصل کر چکا تھا جس کی وجہ سے اسد العلماء کا لقب حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ مہدویوں کی روایات کے مطابق سید محمد کو نیم بیداری کی

حالت میں ایک تقدس و شرافت کی حامل شخصیت نے مخاطب کر کے کہا تو ہی مہدی موعود ہے۔ سید نے اس دعویٰ کو اپنے پیروکاروں کے سامنے پیش کیا جنہوں نے بے چوں وچراں اسے تسلیم کر کے ہدایت کے بدلہ ضلالت کو خرید لیا۔

وطن سے ہجرت کے بعد سید محمد جونپوری آیا جہاں ایک طرف ہزاروں انسانوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی تو دوسری طرف علماء اسلام نے اس سے مناظرہ کر کے اسے یہاں سے نکال دیا جہاں سے سید جونپوری مندو' چمپانیر سے ہوتا ہوا احمد نگر پہنچا۔ جہاں پر سلطان احمد نظام نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی جسے دیکھا دیکھی سلطنت کے بہت سے امراء طبقہ کے لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوئے۔ سید کی دعا سے لاولد سلطان کے گھر میں بیٹا پیدا ہوا جو بعد میں برہان نظام الملک بحری کے نام سے تخت سلطنت پر بیٹھا۔

واپسی ہندوستان پر احمد آباد گجرات کی مسجد تاج خان میں ڈیڑھ سال مقیم رہا اور مجمع عام میں اپنے مہدی ہونے کا بار بار دعویٰ کرتا رہا۔ پھر اتنا ہی عرصہ نہروالا' پیراں پٹن علاقہ گجرات میں گزارا۔ اب حالت یہ ہوئی کہ جس طرف رخ کرتا' علماء کے مناظروں اور مباحثوں کا سامنا کرنا پڑتا اور ہر شہر سے حاکم شہر کی طرف سے اخراج کا حکم صادر ہوتا جاتا۔ تنگ آکر سید نے سندھ کا رخ کیا جو اس وقت علم شریعت کا گہوارہ اور علماء ربانین کا مسکن تھا۔ جس کی وجہ سے یہاں کے حکمرانوں نے سید کا ناطقہ بند کر دیا جس کی وجہ سے سید کے ۸۴ ساتھی بھوک و افلاس کے ہاتھوں راہی ملک عدم ہو گئے۔ سید یہاں سے بیچارگی کے عالم میں خراسان کی طرف روانہ ہوا اور اس کے ہمراہ دو سو آدمی تھے جن میں سے مہدویوں کے بقول ۳۱۰ منتخب ایسے افراد تھے جن کا لقب اصحاب مہاجرین خاص تھا۔ حاکم قندھار نے روز جمعہ مسجد میں بلوا کر علماء سے مناظرہ کرایا۔ یہاں سے لاچار ہو کر سید نے شہر فراہ کی طرف کوچ کیا۔ وہاں

بھی باز پرس اور سختی کا معاملہ مقدر ہوا۔ آخر اسی شہر میں تین ماہ بعد ۹۱۰ھ میں سید کا سفینہ حیات بحر عدم میں اتر گیا۔ سید کے بڑے فرزند فراہ شہر میں ایک سال سختیاں جھیل کر واپس گجرات بھلٹ مقام پر قیام پزیر ہوتے جہاں سید کے تمام مریدین و خلفاء نے ان کی طرف رجوع کیا۔ ہندوستان کی تمام مسلم ریاستوں میں حتیٰ کہ دہلی تک بادشاہان کے معتمد وزراء میں عرصہ دراز تک سید کے پیروکار و معتقدین کی ایک بڑی تعداد درپردہ اپنے عقائد باطلہ کی تبلیغ اور سید محمد جونپوری کی مہدویت کا پرچار کرتی رہی۔ (بعض لوگوں نے سید جونپوری کو ذکری فرقہ کا بانی لکھا ہے۔)

(تفصیلات کے لیے دیکھیے: "آئمہ تلبیس ص ۳۰ تا ص ۶۵ بحوالہ "منتخب التواریخ بدایونی" ص ۲۹۴ "طبقات اکبری" جلد ۲، ص ۱۱۸)

سید جونپوری کے عقائد

۱۔ سید جونپوری معاذ اللہ آنحضرت ﷺ کو چھوڑ کر باقی تمام انبیاء اور مرسلین سے افضل ہے۔

۲۔ صحیح احادیث کا اس وقت تک کوئی اعتبار نہیں جبکہ سید جونپوری کے اقوال و احوال و الہامات کے مطابق نہ ہوں۔

۳۔ آنحضرت ﷺ اور سید جونپوری کامل الایمان تھے۔ باقی سب نبی ناقص الاسلام تھے۔ معاذ اللہ

۴۔ تمام انبیاء و مرسلین کی ارواح سید جونپوری کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔ حق تعالیٰ انہیں حکم دیتا ہے کہ تم اپنے نور کے اس خزانہ سے جس سے تمہیں نور حاصل ہوا ہے مقابلہ کر کے تصحیح کر لو۔ پس جو یہاں مقبول ہو گا وہ خدا کے ہاں مقبول ہے۔

۵۔ سید محمد صاحب شریعت ہیں۔ ان کی شریعت محمد ﷺ کی شریعت

کی بعض چیزوں کی ناسخ ہے۔

(بحوالہ: "ہدیہ مہدویہ و منتخب التاریخ)

انیسواں مدعی مہدی: سید محمد نور بخش

یہ ایک مغلوب الحال صوفی تھے۔ ایک روز عالم وجد و حال میں دیکھا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ "انت مہدی" یعنی تو مہدی ہے جس پر وہ سمجھے کہ میں واقعی مہدی ہوں اور دعویٰ مہدویت کر دیا۔ ہزاروں لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے۔ بیت اللہ کے حج کا ارادہ کر کے سوئے حرمین گامزن ہوئے۔ راستہ میں کشف کے ذریعہ کہ میں وہ مہدی نہیں جس کی بشارت دی گئی ہے بلکہ مہدی اس معنی میں ہوں کہ خلق خدا کو عبادت الٰہی کی طرف راہنمائی کرتا ہوں۔ چنانچہ سابقہ عقیدہ سے تائب ہو کر اسی سفر میں ہی دار آخرت کی طرف سدھار گئے۔ مگر پیچھے رہ جانے والے اکثر لوگ ان کے سابقہ دعویٰ پر ہی ڈٹے رہے جنہیں جماعت نور بخشیہ کہا جاتا ہے۔ (ان کی آبادی آج بھی گلگت ہنزہ وغیرہ کے علاقہ میں پائی جاتی ہے)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبرا

مرزا حیدر نے تاریخ رشیدی میں لکھا ہے کہ اہل شہر اکثر حنفی المسلک تھے لیکن ایک شخص شمس الدین جو خود کو سید محمد نور بخش کی طرف منسوب کرتا تھا۔ لوگوں کو نور بخشیہ کی طرف دعوت دینے لگا۔ یہ لوگ شیعہ رافضیوں کی طرح خلفاء ثلاثہ اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں دیتے ہیں اور سید محمد نور بخش کو صاحب الزمان اور مہدی موعود یقین کرتے ہیں۔ شمس الدین نے نور بخشی مذہب میں بہت سے تصرفات کر کے مذہبی کتاب حوطہ

یا (احوطہ) رائج کی۔ اس گروہ کو حلال و حرام کی تمیز نہیں ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ آفتاب سے نور کا وجود وابستہ ہے اور آفتاب ہمارے عقیدہ کی صفائی سے قائم ہے۔ اگر ہم اپنی صفائی کو مکدر کو دیں گے تو آفتاب بھی مکدر ہو جائے گا۔ لہٰذا جب دن ہو تو ہمیں صلاح و خوبی کے سوا کوئی کام نہیں کرنا چاہیے۔ البتہ رات کی تاریکی کی سیاہ چادر جب تن جاتی ہے تو آفتاب ہمیں نہیں دیکھتا اور نہ ہمارے احوال پر مطلع ہوتا ہے۔ لہٰذا اب جو کچھ بھی کر لیں۔ اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ اس سے اس گروہ کی گمراہی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

("تاریخ فرشتہ" جلد ۲، ص ۳۳۶ "ہدیہ مہدویہ" ص ۲۰۲)

بیسواں مدعی مہدی: جلال الدین اکبر

ابتدائی کارگزاری

جن شوریدہ فطرت لوگوں نے ملت اسلامیہ میں رخنہ اندازی کی ناپاک کوشش کرکے امت میں بگاڑ پیدا کرنے اور شریعت اسلامیہ کی صورت کو مسخ کرنے کا بیڑا اٹھایا انہی میں جلال الدین اکبر بادشاہ کا نام بھی نمایاں ہے۔

جلال الدین ۹۴۹ھ کو سندھ کے ریگستانی صوبہ امرکوٹ میں اس وقت پیدا ہوا جب اس کا والد ہمایوں تخت دہلی سے ہاتھ دھوکر شیر شاہ کے ہاتھوں در در کی خاک چھان رہا تھا۔

چھوٹی عمر میں تخت نشینی

ہمایوں تو ایران چلا گیا' اکبر اپنے چچا زاد حاکم کے ہاں بارہ سال تک قندھار میں رہا۔ جب ہمایوں ۹۶۱ھ کو واپس ہندوستان پر قابض ہوا تو اکبر باپ کے پاس چلا آیا اور ۹۶۳ھ میں ہمایوں کے مکان سے گر کر ہلاک ہونے کے بعد اکبر چودہ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ اکبر چونکہ خود جاہل مطلق تھا۔ شروع میں علماء اسلام کی خدمت میں حاضری دینا' ارکان اسلام کی شوق سے ادائیگی اور صوفیائے کرام سے ادب و احترام سے پیش آنا معمولات زندگی کا حصہ بنے رہے۔ ۹۷۱ھ میں حضرت شیخ سلیم چشتی کے ہاتھ پر بیعت ہوا۔ شیخ کی بارگاہ میں اولاد نرینہ کی دعا کی خواہش پر بیٹے کی ولادت کی پیشن گوئی اور بعد میں شاہزادہ کی ولادت سے مسرور ہوا اور شیخ کے نام پر صاحبزادہ کا نام رکھا۔

شیخ سلیم چشتی کی وفات کے بعد ملاں مبارک ناگوری جو کہ سید محمد جونپوری کے مہدویہ گروہ سے تعلق رکھتا تھا اور الحاد پسند و مبتدع شخص تھا۔ عہد اکبری کے اوائل میں مولانا عبداللہ سلطانپوری، مخدوم الملک اور صدر الصدور شیخ عبدالنبی کی دینی محبت و غیرت کے باعث شاہی عتاب کا شکار ہوتے ہوتے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

متعہ کے جواز سے عورتوں کو جمع کیا

ملا مبارک بالآخر اسلام اور مسلمانوں علماء حق سے انتقام لینے کے لیے اپنے دونوں بیٹوں ابوالفضل اور فیضی کو کچھ عرصہ گزارنے کے بعد اکبر کی بارگاہ تک پہنچانے میں کامیاب ہو گیا۔ جنہوں نے اولاً علماء اسلام کی شاہی نگاہ میں بے وقعت پیدا کرنے کے لیے اکبر کی نفسیاتی رگ پر ہاتھ رکھا اور جواز متعہ کے فتاویٰ جات جمع کر کے حرم شاہی کو حسینان جہاں سے آراستہ کرنے کی داغ بیل ڈالی۔

توہین رسالت ﷺ پر خاموشی

انہی ایام میں شیخ عبدالنبی نے ایک شوریدہ سر برہمن کی طرف سے مسجد کی جگہ پر شوالہ بنانے اور رسالت مآب ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے اس کے قتل کا فتویٰ دے دیا جس سے بادشاہ کے حرم سراء کی ہندو رانیوں اور ابوالفضل و فیضی نے سخت مخالفت کرتے ہوئے علماء اسلام کو کوسنے کے سنہری موقع سے خوب فائدہ اٹھایا اور بادشاہ کے ہاتھوں اس عالم دین کی توہین کرانے میں کامیاب ہو گئے جس کی کبھی بادشاہ جوتیاں سیدھی کیا کرتا تھا۔

کچھ عرصہ بعد ان تینوں باپ بیٹوں نے اکبر کو مجتہد مطلق کی مسند پر براجمان کرنے کا ڈھونگ رچا کر دینی و دنیاوی علوم سے بے بہرہ بادشاہ کے ہاتھ میں یہ اختیار سونپ دیا کہ وہ مذہبی معاملات میں جو رائے اختیار کرے گا اس کا اتباع رعایا پر لازم ہو گا۔ اس اختیار کے حاصل ہوتے ہی اکبر کے ہاتھوں دین الٰہی کے نام سے ایک ایسا دھرم معرض وجود میں لانے میں یہ لوگ کامیاب ہو گئے جو ہندو ازم، شیعیت، اسلام، مجوسیت اور بدھ مت کا ملغوبہ تھا۔ انہی دنوں میں خراسان سے آئے ہوئے ملاں یزدی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں دریدہ دھنی کر کے اکبر کا ذہن ان مقدس شخصیات کی طرف سے ایسا بدظن کیا کہ وہ اسلام ہی سے متنفر ہو کر رہ گیا۔

دعویٰ مہدویت

ابوالفضل اور فیضی نے اکبر کو باور کرایا کہ صاحب زمان مہدی علیہ السلام جو ہندوستان میں تمام مذاہب کے اختلافات کو مٹانے کے لیے آنے والے تھے وہ آپ ہی کی ذات گرامی ہے۔ شریف نامی ایک شخص نے محمود پسخوانی کے رسائل سے استشہاد کر کے یہ دعویٰ کیا کہ انہوں نے صاف لکھا ہے کہ ۹۹۰ھ میں باطل کا مٹانے والا ہو گا۔ اس طرح علم جفر کا ایک عالم خواجہ شیرازی کہیں سے یہ حدیث گھڑ لایا کہ چونکہ ارشاد پیغمبر کے مطابق دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے۔ لہٰذا یہ مدت پوری ہو چکی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام کی آڑ میں مہدوی تعلیمات

درباری ملاؤں نے باور کرایا کہ یہی زمانہ امام مہدی کے ظاہر ہونے کا ہے۔ جبکہ ایسا کسی صحیح حدیث میں نہیں ہے اسی طرح شیعہ مجتہدوں نے بھی

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بعض اقوال کو منسوب کر کے اکبر کو مہدی بنانے میں اپنا حصہ ڈالا۔ مہدویت کا منصب پاکر اکبر نے خودساختہ شریعت کا جو ڈھانچہ ابوالفضل اور فیضی کے ذریعہ کھڑا کیا۔ اس کی چند اہم جزئیات درج ذیل ہیں:

اکبر کے مہدوی دین الٰہی کے چند نکات

۱- دین اکبری میں متعہ کی عام اجازت کے پیش نظر دارالخلافہ فتح پور سیکری میں خصوصاً بقول محمد حسین آزاد مصنف "دربار اکبری" بازاروں میں رنڈیاں اتنی نظر آنے لگیں کہ آسمان پر اتنے تارے بھی نہ ہوں گے۔

۲- ڈاڑھی منڈانا شریعت اکبری میں لازمی امر تھا۔

۳- رعایا کے لیے اکبر کو سجدہ کرنا لازم تھا۔

۴- شراب نوشی کی عام اجازت تھی لیکن زیادہ نشہ نہ چڑھنے پائے۔

۵- کتا و خنزیر حلال و طیب قرار پائے۔ ہر صبح ان کی طرف دیکھنا عبادت کا حصہ تھا۔

۶- غسل جنابت کی فرضیت ختم کردی گئی۔

۷- شریعت اکبر میں چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ کی بیٹیوں سے شادی کرنا ممنوع قرار دیا گیا۔

۸- مالی استطاعت رکھنے والے مردوں کے لیے سونے چاندی کے زیورات اور ریشمی لباس پہننا ضروری قرار دیا گیا۔

۹- ہجری تاریخ ختم کر کے بادشاہ عجم کی طرح اکبر کے تخت نشین ہونے کے سال ۹۶۳ھ سے تاریخ جلوس کا آغاز کیا گیا۔

۱۰- اسلامی عقائد کا سیکھنا، عربی زبان کا جانا، باعث تمسخر و استہزاء قرار پایا۔

۱۱- نو روز کی مجالس میں علماء، صلحاء، قاضیوں اور مفتیوں کو زبردستی شراب نوشی پر مجبور کیا جاتا۔

۱۲- جواء کو نہ صرف جائز قرار دیا گیا بلکہ اس کے لیے خزانہ سے سود پر قرض بھی دیا جاتا۔

۱۳- پندرہ سال سے قبل بچے کا ختنہ کرنے کی ممانعت کر دی گئی۔ پندرہ برس کے بعد بچے کی مرضی پر منحصر تھا کہ وہ اپنے لیے جس دین کو چاہے پسند کر لے۔

۱۴- اسلامی سلام کی جگہ باہم ملاقات کے وقت ایک شخص اللہ اکبر کہتا اور دوسرا جل جلالہ پکارتا۔

۱۵- چوبیس گھنٹوں میں دو مرتبہ نقارہ بجایا جاتا، نصف شب اور بوقت طلوع آفتاب۔

۱۶- اس کے علاوہ اکبر نے آفتاب کی پرستش کرنے کا انداز، تسخیر آفتاب کی دعاء کا ورد۔ ہر صبح مشرق رویہ کھڑیوں میں بیٹھ کر آفتاب کا درشن کرنا، سحر، دوپہر، شام اور نیم شب آفتاب کے ای کزار ایک ہندی نام کا بحضور قلب پڑھنا معمولات میں شامل کر رکھا تھا۔ جب پیردان اکبر کے سامنے آفتاب کا نام آتا تو وہ جلت عظمتہ و عز شانہ کہہ اٹھتے۔ اکبر سر پر تالو کی جگہ سے بال منڈواتا تھا کیونکہ برہمنوں کی تعلیم کے مطابق کاملوں کی روح پیشانی کی راہ سے نکلتی ہے اور پھر ذی شوکت و صاحب اقتدار حکمران کے جسم میں داخل ہو جاتی ہے۔ ابوالفضل نے اکبر کے لیے ایک آتش کدہ کا بھی اہتمام کر رکھا تھا جس میں چوبیس گھنٹے آگ روشن رکھی جاتی۔

۱۷- جلوس کے چھتیسویں سال کے آغاز پر اکبر نے گائے، بھینس اور اونٹ کا گوشت حرام قرار دے دیا۔ ان جانوروں کو ذبح کرنے والے کی سزا اس کا ہاتھ کاٹنا تھی۔

۱۸- اکبر کے حرم سراء میں باقاعدہ سو عورتیں داخل تھیں۔ جن سے لذت متعہ حاصل کی جاتی تھی ان کی گنتی شمار سے باہر تھی۔
۱۷ اکتوبر ۱۶۰۵ء بمطابق ۱۰۱۴ھ کو اکبر کی زندگی کا سفر دو بیٹوں کی موت کے غم، آنسوؤں اور دوسروں کے لیے منگوائی ہوئی زہر کا غلطی سے جام پی کر مکمل ہوا۔
(بحوالہ "تاریخ فرشتہ" "دربار اکبری" و ملخص از "آئمہ تلبیس")

اکیسواں مدعی مہدی: احمد بن عبداللہ سلجاسی

احمد سلجاسی ۹۶۷ھ میں مغربی ممالک کے علاقہ سلجاسہ میں پیدا ہوا۔ زمانہ شباب میں فارس کا سفر کیا اور بڑے بڑے علماء سے اکتساب علوم کر کے مشرق کا سفر کیا۔ حج سے فارغ ہو کر مصر گیا اور وہاں کے نامور علماء و مفکرین سے علمی پیاس کو بجھایا۔ اس کے بعد حضرت مہدی منتظر کے ظہور سے متعلق روایات اور پیش گوئیوں پر مبنی احادیث کو جمع کیا اور تفصیل سے ضعیف روایات تک کو نقل کر کے حضرت مہدی کی علامات و صفات پر مشتمل کتاب مرتب کی۔

دعوئ مہدویت

کچھ ہی عرصہ بعد ۱۰۳۱ھ میں اپنے مہدی منتظر ہونے کا دعوئ کر دیا۔ ہزاروں لوگ پیروکاروں کی صف میں آ کھڑے ہوئے پھر تمام شہروں و علاقوں اور صوبوں کے عمائدین اور سربر آوردہ شخصیات کو خطوط لکھ کر دعوت دی کہ مہدی منتظر کا ظہور ہو چکا ہے۔ لہٰذا میری مخالفت کر کے گمراہی کی وادیوں میں ذلیل و رسوا ہونے کی بجائے میری اتباع کر کے (معاذاللہ) محمد مصطفیٰ

ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل بننے کا سنہری موقع حاصل کرو۔

مہدی کے لشکر کی کامیابی

جب اس کی تعداد کافی بڑھ گئی اور مخالفین کو ایذاء رسانی کا سلسلہ بھی چل نکلا تو مراکش کے سلطان زیدان کے عامل جارج میر نے چار ہزار کے لشکر سے اس فتنہ کو مٹانے کے لیے قدم آگے بڑھایا۔ احمد سلجاسی چار سو پیروکاروں کو لے کر مقابلہ پر آیا اور اس بے جگری سے لڑا کہ دشمن پر فتح پالی۔ اور بلا مزاحمت سلجاسہ پر قابض ہوگیا اور عادلانہ طرز حکومت قائم کر کے رعایا کی ہمدردیاں مزید حاصل کرلیں۔

مراکش پر مہدی کی حکومت

سلطان زیدان نے اپنے بھائی عبداللہ بن منصور المعروف زبدہ کو اس کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا جو تین ہزار لاشیں چھوڑ کر میدان سے بھاگ اٹھا۔ اس فتح نے احمد سلجاسی کی شہرت و عظمت کو چار چاند لگا دیے۔ اس شکست کے بعد سلطان زیدان کی شکست زدہ فوج کا سپہ سالار یونس ایک بڑی فوج کے ہمراہ احمد سلجاسی سے آملا اور اسے زیدان پر چڑھائی کے لیے اکسایا۔ سلطان زیدان لشکر جرار کے ساتھ مقابلہ پر آیا مگر شکست کھا کر جان بچا کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوگیا اور احمد سلجاسی مراکش پر قابض و متصرف بننے میں کامیاب ہوگیا۔

جھوٹے مہدی کا عبرتناک انجام

کچھ عرصہ بعد سلطان زیدان کوہ درن میں ہزاروں مریدین کے ساتھ اپنے والد کی خانقاہ میں مقیم مشہور عالم فقیہ ابو زکریا یحییٰ بن عبداللہ کے پاس آیا اور انہیں اپنی داستان شکست سنا کر احمد سلجاس سے مقابلہ پر تیار ہو گیا۔ فقیہ ابو زکریا نے ۸ رمضان ۱۰۲۲ھ کو ہزاروں مریدین اور سلطان زیدان کے ہمراہ مراکش کی طرف کوچ کیا اور کوہ مطل پر احمد سلجاس سے پنجہ آزمائی کرتے ہوئے میدان کارزار گرم کیا جس میں نام نہاد مہدی موعود احمد سلجاس اور اس کے پیروکاروں کو شکست فاش ہوئی اور ان کی زندگی کے چراغ بھی بجھ گئے۔ ان کے سر کاٹ کر بارہ سال تک مراکش کے دروازوں پر لٹکائے گئے۔

امام کے غائب ہونے کا عقیدہ

لیکن شقاوت قلبی میں مبتلا سلجاس کے پیروکار کہتے ہیں کہ ہمارے مہدی صاحب قتل نہیں ہوئے بلکہ کچھ عرصہ کے لیے نظروں سے غائب ہوئے ہیں۔
("کتاب الاستقصاء الاخبار دول المغرب الاقصیٰ" جلد ۳ ص ۱۰۷)

بائیسویں مدعی مہدی: احمد بن علی محیرثی

یمن کے علاقہ محیرث کا رہنے والا احمد بن علی بلا کا ذہین اور انتہا درجہ کا ذی علم تھا۔ یہی ذہانت و نطانت اس کی گمراہی کے باعث بنی۔ شاعری میں ید طولیٰ رکھنے اور قادر الکلام ہونے میں اپنا جواب نہ رکھتا تھا۔

دعویٰ مہدویت

مہدویت کا مدعی بنا ہی تھا کہ بہت سے لوگ اس کے دام فریب میں آسانی سے پھنستے چلے گئے۔ کبھی خود کو مہدی منتظر قرار دیتا تو کبھی قرآن حکیم کی پیش گوئی کا مصداق بننے کے لیے دابہ الارض بن بیٹھتا۔ عمر کے آخری ایام میں مکہ مکرمہ چل گیا اور وہیں اس کا تختہ حیات ۱۰۵۰ھ میں کنارہ عدم کو جا لگا۔

(از "خلاصہ الاشرفی المسیان القرآن الحادی عشر" جلد اول ص ۲۵۰)

تیسواں مدعی مہدی: محمد مہدی ازمکی

شہر زور کے گاؤں ازمک میں محمد کے نام سے مہدویت کا دعویٰ دار ہونے والا محمد مہدی ازمکی بڑا عابد، پرہیزگار، کثیرالاجتہاد، حلال و طیب، رزق کمانے اور کھانے والا، حرام اور مشتبہ چیزوں سے متنفر اور خلوت نشینی کا عادی تھا۔ اس کے دعوئ مہدویت کی آواز سنتے ہی ہزاروں کمزور ایمان لوگ اس کے اردگرد جمع ہو گئے اور شیطان کے بھٹکائے ہوئے چند لوگ اس مرد درویش کے پیچھے چل کر گم گشتہ راہ حق میں اپنا نام لکھوا بیٹھے۔ امیر احمد خان کرد کو اس جھوٹے مدعی مہدویت کا علم ہوا تو وہ فوج لے کر اس کی طرف روانہ ہوا۔ فوج کی خبر پاتے ہی ازمکی بھاگ کھڑا ہوا اور اس کا بھائی گرفتار کر لیا گیا۔ ازمک شہر کو تاراج کر کے اس کے پیروکاروں کو دریائے موت میں غرق کر دیا۔

چونکہ اس کا کلام اور خود ساختہ شریعت الحاد و زندقہ کا مرقعہ تھا۔ اس لیے علماء اسلام اس کے کفر پر متفق ہو چکے تھے جس کی وجہ سے اسے گرفتار کیا گیا اور اس کے سامنے اسلام پیش کیا گیا جسے از سر نو قبول کر کے اس نے اپنی بیوی اور جان بچانے میں کامیابی حاصل کر لی۔ لیکن رہائی کے کچھ ہی عرصہ بعد اس نے اپنے پیروکاروں سے کہا میں اپنے سابقہ دعوئ پر قائم ہوں۔ میں نے

دل سے رجوع نہیں کیا تھا۔ اس کیفیت کو دیکھ کر اس کا بھائی اور بہت سے اس کے ہمنوا جو اس کے معتقدین کی صف اول میں شمار ہوتے تھے' نہ صرف اس کے منکر ہو گئے بلکہ وہ اس دعوائے مہدویت اور الحاد پسندی پر سخت ملامت کرنے لگے۔

اشاعہ لاشراط لساعہ للبرزنجی

(بحوالہ "آئمہ تلبیس" جلد دوم' ص۱۴۸)

چوبیسواں مدعی مہدی: محمد بن عبداللہ کرد

مہدی کردی منتظر کا دعویٰ

کردستان کے علاقہ کوہ عمادیہ میں عبداللہ نامی ۱۰۷۵ھ میں ظاہر ہوا جس کا دعویٰ تھا کہ میں سادات حسینی میں سے ہوں اس نے اپنے بارہ سالہ لڑکے کا نام محمد اور لقب مہدی منتظر ہے اور خود اس کے لیے بیعت لینے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ قبائل کے بے شمار لوگ نو عمر مہدی کے ہاتھ پر بیعت کے لیے تیار ہو گئے۔ چونکہ انہی ایام میں سمرنا میں پیدا ہونے والا یہودی سباتائی زیبی مسیح موعود کا دعویدار ہو کر شہرت حاصل کر چکا تھا' اپنا ہمنوا اور اسرائیلیوں کو مسلمانوں اور عیسائی سے نجات دلانے کی امید دلا کر ہزاروں کی تعداد میں اپنا ہمنوا بنا چکا تھا اور ترکی کی مملکت میں اودھم مچائے ہوئے تھا تو اس نو عمر کردی مہدی کی خبر پاتے ہی بہت سے کمزور ایمان لوگ یہ سمجھنے لگے شاید علامات قیامت مسیح موعود کی آمد اور مہدی منتظر کے ظہور کی شکل میں پوری ہونے لگی ہیں تو تیزی سے مہدی کردی کی بیعت کو سعادت سمجھ کر آگے بڑھنے لگے۔

جب افرادی قوت میں خوب اضافہ ہو گیا تو ملک گیری کی ہوس نے

انہیں موصل سمیت کئی شہروں پر قابض ہونے کی راہ دکھائی۔ چند شہروں پر قبضہ کی خبر سنتے ہی والی مصل سلطان محمد چہارم نے اس پر چڑھائی کی اور باپ بیٹا کو گرفتار کر کے اس کے بے شمار پیروکاروں کو خاک و خون میں تڑپایا۔ پابند سلاسل ہو کر جب باپ بیٹا سلطان کے سامنے پیش ہوئے تو مہدویت کا نشہ ہرن ہو چکا تھا۔ چنانچہ مہدی کے دعوے سے دستبرداری کرنے اور اپنی خوش گفتاری کے باعث سلطان کے جناب سے بچ گئے۔

(بحوالہ "آئمہ تلبیس" جلد دوم" ص ۱۶۰)

پچیسواں مدعی مہدی: مرزا علی محمد باب

فرقہ بابیہ کا بانی مرزا علی محمد باب یکم محرم ۱۲۳۵ھ بمطابق ۲۰ اکتوبر ۱۸۱۹ء کو شیراز میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ مرزا محمد رضا اس کے ابتدائی ایام طفولیت میں فوت ہو گیا تھا۔ اس لیے پرورش اپنے ماموں مرزا علی کے پاس شیراز ہی میں پائی۔ ابتدائی تعلیم شیخ محمد جن کا لقب عابد تھا سے حاصل کی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں اولاً اپنے ماموں کے ہمراہ تیل بیچنے کا کاروبار کیا بعد ازاں بوشہر ہی میں اپنا کاروبار شروع کر کے اس شہر میں شادی کی۔ اس بیوی سے ایک بچہ پیدا ہوا جو بچپن ہی میں فوت ہو گیا۔ پانچ سال بعد نجف کا سفر کیا ایک سال وہاں رہا پھر تین ماہ کربلا میں گزارے یہاں سے ارض وفا کا رخ کیا۔

امام مہدی کا واسطہ بننے کا دعویٰ

یہاں مرزا علی احمد نے مہدویت کے دعویٰ کا پختہ عزم کر لیا لیکن عوام کے فوری طور پر قبول نہ کرنے کے خیال سے اولاً صاحب الزمان مہدی علیہ السلام کا واسطہ اور ذریعہ بننے کا پروگرام بنا کر باضابطہ پچیس سال کی عمر میں

۱۲۶۰ھ میں اپنے کو باب (دروازہ) کے لقب سے متعارف کرانے کا آغاز کیا۔

امام زمان کا دروازہ متعارف کرایا گیا

اور عوام الناس کو یہ باور کرانے میں کوشاں ہوا کہ وہ صاحب العصر امام زماں کے (جو شیعہ عقیدہ کے مطابق سر من رای غار میں غائب ہیں) فیوض و برکات کا دروازہ و ذریعہ ہے۔

امام مہدی کا دعویٰ

چند روز بعد علی محمد نے باضابطہ مہدویت کا دعویٰ کر دیا چنانچہ شیخیہ فرقہ کے شیعوں نے اور بڑی تعداد میں لوگوں نے اس کی مہدویت کے دعویٰ کو قبول کر لیا۔ باب نے اپنے اپنے خاص خاص لوگوں کو سلاطین کی طرف دعوت دے کر روانہ کیا۔ اس کے بعد مکہ معظمہ گیا جب واپس آیا تو بوشہر' شیراز وغیرہ شہروں میں اس کے خلاف سخت نفرت انگیز جوش و جذبہ کا اظہار کیا گیا اور حاکم شہر نے اس کے کئی اہم مریدوں کو پکڑ کر ان کے سر و داڑھیاں منڈوا کر خوب ذلیل کیا' انہی ایام میں حاکم نے سپاہیوں کے ذریعہ اس کی خوب مرمت کرائی لیکن باب کی قسمت میں ابھی فتنہ انگیزی کی آگ بھڑکانے اور الحاد و زندقہ کو فروغ دینے کی مہلت موجود تھی۔

شیعہ مجتہد یحییٰ درابی کی معیت

محمد شاہ تاجدار ایران کے بھیجے ہوئے مناظر شیعہ مجتہد سید یحییٰ درابی جیسے لوگ بھی اس سے مل گئے اور شیعی مجتہد ملا محمد علی بھی اس کی تحریروں

سے متاثر ہو کر اس کا ہمنوا ہو گیا جس نے اہل زنجان کو بابی مذہب کی طرف مائل کیا اور طہران میں علماء کی مجلس میں کج بحثی اور ذو معنی گفتگو کے ذریعہ اپنا اثر ظاہر کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب باب کے پیروکاروں کی جمعیت ہزاروں سے لاکھوں تک جا پہنچی اور وہ بغاوت کے لیے پر تولنے لگا۔

شیراز کے حاکم اور عوام کی بڑھتی ہوئی مخالفت سے مجبور ہو کر باب اصفہان کی طرف کوچ کر گیا۔ جہاں حاکم اصفہان معتمد الدولہ منوچہر خان اس کا گرویدہ ہو گیا اور درپردہ اس کا مذہب قبول کر لیا۔ لیکن عوام میں سخت شورش برپا ہوئی تو حاکم اصفہان نے علماء کو لاجواب کرنے اور عوام کو مطمئن کرنے کے لیے شیعہ علماء مرزا سید آغا محمد مہدی اور مرزا محمد حسن سے اس کا مناظرہ کرایا جس میں باب نے سوالات کا جواب دیتے ہوئے کہا.... نہ میں کسی کی تقلید کرتا ہوں، نہ مجتہدین کی طرح قیاس سے کام لیتا ہوں اور میرے نزدیک قیاس فقہی حرام و ناجائز ہے۔ میں مقام قلب پر پہنچ چکا ہوں، مجھ پر کوئی چیز مخفی نہیں ہے جو چاہو سو مجھ سے پوچھو، مگر مرزا محمد حسن کے اس سوال کا جواب لکھ کر دینے میں کامیاب نہ ہو سکا کہ حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام ایک ہی رات میں بیک وقت چالیس آدمیوں کے مہمان کیسے بنے تھے؟ اس واقعہ کے چار ماہ بعد معتمد الدولہ کا انتقال ہو گیا اس کا بھتیجا مرزا گوگین خان حاکم اصفہان مقرر ہوا تو اسے پتہ چلا کہ عوام کے جوش و غصہ کو دیکھ کر معتمد الدولہ نے اگرچہ بظاہر باب کو طہران بھیج دیا تھا لیکن خفیہ طور پر اسے واپس بلوا کر اپنے پاس نہایت عیش و آرام کی فراوانی دے کر ٹھہرایا ہوا تھا۔ مرزا گوگین نے وزیر اعظم طہران کو اس حقیقت سے آگاہ کیا جس پر وزیر اعظم نے باب کو فوری طہران بھیجنے کا آرڈر دیا۔ مرزا گوگین نے فوری روانگی کا بندوبست کر کے باب کو طہران کی طرف بھجوایا لیکن کاشان پہنچتے ہی وزیر اعظم کا دوسرا حکم ملا کہ باب کو تبریز لے جایا جائے اور وہاں سے ماکو کے

پہاڑ پر واقع قلعہ میں بند کیا جائے۔ باب نے تبریز کے حاکم کی منت سماجت بھی کی کہ اسے تبریز میں ٹھہرنے دے مگر لاچار و مجبور ہو کر چل پڑا ماکو کے قلعہ میں بند کر دیا گیا۔

پورا ایران مرزا علی محمد باب کی مہدویت پر ایمان لے آیا

جب ماکو میں بھی اس کے پیروکار پہنچ گئے تو تین سال بعد اسے وہاں سے شہر ارومیہ کے قلعہ چریق کے حاکم یحییٰ خان کے سپرد کر دیا لیکن اس عرصہ میں پورا ایران باب کے نام چرچے سے گونجنے لگا اور اس کے پیروکاروں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ جسے دیکھ کر ایک مرتبہ پھر حکام نے باب کو چریق سے تین ماہ بعد ہی تبریز واپس بلوالیا اور قید خانہ میں رکھنے کی بجائے کاظم خان داروغہ فرش کے گھر ٹھہرایا۔

میں مہدی منتظر ہوں

دوسرے روز مجلس مناظرہ میں باب نے نظام العلماء کے خطاب کے حامل تبریز کے مجتہد اعظم ملا محمود کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے کہا میں وہی ہوں جس کا ہزار سال سے انتظار کیا جارہا ہے۔ میں ہی صاحب الامر مہدی علیہ السلام ہوں، صاحب الزمان اور قائم آل محمد ہوں۔

مناظرہ میں شکست

میری مہدویت کی دلیل قرآن کی بہت سی آیات ہیں۔ لیکن احادیث میں مہدی کے والدین کے اسماء اور دیگر علامات کی مدافعت نہ ہونے کا جواب

اس سے نہ بن پڑا۔ لیکن کرامت کے طور پر فی البدیہ ایک ہزار شعر پڑھنے کا دعویٰ کیا مگر نظام العلماء نے کہا کہ کرامت کے طور پر میرے بڑھاپے کو جوانی میں بدل دیں جس کا جواب نہ دے سکا۔

حاکم ایران کی طرف سے درے لگانے کا حکم

غرض کہ اس مجلس میں اس کی بے حد تذلیل ہوئی اور فصاحت و بلاغت کی تشریحات تک بیان نہ کر سکا۔ جس پر حاکم نے اس کو درے لگانے کا حکم دیا۔ باب دروں کی مار سے چیخ اٹھا اور توبہ کردم توبہ کردم (میں توبہ کرتا ہوں، میں توبہ کرتا ہوں) کی رٹ لگانے لگا۔ حاکم نے اسے پھر چہریق کے قلعہ میں دوبارہ بھیج دیا۔

باب نے اس نظربندی کے زمانہ میں ملا حسین بشرویہ کو تبلیغ کے لیے خراسان بھیجا جو دو سو تیس بابیوں کے ہمراہ بار فروش پہنچا۔ اہل شہر سے مزاحم ہوا پھر قلعہ طبریہ پہنچا جہاں پر لوٹ مار کر کے دو سال کے خورد و نوش کا انتظام کر کے ایک قلعہ تعمیر کر کے اس میں پناہ گزین ہو گیا اور ارد گرد کے بابی سینکڑوں وہاں جمع ہونے لگے تو اس کی اطلاع پاکر طہران سے حاکم بازندران شہزادہ مہدی علی کے نام حکم پہنچا کہ وہ بابیوں کو تہہ تیغ کرے۔ یہ لشکر عباس قلی خان کی کمک کا منتظر تھا کہ بابیوں نے اس پر شب خون مار کر اسلحہ خانہ پر قبضہ کر لیا اور قتل عام شروع کر دیا۔

بابی مال غنیمت سے مالا مال ہو کر فتح و کامیابی کے پھریرے لہراتے ہوئے واپس قلعہ میں آئے۔ اب شہزادہ عباس قلی خان سات ہزار کا لشکر لے کر آگے بڑھا اور قلعہ کا محاصرہ کر کے بیٹھ گیا۔ آخر کار محصورین سخت بھوک و پیاس میں مبتلا ہوئے اور قلعہ سے پابند سلاسل کر کے نکالے گئے اور بابیوں کے سردار ملا محمد علی بار فروشی کو ذلیل و رسوا کر کے قتل کیا جن کی خبر سن کر

باب رئیس دن رات روتا رہا اور بہت کم غذا کھائی۔

باب کا عبرتناک انجام

بابیوں کی اس ہنگامہ آرائی سے تنگ آکر حکام سلطنت نے باب کا کام تمام کرنے کا فیصلہ کیا جسے سن کر باب نے اولاً خود کشی کی کوشش کی تاکہ دشمن کے ہاتھوں ذلت کی موت سے بہتر موت مرجاؤں لیکن ۲۸ شعبان کو اسے باندھ کر گولیوں سے چھلنی کر دیا۔

ہم نے اس باب میں تاریخ سے پچیس ایسے مدعیان مہدی کا آئینہ ناظرین کے سامنے پیش کیا ہے جنہوں نے شیعہ ہی کے مختلف فرقوں سے ہونے کے باوجود خود کو اپنے ہی مذہب کے "تصور امام مہدی" کا محور بنانے کی کوشش کی۔ ہر ایک مدعی نے حضرت خلفاء راشدین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے برات و بیزاری کے ساتھ ساتھ امام مہدی کے مزعومہ کارناموں کے مطابق کبھی کعبہ کی بے حرمتی کی، کبھی مساجد کو منہدم کیا، کبھی اہلسنّت کا قتل عام کیا، کہیں حجراسود کو نکالا، کبھی حج کو موقوف کیا، کبھی نمازوں کو معاف کرنے کا اعلان کیا۔۔۔۔ آپ نے ملاحظہ کیا کہ یہ وہی غیر اسلامی سوچ اور اسلام دشمنی کی واضح علامات تھیں جو شیعہ کے تصور امام مہدی کی کوکھ سے پیدا ہوئیں تھیں۔ ہماری گزارشات کا حاصل یہ ہے کہ اسلام نے جس امام مہدی علیہ الرضوان کا تصور امت کے سامنے پیش کیا ہے وہ شیعہ افکار سے یکسر مختلف اور جدا ہے۔۔۔۔۔ پوری امت مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آخری زمانہ میں حضرت محمد المھدی کی پیدائش مدینہ میں ہوگی اور ان کا ظہور خانہ کعبہ میں ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر آنحضرت ﷺ کی شریعت محمدیہ کے فروغ کے لیے جہاد کریں گے۔ ان کی آمد برحق ہے ان کے ظہور کی علامات کے بارے میں آنحضرت ﷺ کی ۳۷ احادیث رہنما کے طور پر

ہمارے سامنے ہیں..... لیکن شیعہ نے جو تصور پیش کیا ہے وہ کسی لحاظ سے بھی اسلام سے ہم آہنگ نہیں، اس کی تفصیل اگلے باب کے تقابلی جائزہ کے ہر صفحہ سے عیاں ہے۔

چھٹا باب

امام مہدی کے بارے میں شیعہ اور مسلمانوں کے نظریات کا تقابلی جائزہ

شیعیت	اسلام
امام مہدی کا نام (بے نام بچہ) از اصول کافی اصول کافی میں حضرت امام حسن عسکری کے بیٹے کو بے نام اور بے مکان ثابت کیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ کافی ہی اس موضوع پر ایک مستقل باب ہے۔ "باب النھی عن الاسم"۔ یعنی امام حسن عسکری کے بچے کا نام لینا ممنوع ہے اس باب میں امام حسن عسکری کے والد بزرگوار کا ارشاد نقل کیا گیا کہ تمہارے لیے ان کے صاحبزادے کا نام حلال نہیں اور امام صادق کے قول کے مطابق جو شخص بھی نام لے گا وہ کافر ہو جائے گا۔	امام مہدی کا نام (محمد) ۱۔ ان اسمہ اسم النبی ﷺ "محمد" (از سنن ابی دائود کتاب "المہدی حدیث" ص۴۲۸۵) امام مہدی کا نام حضور ﷺ کے نام پر "محمد" ہو گا۔

اصول کافی کی دوسری روایت کے الفاظ ملاحظہ ہوں: ظہور مہدی (بارھویں امام) کے بعد دنیا بھر میں شیعہ کی حکومت ہوگی اور وہ چار ہزار افراد کو قبروں سے زندہ کریں گے۔

امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ

۱۴۰۰ سال سے امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پوری امت میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا مقام سب سے اعلیٰ ہے۔

حضرت امام مہدیؑ کے عہد میں جو لوگ زندہ ہوں گے، ان کی تعداد چار ہزار ہوگی (از "غایتہ المقصود" ج ۱، ص ۱۷۸) شہداء کو بھی رجعت میں ظاہری زندگی دی جائے گی۔ اسی رجعت میں بوعدہ قرآنی آل محمد کو حکومت عامہ عالم دی جائے گی اور زمین کا کوئی گوشہ ایسا نہ ہوگا جس پر آل محمد کی حکومت نہ ہو.... ایک روایت یہ ہے کہ ہر امام علی الترتیب حکومت کریں گے۔ (از کتاب "چودہ ستارے" سید نجم الحسن کراروی، ص ۶۰۲، مطبوعہ امامیہ کتب خانہ لاہور۔

حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کا مقام و مرتبہ آنحضرت ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں

امام مہدی (بارہویں امام) ابوبکر و عمر کو قبر سے نکال دیں گے۔

○ اقتدوا بالذی من بعدی ابوبکر

"و عمر" آنحضرت ﷺ نے فرمایا میرے بعد ابو بکر و عمر کی اقتداء کرنا۔	امام مہدی (بارہویں امام ابو بکرؓ و عمرؓ کی لاشوں کو درختوں سے لٹکا کران کے جسموں پر ہزاروں کوڑے برسائیں گے۔ (لرزہ پیدا کردینے والی ایک سنگین تحریر)
۲ مروا ابی بکر فلیصل بالناس ابو بکر کو بلاؤ، آکر میرے مصلی پر نماز پڑھائے۔	۱۔ "تحقیق المتین ترجمہ حق الیقین" مطبوعہ امامیہ جنرل بک ایجنسی لاہور۔
۳ لو کان بعدی نبی لکان عمر اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔	۲۔ "حق الیقین" مطبوعہ سازمان انتشارات، جاویدان ایران، تالیف از ملا باقر مجلسی۔۔۔

شیعہ مجتہد ملا باقر مجلسی کی کتاب کی عبارت ان کی مذکورہ تالیف "حق الیقین" کے باب رجعت سے نقل کی جا رہی ہے۔ جسے ملا باقر مجلسی نے مفضل بن عمر کے حوالے سے امام جعفر صادق کی طرف منسوب کر کے نقل کیا ہے۔

مفضل نے امام جعفر صادق سے عرض کیا کہ اے میرے آقا صاحب الامر (امام مہدی) مکہ معظمہ کے بعد دوسرے کس مقام کا رخ کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے نانا رسول خدا کے شہر مدینہ جائیں گے۔ وہاں ان سے ایک عجیب بات کا ظہور ہو گا جو مومنین کے لیے خوشی و شادمانی کا اور کافروں منافقوں کے لیے

ذلت و خواری کا سبب بنے گی۔ مفضل نے پوچھا وہ عجیب بات کیا ہو گی؟ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ جب وہ اپنے نانا رسول خدا کی قبر کے پاس پہنچیں گے تو وہاں کے لوگوں سے پوچھیں گے کہ لوگو! بتلاؤ کیا یہ قبر ہمارے نانا رسول خدا کی ہے؟ لوگ کہیں گے کہ ہاں یہ انہی کی قبر ہے۔ پھر امام پوچھیں گے یہ اور کون لوگ ہیں جو ہمارے نانا کے پاس دفن کر دیے گئے ہیں۔ لوگ بتلائیں گے کہ یہ آپ کے خاص مصاحب ابو بکر و عمر ہیں۔ حضرت صاحب الامر (امام مہدی) اپنی سوچی سمجھی پالیسی کے مطابق سب کچھ جاننے کے باوجود ان لوگوں سے کہیں گے کہ ابو بکر کون تھا اور عمر کون تھا اور کس خصوصیت کی وجہ سے ان دونوں کو ہمارے نانا رسول خدا کے ساتھ دفن کیا گیا؟ لوگ کہیں گے یہ دونوں آپ کے خلیفہ اور آپ کی بیویوں (عائشہ و حفصہ) کے والد تھے۔ اس کے بعد جناب صاحب الامر فرمائیں گے کہ کیا کوئی ایسا آدمی بھی ہے جس کو اس بارے میں شک ہو کہ یہی دونوں یہاں مدفون ہیں۔ لوگ کہیں گے کہ کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جس کو اس بارے میں شک ہو۔ سب یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ رسول خدا کے پاس یہی دو بزرگ مدفون ہیں۔ پھر تین دن کے بعد صاحب الامر حکم دیں گے کہ دیوار توڑی جائے اور ان دونوں کو ان کی قبروں سے باہر نکالا جائے۔

چنانچہ دونوں کو قبروں سے باہر نکالا جائے گا۔ ان کا جسم تازہ ہو گا اور ان کا وہی کفن ہو گا جس میں یہ دفن کیے گئے تھے۔ پھر آپ حکم دیں گے کہ ان کا کفن الگ کر دیا جائے (ان کی لاشوں کو برہنہ کر دیا جائے) اور ایک بالکل سوکھے درخت پر لٹکا دیا جائے۔

CamScanner

اس وقت مخلوق کے امتحان و آزمائش کے لیے یہ عجیب واقعہ ظہور میں آئے گا کہ وہ سوکھا درخت جس پر لاشیں لٹکائی جائیں گے' ایک دم سرسبز ہو جائے گا۔ تازہ ہری پتیاں نکل آئیں گی اور شاخیں بڑھ جائیں گی' بلند ہو جائیں گی۔ پس وہ لوگ جو ان دونوں سے محبت رکھتے اور مانتے تھے (یعنی اہل سنت) کہیں گے کہ واللہ یہ ان دونوں کی عنداللہ مقبولیت اور عظمت کی علیل ہے اور ان کی محبت کی وجہ سے ہم نجات کے مستحق ہوں گے اور جب سوکھے درخت کے اس طرح سرسبز ہو جانے کی خبر مشہور ہوگی تو جن لوگوں کے دلوں میں ان دونوں کی ذرہ برابر محبت و عظمت ہوگی وہ اس کو دیکھنے کے شوق میں دور دور سے مدینہ آ جائیں گے تو جناب قائم صاحب الامر کی طرف سے ایک منادی ندا دے گا اور اعلان کرے گا جو لوگ ان دونوں (ابو بکر و عمر) سے محبت و عقیدت رکھتے ہوں وہ ایک طرف الگ کھڑے ہو جائیں۔ اس اعلان کے بعد لوگ دو حصوں میں بٹ جائیں گے۔

ایک گروہ ان دونوں سے محبت کرنے والوں کا ہو گا اور دوسرا ان پر لعنت کرنے والوں کا۔ اس کے بعد صاحب الامر ان لوگوں سے جو ان دونوں سے محبت کرنے والے ہوں گے (یعنی سینوں سے) مخاطب ہو کر فرمائیں گے کہ ان دونوں سے بیزاری کا اظہار کرو اور اگر ایسا نہیں کرو گے تو تم پر بھی ابھی خدا کا عذاب آئے گا۔ وہ لوگ جواب دیں گے کہ جب ہم ان کی عنداللہ مقبولیت کے بارے میں پوری طرح جانتے بھی نہیں تھے اس وقت بھی ہم نے ان سے بیزاری کا رویہ اختیار نہیں کیا۔ تو اب جب کہ ہم نے ان کے مقرب اور مقبول بارگاہ خداوندی

ہونے کی علامت آنکھوں سے دیکھ لی ہے تو ہم کیسے ان سے بیزاری کا رویہ اختیار کر سکتے ہیں بلکہ اب ہم تم سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں اور ان سب لوگوں سے جو تم پر ایمان لائے اور جنہوں نے تمہارے کہنے سے ان بزرگوں کو قبروں سے نکال کر ان کے ساتھ توہین تذلیل کا یہ معاملہ کیا ہے۔

ان لوگوں کا یہ جواب سن کر امام مہد کالی آندھی کو حکم دیں گے کہ وہ ان لوگوں پر چلے اور ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دے۔ پھر امام مہدی حکم دیں گے کہ ان دونوں (ابوبکر و عمر) کی لاشوں کو اتارا جائے۔ پھر ان دونوں کو قدرت الٰہی سے زندہ کریں گے۔

و امر فرماید خلائق راہمہ جمع شوند پس ہر ظلمے و کفرے از اول عالم تا آخر شد گناہش را بر ایشان لازم اورد و زدن سلمان فارسی و آتش افروختن بدر خانہ امیر المومنین را و فاطمہ و حسن و حسین را برائے سوختن ایشان و زہر داون امام حسن و کشتن امام حسین و اطفال ایشاں اسیر عمان و یاران اخر و اسیر کردن ذریت رسول در نیحتن خون آل محمد ذاہر مانے و ہر خونے کہ بناحق ونجتہ شد و ہر فریے کہ بحرام جماع شد و ہر سودے و حرامے کہ خوردہ شدد ہر

گناہے و ظلمے و جورے کہ واقع شد تاقیام قائم آل محمد ہمہ را بایشاں بشمارد کہ از شما شدہ و ایشاں اعتراف کنند زیرا کہ اگر در روز اول غصب حق خلیفہ بحق نمی کرداد نبہائے شد۔

پس امر فرماید کہ از برائے مظالم ہر کہ حاضر باشد از ایشاں قصاص نمایند پس ایشان را بفرماید کہ از درخت بر کشد و آتشے را بفرماید کہ از زمین بیرون اید و ایشاں را بسوزاند با درخت و بادے را فرماید کہ خاکستر ایشاں را بدریاہا باشد مفصل گفت اے سید من ایں عذاب ایشاں خواہد بود فرمود کہ ہیہات اے مفصل واللہ کہ سید اکبر محمد رسول اللہ و صدیق اکبر امیر المومنین و فاطمہ زہرا و حسن مجتبی و حسین شہید کربلاء و جمیع ائمہ ھدٰی ہمگی زندہ خواہند شد و ہر کہ ایمان محض خالص داشتہ وہر کہ کافر محض بودہ ہمگی زندہ خواہد نمبرداز برائے جمیع ائمہ

ومومناں ایشاں وا عذاب حواہند کرد حتی آنکہ درشبانہ روزے ہزار مرتبہ ایشاں را بکشند و زندہ کرد۔ پس خدا بہرجا کہ خواہد ایشان وا بردومعذب کرداند۔

اور حکم دیں گے کہ تمام مخلوق جمع ہو۔ پھر یہ ہو گا کہ دنیا کے آغاز سے اس کے ختم تلک جو بھی ظلم ہوا اور جو بھی کفر ہوا ان سب کا گناہ ان دونوں پر لازم کیا جائے گا اور انہی کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا۔ سلمان فارسی کو پیٹنا اور امیرالمومنین فاطمہ زہرا اور حسن حسین کو جلا دینے کے لیے ان کے گھر کے دروازہ میں آگ لگانا اور امام حسن کو زہر دینا اور حسین اور ان کے بچوں اور چچا زاد بھائیوں اور ان کے ساتھیوں مددگار کو کربلا میں قتل کرنا اور رسول خدا کی اولاد کو قید کرنا اور ہر زمانے میں آل محمد کا خون بہنا اور ان کے علاوہ جو بھی ناحق خون کیا گیا ہو اور کسی عورت کے ساتھ جہاں کہیں بھی زنا کیا گیا ہو اور جو سود یا جو بھی حرام کا مال کھایا گیا ہو اور جو بھی گناہ اور جو ظلم و ستم قائم آل محمد (یعنی امام غائب) کے ظہور تلک دنیا میں کیا گیا ہو' اس سب کو ان دونوں کے سامنے گنایا جائے گا اور پوچھا جائے گا یہ سب کچھ تم سے اور تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ وہ دونوں اقرار کریں گے کہ ہاں ہماری ہی وجہ سے ہوا)

کیونکہ اگر رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد پہلے ہی دن خلیفہ برحق (علی) کا حق یہ دونوں مل کر غصب نہ کرتے تو ان گناہوں میں سے کوئی بھی نہ ہوتا۔ اس کے بعد صاحب الامر حکم فرمائیں

گے جو لوگ حاضر موجود ہیں' وہ ان دونوں سے قصاص لیں اور ان کو سزا دی جائے۔ پھر صاحب الامر حکم فرمائیں گے کہ ان دونوں کو درخت پر لٹکا دیا جائے اور آگ کو حکم دیں کہ زمین سے نکلے اور ان دونوں کو مع درخت کے جلا کر راکھ کر دے اور ہوا کو حکم دیں گے کہ ان کی راکھ کو دریاؤں پر چھڑک دے۔ مفصل نے عرض کی اے میرے آقا یہ ان لوگوں کو آخری عذاب ہو گا۔ امام جعفر صادق نے فرمایا اے مفصل ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم! سید اکرم محمد رسول اللہ اور صدیق اکبر امیر المومنین (علی) اور سیدہ فاطمہ زہرا اور حسن مجتبیٰ اور حسین شہید کربلا اور تمام آئمہ معصومین سب زندہ ہوں گے اور جو خالص مومن ہوں گے سب زندہ کیے جائیں گے اور تمام آئمہ اور تمام مومنین کے حساب میں ان دونوں کو عذاب دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ دن رات میں ان کو ہزار مرتبہ مار ڈالا جائے گا اور زندہ کیا جائے گا۔ اس کے بعد خدا جہاں چاہے گا ان کو لے جائے گا اور عذاب دیتا رہے گا۔ (بحوالہ "ایرانی انقلاب" ص۲۱۹' از مفکر اسلام حضرت مولانا منظور احمد نعمانی' لکھنؤ انڈیا)

آنحضرت ﷺ کی طرف سے حضرت عائشہؓ کے مناقب اور ان پر مکمل اعتماد کا اظہار

امام مہدی (بارھویں امام) حضرت عائشہؓ کی قبر پر حد جاری کریں گے۔

۱۔ قرآن کا ارشاد ہے: ینساء

النبی لستن کاحد من النساء اے نبی کی عورتو! دنیا میں تمہارے جیسا کوئی بھی نہیں۔	شیعہ مجتہد ملا باقر مجلسی کی کتاب "حیات القلوب" جلد دوم کے اردو ترجمہ، مطبوعہ امامیہ کتب خانہ موچی دروازہ لاہور، ص۹۰۱ پر ہے "ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ تین اشخاص ہیں جنہوں نے جناب رسول خدا پر بہت جھوٹ باندھا ہے۔ ابو ہریرہ، انس بن مالک اور عائشہ۔ ابن بابویہ نے امام باقر سے روایت کی ہے کہ جب حضرت قائم آل محمد ظاہر ہوں گے تو وہ عائشہ کو زندہ کریں گے اور ان پر حد جاری کریں گے اور جناب فاطمہ کا انتقام لیں گے...... راوی نے پوچھا کس سبب سے حد جاری کریں گے؟ تو امام نے فرمایا: مادر ابراھیم (آنحضرت ﷺ کی بیوی ماریہ قبطیہ) پر جو افترا اس نے باندھا تھا۔ راوی نے پوچھا آنحضرت ﷺ نے خود ان پر حد جاری کیوں نہ فرمائی اور خدا نے اسے قائم آل محمد تک کیوں ملتوی کر دیا۔ حضرت نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کو خدا نے رحمت بنا کر بھیجا تھا۔ اس لیے یہ کام قائم المنتظر تک ملتوی کر دیا (بحوالہ "تاریخی دستاویز" ص۳۵۹)
۲. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ کو تمام عورتوں پر ایسے فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کو تمام کھانوں پر۔	حضرت عائشہ کو زندہ کر کے امام مہدی (بارھواں امام) عذاب دے گا۔

یخرج اولاد قاتلی الحسین" فیقتلھم

لانهم رضوا بصبع آباءهم و من رضی بفعل قبیح کان کمن آتاه' و یحیی عائشه ویعذب۔

امام مہدی حضرت حسین کے قاتلوں کی اولاد کو قتل کریں گے کیونکہ وہ اپنے آباء کے اس فعل پر راضی تھے کیونکہ جو بھی غلط کام پر راضی' وہ اسی جیسا ہوتا ہے۔ پھر عائشہ کو زندہ کر کے اسے عذاب دے گا۔ (از "حق الیقین" ص۹۴' ج ۲' باب کیفیت رجعت' ملا باقر مجلسی) (بحوالہ "تاریخی دستاویز" ص۳۵۶)

۳۔ مردوں میں مجھے سب سے زیادہ ابوبکر اور عورتوں میں سب سے زیادہ عائشہ سے محبت ہے۔ (الحدیث)

پاکستان سے حال ہی میں شائع ہونے والی ایک کتاب کے اقتباسات:

۱۔ امام مہدی (بارھواں امام) حضرت ابوبکر و عمر کی لاشوں کو قبروں سے نکالے گا۔

۲۔ امام مہدی (بارھواں امام) حضرت ابوبکر و عمر کی لاشوں کو درختوں پر لٹکانے کا حکم دے گا۔

۳۔ امام مہدی (بارھواں امام) کے حکم سے حضرت ابوبکر و عمر کے کفن اتارے جائیں گے۔

۴۔ امام مہدی (بارھواں امام) کہے گا کہ ابوبکر و عمر کو ماننے والے علیحدہ ہو جائیں تو اسی وقت مخلوق دو حصوں میں بٹ جائے

گی۔

۵۔ مہدی (بارھواں امام) کہے گا ابوبکر و عمر سے بیزاری کرو لوگ انکار کریں گے۔

۶۔ ابوبکر و عمر کی لاشیں جس درخت پر لٹکائی جائیں گی وہ درخت بڑے ہو جائیں گے اور پھل دینے لگیں گے۔ (از بصائر الدرجات)

شیعہ مصنف قاضی جلیل محمد شریف بن شیر محمد شاہ رسولوی پاکستانی۔۔۔ اپنی تالیف منتخب "بصائر الدرجات"" مطبوعہ مکتبہ ساجدیہ شمس آباد کالونی ملتان کے ۸۱۔۸۰ پر ظہور امام مہدی کے بعد ان کے پہلے کارنامے کو تفصیل کے ساتھ اس طرح نقل کرتا ہے:

قال المفضل یاسیدی ماھوذالک قال یامعشرالخلائق ھذ قبرجدی رسول اللہ فیقولون نعم یامھدی آل محمد فیقول و من فی القبر یقولون صاحبا و رفیقھا وھواعلم بھما والخلائق کلھم جمیعا یسمعون من و کیف دفنا من بین الخلق مع جدی رسول اللہ و عسی المدفون غیرھا فیقول الناس یامھدی آل محمد ماھنا غیرھا انھما دفنا معه لانھما خلیفتا رسول اللہ و ابو زوجتیه فیقول للخلق بعد ثلاث اخرجوھما من قبرھما فیخرجاز غفین طرمین لم یتغیر

خلقهما ولم يشحب لونهما بالصفه و
ليس ضجيعي جد كئ غيرهما فيقول هل
فيكم احده يقول بغيرهذا اولئك فيهما
فيقولون لا فيوخر اخراجهما ثلاثه ايام
ثم ينشر الخبرا في الناس و يظهر
المهدى ويكشف الجدوان عن العبرو
يقول للنقبا وابحشوا غنما دو ينشوهما
بابد حتى يصلون اليهما فيخر جان
غضيب طربين كضوا وتهما فيكشف
عنهما اكفانما و يامر برفعهما على
ذوحه يابه نخره فيصلبهما عليها ضحى
اشخره وتودق وتونع ويطول نزعها فيقول
المرتابون من اهل ولا بنبهما ولله اشرف
حقا والقد خيزنا من محتنهما ولا يتهما و
يخبر من افعى مافى نفسه ولو مقيس
حبه من صحبتهما و لايتهما يحضر و
يردلهما ويرونهما يثنون بهما وينادى و
منادى المهدى عليه السلام كل من
احب صاحبي رسول الله و صجعيه
حلتنردجانبا فيتخير الخلق خرتين
احدهما موال والاخر متبرء منهما
فيقعرض المهدى عليه السلام على
اولياء هما البراء منها فيقولون يا مهدى

ال رسول الله ما تنراء منها و ما کنا نقول لهم الله و عندک هذه المنزله و هذا الذی بدالنا من فضلهما اساعته سلما نقدو الینا۔

مفضل نے کہا کہ آقا وہ کیا چیز ہوگی۔ امام مہدیؑ اپنے دادا رسول اللہ کی قبر پر تشریف لائیں گے۔ لوگوں سے فرمائیں گے یہ قبر میرے نانا رسول اللہؐ ہے۔ لوگ کہیں گے اے مہدی آل محمد ایسا ہی ہے۔ پوچھیں گے قبر میں کون دفن ہے۔ کہیں گے آنحضرت کے ساتھی ہیں۔ آپ اس بات کو جانتے ہوئے فرمائیں گے تمام مخلوق ہی ایسی ہوگی کہ تمام مخلوق کے ہوتے ہوئے میرے نانا کی قبر میں کیسے دفن ہو گئے۔ دفن ہونے والے یہ نہیں ہوں گے اور ہوں گے۔ لوگ جواب دیں گے مہدی آل محمد یہاں کوئی اور دفن نہیں ہے وہی ہیں کیونکہ دونوں آنحضرت کے خلیفہ اور آپ کی دو بیویوں کے باپ تھے۔

یہ بات تین مرتبہ کہنے کے بعد لوگوں سے کہیں گے ان کو قبر سے نکالیں۔ جب قبر سے نکلیں گے تو ان کی لاشیں تر و تازہ ہوں گی۔ رنگ روپ بالکل درست ہوگا۔ فرمائیں گے کوئی ہے جو ان کو جانتا ہو۔ کہیں گے کہ ہم جانتے ہیں۔ آپ کے نانا قبر میں ان دونوں کے سوا کوئی دفن نہیں ہے۔ فرمائیں گے کوئی ایسا شخص ہے کہ جو کہے کہ وہ دونوں نہیں ہیں کوئی اور ہے کہیں گے ایسا نہیں۔ قبروں کی طرف دیواریں کھولی جائیں گی۔ مہدی فرمائیں گے کھود دو اور ان کو نکالو۔ اپنے ہاتھوں سے کھود دیں گے مسجد تک پہنچ جائیں گے۔ تر و تازہ نکالے جائیں گے اصلی حالت

میں ہوں گے۔ کفن اتار دیے جائیں گے۔ بہت بڑے بوسیدہ درخت پر لٹکا دینے کا حکم دیں گے۔ لٹکانے کے بعد درخت بڑا ہو جائے گا اور پھل دے گا۔ شاخیں بلند ہو جائیں گی۔ ان کے ماننے والے کہیں گے خدا کی قسم یہ شرف حق ہے۔ ہم ان صحبت ولایت میں کامیاب ہو گئے۔ دانے کے برابر بھی جس کے دل میں ان کی محبت ہو گی وہ آکر ان کی زیارت کرے گا۔ مہدی کی طرف سے اعلان ہو گا جو شخص رسول اللہ ؐ کے ساتھیوں کو دوست رکھتا ہے وہ ایک طرف ہو جائیں۔ مخلوق دو حصوں میں بٹ جائے گی۔ ایک ماننے والے دوسرے نہ ماننے والے۔ مہدی ان کے دوستوں سے کہیں گے ان سے بیزاری کرو۔ وہ کہیں گے ہم بیزاری نہیں کرتے۔ ہم ان کے حق میں کچھ نہیں کہتے۔ وہ اللہ کے پیارے ہیں۔ آپ کے نزدیک ان کی یہ قدر ہے۔ ہم پر ان کی فضیلت ظاہر ہو چکی ہے۔ (بحوالہ "تاریخی دستاویز" ص ۵۵۳-۵۵۶)

امام مہدی آخر زمانے میں مدینہ کے ایک گاؤں کریم میں پیدا ہوں گے۔ (بحوالہ از "تحفہ جعفریہ) مطبوعہ لاہور)

امام مہدی سامرا کی غار میں گم ہوئے (چہار دہ معصوم)

در سامرا قبر مامن ہمامین حضرت ہادی و حضرت عسکری متوفہ ۲۶۰ھ و

سرداب غیبت حجتہ بن الحسن عسکری و کناراں بارگاہ قرار گرفتہ در سامرا در صحن بزرگ است (چہار دہ معصوم، مصنفہ عماد الدین حسین اصفہانی، جلد دوم، ص ۶۶۷، طبع جدید ایران)

ترجمہ: سامرا (عراق کا شہر) میں دو بزرگ اماموں حضرت ہادی اور حضرت امام حسن عسکری کی قبر ہے اور امام حسن عسکری کے بیٹے حضرت حجتہ (امام مہدی) کے غائب ہونے والا تہہ خانہ اسی بارگاہ کے جوار میں بڑے صحن کے اندر ہے۔

سامرا کے تہہ خانے میں بسا اوقات اولیاء اللہ کو امام غائب مختلف بھیسوں میں نظر آتا ہے (چہار دہ معصوم)

آفتاب و جودش از شرف دامان مادرش نرجس خاتون شاہزادئہ رومی در شب جمعہ ۱۵ شعبان نزدیک صبح و رسال ۲۵۵ھ پدید ار گشت و تاکنوں کہ ۱۱۱۸ سال از تولاش میگزرد در پس پردئہ غیب از چشم جہانیاں مخفی است تا آنکہ کہ بامر الہی ظاہر گردد وصف سرداب علی غیبت کبری، آں سینے بسیار زیبا و وسیعے کہ چند خانہ بزرگ عسکریین را بہم مربوط میاخت بسبب حملہ دشمناں

جائے غیبت کبری قرار گرفت یعنی امام عصر حجتہ بن الحسن العسکری عج برائے آخرین دفعہ از انظار عمومی آنجا مخفی شدد و دیگر ہیچ کس جز خواص اوتاد و مخلصین از مردم اور نمے بینید مگر کسانیکہ از اولیاء خدا باشند و دیدنہ حق بیں داشتہ و او بوجود آ‌ءد و بتواند آں شخصیت را در ہر لباس است بیند۔ (چہاردہ معصوم، جلد دوم، ص ۶۸۳، طبع ایران)

ترجمہ: امام غائب کا آفتاب وجود اپنی والدہ کے افق دامان سے (جن کا نام نرجس خاتون ہے) شعبان کی ۱۵ تاریخ کو ۲۵۵ھ میں بوقت صبح ظاہر ہوا ۱۱۸۱ سال ہوئے اب تک دنیا والوں کی نظر سے پردۂ خفا میں ہیں تاآنکہ اللہ کے حکم سے ظاہر ہوں گے۔ جس تہہ خانہ میں آپ کی غیبت کبریٰ ہوئی وہ جگہ زمین کے اندر بڑی خوبصورت اور وسیع ہے جو عسکریین کے چند بڑے کمروں کو آپس میں ملاتی ہے۔ دشمنوں کے حملے کے خوف سے وہاں آپ کی غیبت کبریٰ واقع ہوئی یعنی امام زمانہ حضرت حجتہ بن امام حسن عسکری (اللہ انہیں جلدی ظاہر کرے) اس جگہ آخری بار عام لوگوں کی نظر سے مخفی ہوئے۔ خاص الخاص اور مخلص بندوں کے سوا انہیں کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ البتہ جو لوگ اولیاء اللہ میں سے ہوں اور خدا شناس نگاہیں رکھتے ہوں وہ آپ کو دیکھ سکتے ہیں۔

خواہ آپ جس بھی لباس میں ہوں۔

امام مہدی ستر گز لمبا اصلی قرآن، نبی کریم کے ہتھیار اور ذوالفقار حیدری وغیرہ لے کر غار سے نکلیں گے (احتجاج طبرسی)

و یکون عنده سلاح رسول الله و سیفه ذوالفقار و تکون عنده صحیفه فیها اسماء شیعته الی یوم القیمه و صحیفه فیها اسماء اعداء الی یوم القیمه و یکون عنده الجامعه و هی صحیفه طولها سبعون زراعا فیها جمیع مایحتاج الیه ولد ادم و یکون عنده الجفر الاکبر والاصغر و هو اهاب کبش فیها جمیع العلوم حتی ارش الخدش و حتی الجلده و نصف الجلده و ثلث الجلده و یکون عنده مصحف فاطمه علیها السلام (طبع قدیم، ص ۲۴۰، احتجاج الرضا فیما یتعلق بالامامه مطبوعہ نجف اشرف، (احتجاج طبرسی، جلد دوم، ص ۲۳۱، مطبوعہ قم خیابان ارم، طبع جدید)

امام مہدی کے پاس رسول اللہ کے ہتھیار اور ذوالفقار تلوار ہوگی۔ ان کے پاس ایک صحیفہ ہوگا جس میں ان کے قیامت تک کے شیعوں کے نام ہوں گے اور ایک صحیفہ ہوگا جس میں ان کے تاقیامت دشمنوں کے نام ہوں گے اور "الجامعہ" نامی صحیفہ ہوگا جس کا طول ستر ہاتھ ہوگا۔ اس میں اولاد آدم کے تمام مسائل کا حل ہوگا۔ ان کے پاس جعفر اکبر و اصغر ہوگا۔ وہ ایک مینڈھا کی

کمال ہے جس میں تمام علوم ہوں گے۔ حتیٰ کہ خراش کی سزا مکمل حد آدھی یا اس کا تہائی حصہ سب مذکور ہو گا اور ان کے پاس سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مصحف بھی ہو گا۔

انوار نعمانیہ

فان قلت کیف جاز القراه فی هذا القران مع مالحقه من التغییر قلت قد ورد الاخبار انهم امروا شیعتهم لقراه هذا الموجود من القران فی الصلوه و غیرها والعمل باحکامه حتی یظهر مولانا صاحب الزمان فیر تفع هذا القران من ایدی الناس الی السماء و یخرج القران الذی الفه امیر المومنین فیقراء و یعمل باحکامه روی الکلینی باسناده الی سالم من سلمه قال قراء رجل علی ابن عبدالله و انا استمع حروفا من القران لیس علی ما یقراها الناس فقال ابو عبدالله مه کف عن هذه القراه واقرا کما یقرا الناس حتی یقوم القائم فاذا قام قرا کتاب الله علیحده و اخرج المصحف الذی کتبه علی و فی هذا الحدیث ان علیا لما فرغ القران قال لهم هزا کتاب الله تعالی کما انزاله الله علی محمد

صلی اللہ علیہ وسلم و قد جمعتہ بین اللوحین فقال ھو ذا عندنا مصحف جامع فیہ القران لاحاجہ لنا فیہ فقال اما واللہ ما ترونہ بعد یومکم ھذا ابدا انما کان علی ان اخبرکم حین جمعتہ ("انوار نعمانیہ" ص ۲۳۸، مطبوعہ ایران، طبع قدیم، من عثمان، معاویہ بیان مصلحت کتابت الوحی)

ترجمہ: "اگر تو اعتراض کرے کہ اس قرآن کی تلاوت کیسے جائز ہے جب کہ اس میں تغیر و تبدل ہو چکا ہے؟ میں کہوں گا کہ احادیث میں آ چکا ہے کہ اہل بیت نے اپنے شیعوں کو اس موجودہ قرآن کی نماز میں تلاوت اور اس کے احکام پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ حکم صاحب الزمان کے ظہور تک ہے۔ جب وہ آئیں گے تو موجودہ قرآن لوگوں کے ہاتھ سے آسمان کی طرف اٹھا لیا جائے گا اور وہ قرآن لایا جائے گا جسے حضرت علیؓ نے تالیف کیا تھا۔ وہ اس کی تلاوت کریں گے اور اس کے احکام پر عمل کریں گے۔

کلینی نے سالم بن سلمۃ کی اسناد سے روایت کی۔ ایک آدمی نے میری موجودگی میں امام جعفر صادق کے سامنے قرآن کی کچھ ایسی آیات پڑھیں جو موجودہ قرآن میں نہیں ہیں تو امام جعفر نے فرمایا چھوڑو اور وہی پڑھو جو دوسرے لوگ پڑھتے ہیں۔ حتی کہ امام قائم آئیں۔ جب وہ آ جائیں گے تو علیحدہ کتاب اللہ پڑھیں گے اور حضرت علیؓ کا لکھا مصحف نکالیں گے۔ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب حضرت علیؓ نے اپنے مخالفین کو اپنا تالیف شدہ

قرآن دیا اور کہا کہ یہ اللہ کی کتاب اس ترتیب کے مطابق ہے جس پر اسے محمد رسول اللہ ﷺ پر اتارا گیا۔ میں نے اسے دو تختیوں میں جمع کر دیا ہے تو اس (عمر) نے کہا ہمارے پاس مصحف ہے۔ اس میں قرآن جمع ہے۔ ہمیں تمہارے جمع کردہ قرآن کی کوئی ضرورت نہیں۔ تو کہا خدا کی قسم آج کے بعد تم اسے نہ دیکھو گے۔ میرے لیے یہ ضروری تھا کہ میں تمہیں اطلاع کر دیتا کہ میں نے قرآن جمع کیا ہے۔ تاکہ تم اسے پڑھتے۔

جلاء العیون کی عبارت ملاحظہ ہو:

جناب امیرؑ کو برائے بیعت بلایا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا میں نے قسم کھائی ہے جب تک قرآن جمع نہ کرلوں گا گھر سے باہر نہ آؤں گا اور چادر کندھے پر نہ ڈالوں گا۔ بعد چند روز کے فرقان ناطق یعنی جناب امیرؑ نے قرآن جمع فرمایا اور جزدان میں رکھ کر سربمہر کر دیا۔ پھر مسجد میں تشریف لا کر مجمع مہاجرین و انصار میں ندا فرمائی کہ اے گروہ مرداں! جب میں دفن پیغمبر آخر الزمان ﷺ سے فارغ ہوا بحکم آنحضرت ﷺ قرآن جمع کرنے میں مشغول ہوا اور جمیع آیات و سورہائے قرآن کو میں نے جمع کر دیا اور کوئی آیت آسمان سے نازل نہ ہوئی جو حضرت نے مجھے نہ سنائی ہو اور اس کی تعلیم مجھے نہ کی ہو۔ چونکہ اس قرآن میں چند آیات کفر و نفاق منافقین قوم و آیات نص خلافت جناب امیر صریح تھیں۔ اس وجہ سے اس قرآن سے انکار کر دیا۔ جناب امیر خشمناک اپنے حجرہ طاہرہ کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا اب اس قرآن کو تم لوگ تا ظہور قائم آل محمد نہ دیکھو گے۔

("احتجاج طبرسی" جلد اول، ص ۱۰۷، طبع جدید، ماجری بعد الرسول ﷺ (جلاء العیون، ترجمہ ص ۲۶۶، ۲۶۷، جلد ۱، طبع جدید)

مھدی (بارھویں امام) کے غائب ہونے کا عرصہ ۳۱۳ شیعہ پیدا ہونے تک ہے

فقال علیہ السلام مامنا الا قائم بامر اللہ وھادا بی دین اللہ ولکن القائم الذی یظھرہ اللہ بہ الارض من اھل الکفر و الحجود و یملا الارض قسطا و عدلا ھوالذی یخفی علی الناس ولادتہ ویعیب عنھم شخصہ و یحرم علیھم تسمیتہ و ھو سمی رسول اللہ ﷺ و کنیہ وھوالذی تطوی لہ الارض و یذل لہ کل صعب یجتمع الیہ من اصحابہ عدہ اھل بدر (ثلا ثمائہ و ثلا ثتہ عشر) رجلا من آقاص الاض و ذلک قول اللہ اینما تکونوا یاب بکم اللہ جمیعا ان اللہ علی کل شیی قدیر فاذا اجتمعت لہ ھذہ العدہ من اھل الاخلاص اظھر اللہ امرہ فاذا کمل لہ العقد (وھو عشرہ الاف رجل) خرج باذن اللہ فلا یزال یقتل اعداء اللہ حتی یرضی عزوجل (احتجاج طبرسی، جلد دوم، ص ۲۵۰، مطبوعہ قم

خیابان، طبع جدید)

"امام رضاؒ نے فرمایا کہ ہم میں سے ہر ایک اللہ کے حکم سے قائم ہے اور اللہ کے دین کا ہادی ہے لیکن قائم وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے زمین کفر و جور سے پاک کرے گا اور عدل و انصاف کے ساتھ زمین کو بھر دے گا اور وہ وہ ہے کہ جس کی ولادت اور اس کا وجود لوگوں سے مخفی ہو گا اور لوگوں پر اس کا نام لینا بھی حرام ہو گا اور وہ رسول اللہ! ﷺ کا ہم نام اور ہم کنیت ہو گا اور وہ وہ ہے کہ جس کے لیے زمین کو لپیٹا جائے گا اور اس کے لیے ہر سخت کو نرم کیا جائے گا اور اس کے لیے جمع ہوں گے اس کے اصحاب اہل بدر کی تعداد کے برابر زمین کے کناروں سے (۳۱۳) اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق ہے کہ تم جہاں بھی ہوں گے اللہ تعالیٰ تم کو ایک جگہ کرے گا بے شک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اور جب اہل اخلاص سے یہ تعداد اس کے لیے جمع ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ اپنے امر کو ظاہر کرے گا اور جب اس کی تعداد پوری ہو جائے گی (دس ہزار) اس وقت وہ اللہ کے اذن سے نکل آئے گا۔ پس وہ ہمیشہ دشمنوں کو قتل کرتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے گا"۔

اسلام

۲۔ عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ لا تذهب الدنيا حتى الملك العرب رجل من اهل بيتي يواطي اسم اسمي۔ (ترمذی جلد۲، ص۴۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں ایک شخص عرب کا بادشاہ ہو جائے جس کا نام میرے نام کے مطابق "محمد" ہو گا۔

شیعیت

عن عبدالله الصالحی قالس النبی اصحابنا بعد معنی ابی محمد علیه السلام ان اسال عن الاسم و المکان فخرج الجواب ان دللتم علی الاسم اذاعواه وان عرفوا المکان دلوا علیه۔ (ایضا جلد۱، ص۳۳۳) ابو عبداللہ الصالحیؒ کہتے ہیں کہ ابو محمد علیہ السلام کے گزرنے کے بعد بعض اصحاب نے مجھ سے اس صاحبزادے کا نام اور جگہ پوچھی اور میں نے امام غائب کی بارگاہ میں ان سے درخواست کی تو جواب ملا اگر تم نام بتادو گے تو لوگ اس کا راز فاش کردیں گے اور اگر ان کو جگہ کا پتہ چل گیا تب تو لوگوں کو پورا پتہ ہی بتا دیا۔

امام محمد المھدی کا ظہور یقینی ہے

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائے تو

اسلام

اللہ تعالیٰ اس دن کو دراز کر دیں گے تاکہ وہ شخص (مہدی) خلیفہ ہو جائے۔ ("ترمذی" جلد ۲، ص ۴۷)

امام مہدی کے والد کا نام عبداللہ ہو گا

عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ لا تهب الايام والليالى حتى يملك رجل من اهل بيتى يواطى اسمه اسمى و اسم ابيه رسم ابى۔ ("مستدرک" جلد ۴، ص ۴۴۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: دنیا کے روز و شب ختم نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے اہل بیت سے ایک شخص خلیفہ ہو گا جس کا نام اور ولدیت میرے نام اور ولدیت (محمد بن عبداللہ) کے مطابق ہو گا۔

امام محمد مہدی حسنی سید ہوں گے۔ (ص ۵۸۹)

شیعیت

امام مہدی کے والد کا نام حسن عسکری ہے

اصول کافی کے مطابق بارہویں امام حضرت امام عسکریؒ کے لڑکے ہیں، گویا شیعہ کے امام مہدی کے والد کا نام حسن عسکری ہے۔

امام مہدی جس خاندان سے ہیں وہ امامت سے معزول ہے

اسلام

ابو داؤد شریف میں ہے، امام محمد المہدی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہوں گے اسی بنیاد پر انہیں حسنی سید کہا جائے گا۔

امام مہدی مدینہ کے ایک گاؤں "کریم" میں پیدا ہو گا

نور الابصار ص ۱۱۱ پر ہے: ابو نعیم نے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مہدی ایک گاؤں سے آئیں گے جس کا نام "کریم" ہو گا۔ (یہ مدینہ منورہ کے قریب ایک بستی ہے) ابن ماجہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں ایک طویل حدیث ابو امامہ باہلی سے ذکر فرمائی جس میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ نے خطبہ میں دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"مدینہ منورہ اپنے آپ کو خبیث لوگوں سے پاک کر دے گا جیسے لوہار کی بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کر دیتی ہے اس

شیعیت

حضرت حسن رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کے بعد منصب امامت سے معزول ہو گئے ہیں۔ (اصول کافی) اسی لیے ان کا لقب یا مذل المومنین کہا گیا۔

امام مہدی کی جائے پیدائش

امام مہدی صاحب زمان اور امام قائم ہیں۔ آپ ۲۵۶ھ میں شہر سر من رای جسے آج کل سامرہ کہا جاتا ہے وہاں پیدا ہوئے۔ ۴ برس اور ایک روایت کے مطابق پانچ برس کی عمر میں ان کے والد کا انتقال ہو گیا تو ۹ سال کی عمر میں سرداب نامی غار میں چھپ گئے تھے اور ابھی تک وہیں چھپے ہوئے ہیں۔ (بحوالہ "عقائد جعفریہ" جلد دوم، ص ۱۹۹)

دن کو یوم الاخلاص کہا جائے گا۔ ام شریک رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: "عرب اس دن کہاں ہوں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ اس وقت تھوڑے ہوں گے ان سے بڑے لوگ بیت المقدس میں ہوں گے۔ وہ تمہیں صبح کی نماز پڑھا رہے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے۔ تمہارا امام پیچھے ہونے کا ارادہ کرے گا تاکہ عیسیٰ بن مریم نماز پڑھائیں تو عیسیٰ بن مریم ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے، آپ ہی نماز پڑھائیں۔ (بحوالہ "عقائد جعفریہ" جلد دوم، ص ۵۳۳)

امام مہدی حسنی سید ہوں گے

امام مہدی کی والدہ کا نام آمنہ ہوگا جو حضرت فاطمہ کی اولاد سے ہوگی۔ اس سلسلے میں احادیث اور روایات دوسرے باب میں تفصیل سے گزر چکی ہیں۔

امام مہدی حسینی سید ہوں گے

امام مہدی کی والدہ ملیکہ المعروف نرجس کی حیرت انگیز کہانی.....اور آپ کے والد کے ساتھ اس کے عشق و محبت کی داستان شیعہ کی مشہور کتاب حق الیقین کی زبانی ملیکہ شاہ روم کی پوتی تھی۔ امام مہدی کی والدہ کی داستان کو ملا باقر مجلسی نے حق الیقین میں شیعہ کے نامور مجتہد اور محقق ابن

اسلام

شیعیت

بابویہ اور شیخ طوسی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ ہم مولانا منظور احمد نعمانی کی ایرانی انقلاب سے اس پوری کہانی کی تلخیص نقل کر رہے ہیں۔ اس کی تفصیل جاننے کے لیے تفصیل کے لیے مذکورہ کتب ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

"روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ گیارہویں امام حسن عسکری" کے شہر "سر من رای" میں ان کے پڑوس ہی میں ایک شخص بشر بن سلیمان رہتا تھا' وہ ان کے اور ان کے والد ماجد امام علی نقی کے بھی شیعان خاص (یعنی مخلص اور معتمد مریدوں) میں سے تھا' وہ بردہ فروشی (یعنی غلاموں باندیوں کی خرید و فروخت) کا کاروبار کرتا تھا' اس نے بیان کیا کہ امام علی نقی نے ایک دفعہ فرنگی (انگریزی) زبان اور اسی رسم الخط میں ایک خط لکھ کر مجھے دیا اور اس کے ساتھ دو سو بیس اشرفی بھی دیں اور فرمایا کہ یہ لے کر بغداد چلے جاؤ (جو اس وقت دارالحکومت تھا) وہاں دریا کے ساحل پر تم کو ایک کشتی نظر آئے گی

جس میں فروختنی کنیزیں ہوں گی، تم
دیکھو گے کہ ان میں ایک کنیز ہے جو
پردہ میں ہے اور اس کو اس سے انکار
ہے کہ کوئی اس کو دیکھے۔ ایک عرب
جوان اس کو خریدنا چاہے گا اور تین سو
اشرفی قیمت لگا دے گا لیکن وہ کنیز اس
کے ساتھ جانے پر کسی طرح راضی نہ
ہوگی اس وقت تم کنیز کے مالک سے کہنا
کہ تم میرا یہ خط اس کنیز تک پہنچا
دو.....(بشر کا بیان ہے کہ) میں امام
علی نقی کے حکم کی تعمیل میں بغداد روانہ
ہوگیا اور وہ سارے واقعات پیش آئے
جو جناب امام نے پہلے ہی بیان فرما دیے
تھے..... آخرالامر امام ممدوح کا وہ
خط اس کنیز تک پہنچ گیا، جیسے ہی اس نے
خط دیکھا بار بار اس کو چوما اور مالک سے
کہا کہ مجھے تم اس خط والے کے ہاتھ
فروخت کر دو ورنہ میں خودکشی کر لوں
گی، مالک دو سو اشرفی لے کر اسے
میرے حوالہ کر دینے پر راضی ہوگیا
اور میں اس کو اپنے ساتھ لے آیا اس
کنیز نے مجھے بتایا کہ میں بادشاہ روم کی

شیعیت اسلام

پوتی ہوں اور میرا نام ملیکہ ہے اور میری والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصی شمعون کی اولاد میں سے ہیں۔ میرا قصہ یہ ہے کہ جب میں تیرہ سال کی تھی، میرے دادا نے اپنے ایک بھتیجے کے ساتھ میری شادی طے کر دی اور مقررہ دن پر شادی کی تقریب میں ایک عظیم الشان جشن منعقد ہوا، تخت پر صلیب رکھی گئی، دولہا کو اس تخت پر بٹھایا گیا، پادری صاحبان ہاتھوں میں انجیل لیے کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنے طریقہ کے مطابق میرے عقد کی کارروائی شروع کر دی کہ اچانک ایسا ہوا کہ صلیب سرنگوں ہو کر گر پڑی اور تخت ٹوٹ گیا اور میرا چچا زاد بھائی جس کے ساتھ میرا عقد ہو رہا تھا وہ تخت کے اوپر سے نیچے آ گرا اور بیہوش ہو گیا.....اس نامبارک حادثہ کے بعد میرے دادا نے اپنے ایک دوسرے بھتیجے کے ساتھ میرا عقد کرنے کا ارادہ کیا اور مقررہ دن پر اسی طرح جشن منعقد ہوا لیکن عین نکاح کے وقت پھر

اسلام | شیعیت

اسی طرح کا واقعہ ہوا جیسا کہ پہلے ہوا تھا..... میرے دادا کو بہت رنج ہوا..... اسی رات کو میں نے خواب دیکھا کہ حضرت مسیحؑ اور ان کے وصی شمعون اور ان کے علاوہ حواریین کی ایک جماعت یہ سب حضرات میرے دادا کے شاہی محل میں آئے اور نور کا ایک منبر رکھا گیا اس کے بعد حضرت محمد ﷺ اپنے وصی علی اور دوسرے اماموں کے ساتھ تشریف لائے اور نور کے اس منبر پر رونق افروز ہوئے اور آپ ﷺ نے حضرت مسیحؑ سے فرمایا کہ میں اس لیے آیا ہوں کہ ملیکہ کو جو تمہارے وصی شمعون کی بیٹی (یعنی ان کی اولاد میں سے) ہے اپنے اس فرزند کے لیے تم سے مانگوں اور آپ ﷺ نے یہ فرماتے ہوئے امام حسن عسکریؒ کی طرف اشارہ فرمایا جو اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور سامنے موجود تھے (ملیکہ نے بشر بن سلیمان کو یہ سارا قصہ سنا کر ان سے کہا کہ یہی امام حسن عسکری ہیں جن کے والد کا خط تم

اسلام

شیعیت

نے مجھے دیا ہے۔ آگے ملیکہ نے اپنے خواب کا باقی حصہ سناتے ہوئے بشر بن سلیمان سے کہا کہ) حضرت مسیح اور ان کے وصی شمعون نے خوشی سے اس کو قبول کیا۔ اس کے بعد حضرت محمد ﷺ نے خطبہ نکاح پڑھا اور حضرت مسیح نے مجھے امام حسن عسکری کے نکاح میں دے دیا۔ ملیکہ نے اپنے خواب کا یہ قصہ سنانے کے بعد بشر بن سلیمان سے کہا کہ میں نے اپنے اس خواب کا کسی سے ذکر نہیں کیا لیکن اسی وقت سے اس "خورشید فلک امامت" امام حسن عسکری کے عشق کی آگ میرے سینہ اور دل میں بھڑکنے لگی اور چین و سکون رخصت اور کھانا پینا بھی ختم ہو گیا اور اس آتش عشق کے آثار باہر بھی ظاہر ہونے لگے..... اس کے بعد میں نے ایک دن خواب دیکھا کہ حضرت مریم تشریف لائیں اور ان کے ساتھ حضرت فاطمہ زہرا بھی تھیں اور ہزار ہا حوران بہشتی..... حضرت مریم علیہا السلام نے مجھے فرمایا کہ یہ خاتون سیدہ

النساء فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ہیں'
تمہارے شوہر کی یہ ماں ہیں۔ میں نے
یہ سنتے ہی ان کا دامن پکڑ لیا اور میں
بہت روئی اور میں نے عرض کیا کہ آپ
کے فرزند حسن عسکری کبھی مجھے دیکھنے
اور اپنی صورت دکھانے بھی نہیں
آتے۔ انہوں نے فرمایا وہ کیسے آسکتے
ہیں' تم عیسائی ہو اور تمہارا عقیدہ
مشرکانہ ہے۔ حضرت فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا کی یہ بات سن کر میں نے اسی
وقت خواب میں کلمہ شہادت پڑھا اور
اسلام قبول کر لیا' جب خواب سے
بیدار ہوئی تو میری زبان پر کلمہ شہادت
جاری تھا۔ (اس کے بعد ملیکہ نے بیان
کیا کہ) اس کے بعد سے کوئی رات ایسی
نہیں گزری کہ میرے وہ شوہر امام
حسن عسکری خواب میں میرے پاس نہ
آئے ہوں اور مجھے شربت وصال سے
شاد کام و مسرور نہ فرمایا ہو..... اب
انہی کے فرمانے کے مطابق میں نے ایسا
کیا کہ ہمارے ملک کا ایک لشکر جو
مسلمانوں سے جنگ کے لیے جا رہا تھا۔

میں کسی طرح اس لشکر کے ساتھ لگ گئی۔ جب مسلمانوں کے لشکر نے رومی لشکر کو شکست دے دی تو دوسری بہت سی خواتین کے ساتھ میں بھی گرفتار کر لی گئی' اور اس طرح میں تمہارے پاس پہنچ گئی اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی۔

(ملخصا از "جلاء العیون" و "حق الیقین" از علامہ باقر مجلسی)

اس طویل عبارت کے بعد مولانا منظور احمد نعمانی کا مختصر تبصرہ ملاحظہ ہو!

علامہ مجلسی نے ان دونوں کتابوں میں جس طرح یہ قصہ ذکر کیا ہے وہی یہاں اختصار اور تلخیص کے ساتھ نذر ناظرین کر دیا گیا ہے۔ اس سے ہم کو بحث نہیں کہ کیا اس میں کچھ بھی واقعیت ہے یا یہ از اول تا آخر صرف تراشیدہ افسانہ ہے۔

بہرحال علامہ مجلسی کی اس روایت کے مطابق شاہنشاہ روم کی یہ پوتی ملیکہ (نرگس) اس طرح ایک زر خیز کنیز کی حیثیت سے شیعہ حضرات کے

شیعیت	اسلام
گیارہویں امام معصوم امام حسن عسکری کے حرم میں داخل ہوئیں۔۔۔۔۔ شیعی روایات کے مطابق ۲۵۵ھ یا ۲۵۶ھ میں انہی کے بطن سے یہ بارہویں امام پیدا ہوئے (اور ان کی ولادت کو بھی مخفی اور ان نو مولود فرزند کو نظروں سے چھپا کے رکھا گیا) اور پھر جیسا کہ ذکر کیا گیا امام حسن عسکری کی وفات سے ۱۰ دن پہلے ۴ یا ۵ سال کی عمر میں یہ صاحبزادے معجزانہ طور پر غائب ہوگئے۔۔۔۔۔ شیعہ حضرات کی خاص مذہبی زبان میں ان کو "الحجہ"، "القائم"، "المنتظر" اور "صاحب الزماں" کہا جاتا ہے۔ اور جیسا کہ عرض کیا گیا ان کے بارہ میں عقیدہ یہ ہے کہ جب وہ ظاہر ہوں گے تو دنیا بھر میں انہی کی حکومت ہوگی اور وہ ہوگا جو دنیا میں کبھی نہیں ہوا۔ راسخ العقیدہ شیعہ حضرات جو ان باتوں پر یقین رکھتے ہیں ان کے ظہور کا انتظار کرتے رہتے ہیں، اور بولنے اور لکھنے میں ان کے ذکر کے ساتھ "عجل اللہ	

اسلام	شیعیت
	"فرجہ" لازمی طور پر کہتے اور لکھتے ہیں (جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالی جلدی ان کو باہر لے آئے) لیکن جیسا کہ خمینی صاحب کی کتاب "الحکومہ الاسلامیہ" سے بھی نقل کیا جا چکا ہے..... صورتحال یہ ہے کہ ان کی غیبوبیت پر ایک ہزار سال سے زیادہ (اب ساڑھے گیارہ سو سال) کی مدت گزر چکی ہے اور ممکن ہے کہ ابھی اسی طرح ہزاروں سال اور گزر جائیں۔ ("الحکومہ الاسلامیہ" ص ۲۶)
حضرت مہدی کی پیدائش ہی آخری زمانہ میں ہوگی۔	۲۶۰ء میں امام کی غیبوبیت کے بعد ۳۲۹ھ تک چار دہائیوں سے ان کی رازدارانہ خط وکتابت جاری رہی۔
۱۔ امام ابن حجر مکیؒ امام سفارینیؒ کی تصریحات کے مطابق دنیا بھر کے مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے: "امام محمد المہدی قیامت کے قریب مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے، ۴۰ سال کی عمر میں مکہ مکرمہ میں ان کا ظہور ہوگا یہیں ان کی بیعت عام ہوگی"۔	شیعہ مذہب کی معتبر ترین کتاب احتجاج طبرسی کے آخری صفحات میں "امام غائب" کی غیبت صغریٰ کا حال یوں بیان کیا گیا ہے۔ "چار حضرات نے دعویٰ کیا ہے کہ امام کی غیبت میں ان کے ساتھ ان کا سفارتی رابطہ جاری وساری ہے ان میں آخری صاحب علی بن محمد سمیری ہیں (جن کا انتقال ۳۲۹ھ

اسلام	شیعیت
	میں ہوا۔)
۲۔ اس طرح پیدائش سے پہلے ان کے ظہور اور بعثت یا ان کی روح اور جسم سے کسی قسم کی خط و کتابت کا کوئی تصور ہی پایا نہیں جاتا۔ امام مہدی کی غیبت صغریٰ اور غیبت کبریٰ کا اسلام میں کوئی تصور اور نظریہ سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔	شیعہ کے بے شمار افراد ان کو امام تک پیغام پہنچانے کے لیے طرح طرح کے ھدایہ اور تحائف دیتے تھے۔ یہ امام کی طرف سے ان کے جواب لاکر دیتے تھے جن پر امام صاحب الزمان کی مہر ہوتی تھی۔
	خمینی صاحب کی کتاب الحکومہ الاسلامیہ کے مطابق امام کے یہ خفیہ پیغامات بھی حجت کا درجہ رکھتے ہیں۔ (ص ۷۷) مذکورہ چار افراد سے خط و کتابت کے دور کو امام کی غیبت صغریٰ کا زمانہ کہا جاتا ہے جبکہ ۳۲۹ھ کے بعد سے امام غیبوبت کبریٰ میں ہے اب کسی سے ان کا رابطہ نہ ہو سکے گا"۔
حضرت مہدی مدینہ منورہ سے مکہ آئیں گے اور بیعت عام خانہ کعبہ میں ہوگی۔	حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی امام مہدی (بارہویں امام) کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔
عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون اختلاف عند	

اسلام

موت خلیفه فیخرج رجل من اهل المدینته هاربا الی مکه فیاتیه ناس من اهل مکه فیخرجونه و هو کاره فیبا یعونه بین الرکن والمقام و یبعث الیه بعث من الشام فیخسف بهم باالبیداو بین مکه و مدینته فاذا راس الناس ذالک اتاه ابدال الشام و عصائب اهل العراق فیبا یعونه ثم ینشور جل من قریش الخ

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ خلیفہ کی وفات پر اختلاف ہوگا یعنی اس کی جگہ دوسرے خلیفہ کے انتخاب پر صورت حال دیکھ کر خاندان بنی ہاشم کا ایک شخص اس خیال سے کہ کہیں لوگ

شیعیت

حق الیقین ص ۳۴۰ پر ملا باقر مجلسی نے امام مہدی کے ہاتھ پر حضرت محمد ﷺ کی بیعت کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کا بھی یوں تذکرہ کرتے ہیں۔

اسلام

میرے اوپر بار خلافت نہ ڈال دیں) مدینے سے مکہ چلا جائے گا (کچھ لوگ اسے پہچان کر کہ یہی مہدی ہیں) انہیں گھر سے باہر لائیں گے اور حجر اسود و مقام ابراہیمؑ کے درمیان زبردستی اس کے ہاتھ پر بیعت خلافت کریں گے۔ اس بیعت کی خبر سن کر ایک لشکر شام سے مقابلہ کے لیے اس کی طرف روانہ ہوگا۔ یہاں تک کہ جب مقام بیداء (جو کہ مکہ مدینہ کے درمیان میں ہے) پر پہنچے گا تو زمین میں دھنسا دیا جائے گا (الی آخرہ.... مجمع الزوائد' ص ۳۱۵۷)

حضرت محمد مہدی کا ظہور خانہ کعبہ میں ہوگا

عن ابی هریرة ؓ قال قال رسول الله ﷺ یخرج رجل من اهل بیتی فی الحرم فیبلغ السفیانی فیبعث الله جندا من جنده فیهزمهم فسیر الله

شیعیت

"چوں قائم آل محمد علیه السلام بیرون آید خدا اور ایاری کند بملائکه..... اول کسی که باو بیعت کند..... محمد باشد...... و بعدازاں علی الخ جب امام مہدی ظاہر ہوں گے تو خدا ان کی فرشتوں کے ذریعے مدد کرے گا سب سے پہلے ان کے ہاتھ پر حضرت محمد اور ان کے بعد حضرت علی ؓ بیعت کریں گے"۔ (بحوالہ "تاریخی دستاویز" ص ۲۸۶)

امام مہدی عراق کی غار سر من رای سے ہوگا

شیعیت	اسلام
امام "آخرالزمان" عراق کی ایک غار "سرمن رای" سے ظاہر ہوں گے۔ (از "احتجاج طبری" ص ۱۳۹) جہاں وہ ۲۶۰ء میں چار سال کی عمر میں غائب ہو گئے تھے۔	السفیانی بمن معہ حتی اذا صار بیداء من الارض خسف بھم فلا ینجو منھم الا المخبر عنھم۔ ("مجمع البحار جلد ا ص ۱۴۴) ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کا حرم میں ظہور ہو گا۔ (مراد خلیفہ مہدی ہیں) سفیانی کو اس کی اطلاع پہنچے گی تو اپنا ایک لشکر ان سے جنگ کے لیے بھیجے گا' اس کا لشکر شکست کھا جائے گا تو خود سفیانی اپنے ہمراہیوں کو لے چلے گا یہاں تک کہ جب مقام بیداء (یعنی مکہ مدینہ کے درمیان ایک میدان) میں پہنچے گا تو ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور ایک مخبر کے سوا کوئی بچہ نہ بچے گا۔ ("مستدرک جلد ۴' ص ۵۲۰)
	حضرت مہدی کا ظہور حجراسود اور مقام ابراہیم کے درمیان

اسلام	شیعیت
ہو گا عن ابی طفیل قال کنا عند علی بن ابی طالب ﷺ قال محمد بن حنیفہ ﷺ اترید رجل یخرج فی اخرالزمان قلت نعم قال انه نحرج من بین ہوین الخشبتین۔ ("مستدرک" جلد ۴، ص ۵۵۴) ترجمہ: "حضرت ابو طفیل سے روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ حضرت علی ﷺ کے پاس بیٹھے تھے وہاں حضرت محمد بن حنیفہ ﷺ نے فرمایا.... کیا تو "امام مہدی" آخرالزمان کو دیکھنا چاہتے ہیں میں نے کہا جی ہاں تو آپ نے فرمایا، امام مہدی انہی دو کونوں حجراسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ظاہر ہوگا۔ ابوالطفیل کہتے ہیں اس کے بعد میں نے طویل عرصہ مکہ مکرمہ میں قیام کیا (چنانچہ وہیں ان کی وفات ہوئی) ظہور کے وقت حضرت محمد	

اسلام

مہدی کی عمر چالیس سال ہوگی

علامات امام مہدی کے عنوان پر اہلسنت کی مشہور کتاب "الحاوی للفتاویٰ" کے ص۶۶ جلد دوم پر ہے۔ حضرت محمد المہدی کی بعثت کے وقت عمر شریف چالیس برس ہوگی۔

یادداشت

آپ نے چند تصریحات میں ملاحظہ فرمایا کہ جب اسلام کے امام مہدی سے اس بچے کا نام و نسب ہی جدا ہے تو اسے خواہ مخواہ اسلام اور شیعیت کا ایک ہی تصور قرار دینا حقائق و انصاف کا منہ چڑانا ہے۔ اس لیے امام غائب کو مہدی کے اسلامی تصور کا مصداق سمجھنا مغالطہ آرائی اور کھلا جھوٹ ہے۔

حضرت مہدی کے ظہور کی کیفیت

حضرت مہدی کے ظہور کی جگہ

شیعیت

آج بھی ظہور ہو تو امام کی عمر ۱۲۰۰ سال سے زائد ہوگی

امام حسن عسکری کا ۴ سالہ بچہ جس نے امام مہدی کے طور پر ظاہر ہونا تھا، ۲۵۵ھ خفیہ پیدائش کے بعد غائب ہوگیا تھا۔ اب اگر آج کی تاریخ ۱۴۱۶ھ کو بھی ظاہر تو اس کی عمر ۱۲۰۰ سو سال بنے گی لیکن خمینی صاحب کے مطابق ان کی آمد کو ہزاروں سال اور بھی گزر سکتے ہیں۔

امام مہدی برہنہ حالت میں ظاہر ہوگا

امام مہدی (بارہویں امام) کے ظہور کی کیفیت

اسلام	شیعیت
حضرت محمد المہدی کا ظہور خانہ کعبہ میں عام مسلمان کی نماز اور عبادت کی حالت کے مطابق ہو گا' جس کا ثبوت آنحضرت ﷺ کی درج ذیل تصریح میں مقصود ہے۔ عن ابی هريره رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ يخرج رجل من اهل بيتی فی الحرم آنحضرت ﷺ نے فرمایا "امام مہدی حرم کعبہ میں ظاہر ہو گا"۔	امام مہدی جب "سر من رای" غار سے ظاہر ہو گا تو اس کی کیفیت کیا ہو گی۔ شیعہ مجتهد ملا باقر مجلسی اپنی کتاب ("حق الیقین" ص۲۳۱) پر رقمطراز ہیں۔ "از حضرت امام رضا روایت کرده است که از علامات ظهور حضرت قائم آنست که بدن برہنه درپیش قرص آفتاب ظاهر خواہر شده و منادی ندا خواہد کرد که ایں امیر المونین است (بحواله "تاریخی دستاویز" ص۴۳۱) امام رضا سے روایت ہے کہ امام مہدی

اسلام

بیعت اور سفیانی لشکر سے مقابلہ کے بعد شام سے ہوکر بیت المقدس میں سکونت ہوگی

اول خروجه من المدينه لانه من اهلها ثم يبايع بمكه ثم يذهب الى الشام والى خراسان و غيرهما ثم يكون مستقره بيت المقدس- (از "علامات مہدی"" امام ابن حجر مکی" ص۳۶)

امام مہدی سب سے پہلے مدینہ جائیں گے۔

ترجمہ: "حضرت مہدی سب سے پہلے مدینہ سے چلیں گے کیونکہ مدینہ ہی

شیعیت

کے ظہور کی علامتوں میں ایک علامت یہ ہے کہ امام قائم برہنہ حالت میں ظاہر ہوں گے، کھلے آفتاب کے سامنے اسی حالت میں آئیں گے ایک آواز لگانے والا کہے گا کہ یہ امیرالمومنین ہیں۔

امام ماں کی ران سے پیدا ہوتا ہے

احسن المقال ترجمہ منتہی الامال (مولف آقائی شیخ عباس قمی) مترجم سید صفدر حسین قبلہ نجفی (مطبوعہ امامیہ پبلیکیشنز لاہور) ص ۳۲۵ پر لکھتے ہیں

اسلام	شیعیت
ان کی پیدائش کی جگہ ہے پھر مکہ میں بیعت عام ہو گی پھر (سفیانی لشکر سے جنگ کرتے ہوئے) شام، خراسان اور کئی دوسری جگہوں سے ہو کر وہ مستقل طور پر بیت المقدس میں قیام کریں گے۔(یہ مدت سات سال ہو گی۔)	"دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہم اوصیاء اور انبیاء کا حمل شکم میں نہیں بلکہ پہلو میں ہوتا ہے اور رحم سے نہیں بلکہ اپنی ماؤں کی ران سے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ ہم نور الٰہی ہیں اس نے گندگی اور نجاست کو ہم سے دور کر رکھا ہے........جب میں واپس آئی تو پردہ ہٹ چکا تھا اور نرجس میں ایسا نور دیکھا کہ جس نے میری نگاہوں کو خیرہ کر دیا اور صاحب الامر کو دیکھا کہ وہ قبلہ و سجدہ میں زانو کے بل پڑے ہیں۔" (بحوالہ "تاریخی دستاویز" ص ۴۵۵)
ظہور حضرت مہدیؑ کے بعد سب سے پہلے مکہ علماء ان کی بیعت کریں گے	امام مہدی (بارہواں امام) کے ظہور کے بعد سب سے حضرت محمد ﷺ ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے
فیاتیه ناس من اهل مکه فیخرجونه وهو کاره فیبایعونه بین الرکن والمقام....... ذالک اتاه ابدالی الشام و عصائب العراق	

اسلام

فیبایعونہ۔ ترجمہ: "حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ مکہ کے کچھ لوگ (جو انہیں بحیثیت مہدی کے انہیں پہچان لیں گے) ان کے پاس آئیں گے اور انہیں (مکان) سے باہر نکال کر حجراسود و مقام ابراہیم کے درمیان ان سے بیعت (خلافت) کریں گے (جب ان کی خلافت کی خبر عام ہو گی) تو ملک شام سے ایک لشکر ان سے جنگ کے لیے روانہ ہو گا (جو آپ تک پہنچنے سے پہلے ہی) مکہ و مدینہ کے درمیان بیداء (چٹیل میدان) میں زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا۔ (اس عبرت خیز ہلاکت کے بعد) شام کے ابدال اور عراق کے اولیاء آکر آپ سے بیعت خلافت کریں گے۔

حضرت مہدیؒ ظہور کے وقت کتنے مومن ہوں گے

مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت محمد المہدی

شیعیت

نعمانی روایت کردہ است از حضرت امام باقر کہ چوں قائم آل محمد بیرون آید خدااورا یاری کندواول کسیکہ باو بیعت کند محمد باشد و بعدازاں علی۔ ("فی الیقین" ص۳۴۰ از ملا باقر مجلسی) مطبوعہ کتاب فروش علمیہ تہران۔ نعمانی نے حضرت امام باقر سے روایت کی ہے جب امام قائم آل محمد ظاہر ہوں گے تو خدا ان کی مدد کرے گا' سب سے پہلے ان کے ہاتھ پر حضرت محمد ﷺ اور ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ بیعت کریں گے۔

ظہور مہدی (بارہواں امام) مہدی کے وقت ۴۰ کامل مومن دنیا میں ہوں گے

شیعیت	اسلام
جب دنیا میں چالیس مومن کامل رہ جائیں گے تب امام مہدی کا ظہور ہو گا...... حضرت خضر کی طرح امام مہدی بھی ابھی تک زندہ موجود ہیں۔ (کتاب "چودہ ستارے" از سید نجم الحسن کراروی) مطبوعہ امامیہ کتب خانہ موچی دروازہ لاہور۔	ﷺ جب ظاہر ہوں گے تو مسلمان دنیا بھر میں کثیر تعداد میں ہوں گے۔
امام مہدی کی آمد کے وقت ہر شیعہ کی عمر ایک ہزار سال ہو گی	حضرت محمد مہدی کی آمد کے وقت مسلمانوں کی عمر
شیعہ مجتہد قاضی نور اللہ شوستری اپنی معرکہ الارا کتاب انور نعمانیہ کے ص ۱۶۰ پر لکھتا ہے: جب امام مہدی کا ظہور ہو گا اس وقت امام کے نور سے پوری دنیا روشن ہو جائے گی، ہر شیعہ کی عمر ہزار سال ہو گی، ان کے ہاں ہر سال ایک لڑکا پیدا ہو گا"۔ (بحوالہ "شیعہ مذہب اور اسلام" کا تقابلی مطالعہ)	آنحضرت ﷺ کی طرف امام مہدی ﷺ کے ظہور کی ۶۷ علامات میں کسی جگہ مسلمانوں کی عمر کی زیادتی اور ان کے ہاں ہر سال کسی لڑکے کی پیدائش کا کوئی ذکر نہیں ہے... عمر کے زیادہ ہونے کا تصور صرف شیعہ کے امام مہدی کے ظہور میں موجود ہے۔ (از مولف)
ظہور (مہدی بارہویں امام) کے وقت کوفہ کی مسجد سے گھی اور دودھ کا چشمے جاری ہوں گے	ظہور مہدی کے وقت کسی قسم کے چشمے کے اجراء کا کوئی ذکر نہیں
	حضرت محمد المہدی کی پیدائش مدینہ

CS CamScanner

اسلام

منورہ میں اور ظہور مکہ مکرمہ میں ہوگا۔ ان کی علامات میں کسی بھی جگہ کسی قسم کے چشمے اور نہروں کے جاری ہونے کا احادیث و آیات میں کوئی ذکر نہیں۔(از مولف)

ظہور مہدی کے بعد ان کے کارنامے

حضرت مہدی کے ظہور کے بعد کا پہلا کام سفیانی لشکر سے معرکہ آرائی ہوگا

۱۔ عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبایع لرجل من امتی بین الرکن والمقام کعدہ اہل بدر فیاتی عصب العراق و ابدال الشام فیاتیہم حبیش من الشام حتی اذا کانو بالبیداء خسف بہم ثم یسیر اللہ رجل من قریش اخوالہ کلب فیہزم اللہ قال و کان یقال ان الخائب من خاب من غنیمہ کلب۔(از "مستدرک

شیعیت

انوار نعمانیہ ص ۱۶۰ پر ہے: "ظہور امام کے وقت کوفہ کی جامع مسجد سے گھی کا ایک چشمہ اور دودھ کی ایک نہر جاری ہوگی۔ ان کے ساتھ ایک پانی کا چشمہ بھی جاری ہوگا"۔

ظہور امام کے بعد پہلا کام علماء اہلسنت کا قتل عام ہوگا

اسلام

حاکم" جلد ۴ ص ۴۳۱)

ترجمہ: "حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے لوگ ایک شخص (مہدی) سے رکن حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اہل بدر کی تعداد کے مثل (یعنی ۳۱۳) افراد بیعت خلافت کریں گے۔ بعد ازاں اس خلیفہ کے پاس عراق کے

شیعیت

حق الیقین جلد اول، ص ۵۲۷ میں شیعہ مجتہد ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں:
"وقتیکہ قائم (علیہ السلام) ظاہری شود پیش از کفار ابتدائیہ سنیان خواہد کرد باعلماء ایشاں و امحیانرا خواہد کشت۔" جس وقت امام قائم علیہ السلام ظاہر ہوں گے سب سے پہلے ان کے سامنے سنی کفار کو ان کے سامنے پیش کیا جائے گا، ان میں سنی علماء کو قتل کیا جائے گا۔ (بحوالہ "تاریخی دستاویز" ص ۴۳۵)

شیعیت	اسلام
	اولیاء اور شام کے ابدال آئیں گے۔ (بیعت خلافت کی خبر مشہور ہو جانے پر) اس خلیفہ سے جنگ کے لیے ایک لشکر شام سے روانہ ہو گا۔ یہاں تک کہ یہ لشکر جب (مکہ مدینہ کے درمیان) بیداء میں پہنچے گا زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا۔ اس کے بعد ایک قریشی النسل جس کی ننھال کلب میں ہو گی (مراد سفیانی) چڑھائی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بھی شکست دے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس وقت کہا جائے گا آج کے دن وہ شخص خسارے میں رہا جو کلب کی غنیمت سے محروم رہا"۔ ("مستدرک" جلد ۴، ص ۴۳۱)
امام قائم ﷺ (بارہواں امام) آل محمد نئی شریعت لائیں گے اور نئے احکامات جاری کریں گے	حضرت محمد مہدی آنحضرت ﷺ کے پیروکار اور تابع ہوں گے
	ابتداء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام جہاں ہوں گے خود امامت کرائیں گے کیونکہ ان کا درجہ حضرت

اسلام

عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ نہ ہوگا۔
حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت محمد ﷺ کے امتی اور پیروکار کی حیثیت سے آئیں گے امام مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے سات سال تک حکمران رہ چکے ہوں گے انہی کی زندگی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ (از "کنز العمال جلد ۷، ص ۲۶۸، "مجمع الزوائد" جلد ۷، ص ۳۴۹)

امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملت محمدیہ پر ہوں گے

امام طبرانی نے معجم کبیر میں اور امام بیہقی نے البعث میں حضرت عبداللہ بن مغفل سے صحیح روایت نقل کی ہے: "آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جتنا عرصہ خدا کو منظور ہو گا دجال تم میں ٹھہرے گا

شیعیت

شیعہ مجتہد ملا باقر مجلسی اپنی معرکتہ الاراء "بحار الانوار" ص ۵۸۷، جلد ۱۳ پر امام مہدی کے ظہور کی علامات میں لکھتے ہیں: "از امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کردہ کہ آنحضرت فرمودکہ چوں قائم علیہ اسلام قیام میکند امر تازہ و احکام میاورد"۔ حضرت جعفر صادقؒ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب امام مہدی آئیں گے تو نئی شریعت اور نئے احکامات جاری کریں گے۔ (بحوالہ "تاریخی دستاویز" ص ۳۳۹)

امام مہدی (بارھواں امام) دعویٰ نبوت کریں گے

اسلام	شیعیت
پھر عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور میری تصدیق کریں گے اور میرے دین پر ہوں گے وہ اور امام ہدایت یافتہ حاکم عادل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ ("الحاوی للفتاویٰ" جلد ۲' ص ۱۵٦)	ملا باقر مجلسی کی کتاب "بحارالانوار" جلد ۱۳' ص ۵۵۰ کی عبارت ملاحظہ ہو: آنحضرت ﷺ فرمود در وقتیکہ امام قیام میکند ایں آیت تلاوت میفرمائید- ففررت منکم لما خفتکم فوھب لی ربی حکما و علماء و جعلنی من المرسلین- یعنی از شما گریختم در وقتیکہ از شما نرسیدیم پس پروردگار من شریعتی و نبوتی بمن عطا فرمود- آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب امام مہدی ظاہر ہو گا اس وقت وہ قرآن کی یہ آیت تلاوت کرے گا۔ ترجمہ آیت:" حضرت آدمؑ سے لے کر ظہور تک امام مہدی (بارھواں امام) تمام گناہوں زنا' خیانت اور ظلم

اسلام | شیعیت

وجور کا قصاص لیں گے

واراقه دماء آل محمد ﷺ وكل دم سفك وكل خرج نكح حراما و كل زنى وخبث وفاحشه واثم وظلم وجور وغشم منذ عند آدم عليه السلام الى وقت قيام قائمنا عليه السلام كل ذالك يعدده عليهما و يلزمهما اياه فيقران به فيقص منهما ذالك الوقت عظالم من حضرثم صلبه على الشجره ويامر نارا تخترج من الارض فتحترقهما والشجره ثم يامر ريحا فتنفعهما فى اليم نسفا۔ (از کتاب "بصائر الدرجات" ص محمد شریف بن شیر محمد رسولوی پاکستانی)

ترجمہ: " امام قائم رسول اللہ

اسلام

شیعیت

ﷺ کی اولاد کے قیدی بنانے آل محمد کے خون بہانے ہر نکاح حرام کا ذکرنے، ہرزنا، خیانت، فاحشہ، گناہ اور ظلم وجور کا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک حاضرین کی موجودگی میں قصاص لیں گے، پھر آگ کو حکم دیں گے کہ وہ زمین سے نکل کر ان کو اور ان کے درختوں کو جلا دے گی پھر ہوا کو حکم دیں گے کہ ان کی راکھ کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دے گی"۔

امام مہدی (بارہواں امام) دنیا بھر کے لوگوں کو روزی تقسیم کریں گے

حضرت نوع علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ بھی اپنے عہد حیات میں مناسب مدت تک غائب رہے ہیں.... شب قدر میں سال بھر کی روزی وغیرہ امام مہدی تک پہنچا دی جاتی ہے، وہی اس کو تقسیم کرتے ہیں.... امام جعفر صادق علیہ السلام کے

اسلام	شیعیت
	فرمان کے مطابق امام مہدی کو غائب کرنے کا مقصد پوری دنیا کا امتحان لینا ہے۔ (از "چودہ ستارے" مولفہ سید نجم الحسن کراروی ص ۵۶۹، مطبوعہ امامیہ کتب خانہ موچی دروازہ، لاہور)
	ظہور امام مہدی (بارہواں امام) کے وقت سورج مغرب سے نکلے گا
	امام مہدی کے ظہور کی علامات کا ذکر کرتے ہوئے "چودہ ستارے" کے مولف نے اپنی کتاب کے ص ۵۸۵ پر لکھا ہے:
	"زوال کے وقت آفتاب تا وقت عصر قائم رہے گا۔ مغرب سے آفتاب نکلے گا، مسجد کوفہ کی دیوار خراب اور برباد کر دی جائے گی۔ مشرق سے نکلنے والی آگ سات روز باقی رہے گی جس سے مغرب تک پورا عالم تہس نہس ہو جائے گا۔ (بحوالہ "تاریخی دستاویز" ص ۴۳۶)
	ظہور امام (بارہواں امام) کے بعد جبرائیل و میکائیل اور

اسلام | شیعیت

ہزاروں ملائکہ بھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے

"خانہ کعبہ میں امام مہدی کا خطبہ جاری ہوگا کہ آسمانوں سے جبرائیل و میکائیل آکر بیعت کریں گے پھر آسمانی ملائکہ کی بعثت عام ہوگی۔ بیعت کے بعد ۳۱۳ مومن بیعت کریں گے۔ پھر بیعت کا عام سلسلہ شروع ہوگا۔ (از کتاب "چودہ ستارے" ص ۵۹۴، مطبوعہ امامیہ کتب خانہ، لاہور، سید نجم الحسن کراروی، پشاور)

بیعت کے بعد امام مہدی سب سے پہلے کوفہ جائیں گے

"بیت کے بعد امام مہدی سب سے پہلے کوفہ جائیں گے اور دشمنان آل محمد کا قلع قمع کریں گے۔ آپ کے ہاتھ میں عصائے موسیٰ ہوگا جو اژدہا کا کام دے گا اور تلوار حمائل ہوگی۔ ("چودہ ستارے" ص ۵۹۴، مطبوعہ امامیہ کتب خانہ، لاہور)

کوفہ میں امام مہدی مجلس حسین پڑھائیں گے

بے نظیر کے مذہبی و سیاسی انتقام کی کہانی

زندانوں کی اوٹ سے پاکستان بھر کی جیلوں میں گذرے لمحات

نیا لہجہ نئی زبان منفرد ادبی انداز

علامہ فاروقی شہید کی زندگی کی کہانی خود ان کی زبانی

پھر دھی قید قفس

فاروقی شہید کی زندگی کی آخری کتاب

ہدیہ :120 روپیہ۔ صفحات:280

ناشر: اشاعت العارف

ریلوے روڈ فیصل آباد پاکستان فون نمبر 640024

CS CamScanner